اپنے مفہوم کو واضح کردیں اور رہنمائی کرو۔

کیا تمھیں یاد دلانے کی ضرورت ہوگی یا تم کو بغیر یاد دہانی کے یاد ہے کہ جب ہم سمجھتے ہیں کہ کسی شخص کو فلاں چیز سے محبت ہے تو ہم کو ثابت کرنا چاہئے کہ اگر یہ بیان صحیح ہے کہ وہ شخص اس چیز کے ایک جز کو دوست نہیں رکھتا اور جز کو خارج کرکے بلکہ اس کو پوری شئے سے خوشی ہوتی ہے؟

مجھ کو یاد دہانی کی ضرورت ہوگی ایسا معلوم ہوتا ہے: کیونکہ میں تمھارا مطلب اچھی طرح نہیں سمجھا۔

گلاکن یہ اعتراف کسی اور شخص سے زیادہ مناسب ہوتا۔ ایک آدمی جو تم سا عاشق مزاج طبیعت کا ہو اس کو بھولنا نہ چاہئے کہ ایک امرد پرست اثر پذیر شخص کسی نہ کسی طریقہ سے کشش رکھتا ہے اور متاثر ہوتا ہے سب کے حسن سے جو کہ ریعان شباب میں ہوں اور خیال کرتا ہے کہ وہ سب اس کے التفات اور خطاب کے سزاوار ہیں۔ کیا یہ طریقہ نہیں ہے جس سے تم اپنے محبوبوں سے سلوک کرتے ہو؟ تم ایک لڑکے کی تعریف کروگے کہ اس کی ناک خمدار ہے یا اس کا بشرہ دلفریب ہے۔ بک دار ناک دوسرے کی تم شاہانہ سمجھوگے۔ جبکہ تیسرا جو درمیاں دو انتہاؤں کے ہے اس کا چہرہ حسن میں متناسب ہے سانولے تم کہتے ہو مردانہ صورت رکھتے ہیں گورے دیوتاؤں کے بچے ہیں۔ اور تم کس کو سمجھے ہو جس نے یہ فقرہ ایجاد کیا ہے زیتونی[1] زردی۔ مگر ایک عاشق جو پردہ پوش ہو اور زرد رنگ کا آسانی سے متحمل ہو جبکہ یہ رنگ گالوں پر جوان معشوق کے پایا جائے؟ الغرض پھر تم کس قسم کے عذر تراشتے ہو اور ہر قسم کی عبارت فوراً استعمال کرتے ہو۔ نہ کہ جو رنگ پھول میں یا عنفوان شباب کے ساتھ ہو اس کو خارج کردو۔

گلاکن نے جواب دیا میرے مقدمے پر ایک دعوے کی بنا کرتے ہو کہ

---

[1] ہماری زبان میں چمپئی رنگت ۱۲

عاشقانہ طرز سے اس فعل کا فیصلہ ہو تو میں تم کو اجازت دوں گا کہ استدلال کے لیے ایسا کر سکتے ہو۔

میں ایک اور تمثیل اختیار کرتا ہوں۔ کیا تم نہیں مشاہدہ کرتے کہ جو لوگ شراب کے شائق ہیں وہ بھی یہی روش اختیار کرتے ہیں کوئی نہ کوئی عذر ہر قسم کی شراب پسندیدگی کے لئے ڈھونڈھ لیتے ہیں؟

ہاں بے شک۔

اور تم نے ضرور ملاحظہ کیا ہوگا کہ وہ لوگ جو عزت کو دوست رکھتے ہیں وہ ایک چھوٹی جماعت پر حکمرانی کریں گے اگر فوج کی سرداری ان کو نہ مل سکیگی اور اگر بڑے اور عالی مقدار اشخاص ان کی تعظیم نہ کریں گے تو وہ اسی پر رضا مند ہو جائیں گے کہ چھوٹے درجہ کے اور غیر مشہور لوگ ان کی عزت کریں وہ عزت پر کسی نہ کسی صورت میں حریص ہیں۔

189

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

پس جواب میں اس کے ہاں یا نہیں کہو۔ جب ہم بیان کرتے ہیں کہ ایک انسان کسی چیز کا شوق رکھتا ہے کیا ہم یہ کہیں کہ وہ اس چیز کی کل قسم کا شائق ہے جو اس حد کی تعریف میں داخل ہے یا صرف ایک جزو کا دوسرا جزو اس سے خارج ہے۔

وہ کل کا شائق ہے۔

تو کیا ہم یہ اعتقاد کریں کہ فیلسوف یا محب دانش وہ شخص ہے جو دانش کا دوست ہے نہ اس کے جز کا بلکہ کل کا۔

سچ ہے۔

اس طرح سے کہ اگر اپنی تحصیل میں مشکلات پیدا کرتا ہے جبکہ وہ جوان ہو اور مفید اور غیر مفید میں امتیاز نہ کر سکتا ہو ہم اس کو تحصیل علم یا دانش کا شائق نہ کہیں گے۔ ٹھیک اسی طرح جس طرح کوئی شخص کھانے میں باریکیاں نکالتا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ وہ بھوکا نہیں ہے یا خوراک کا آرزومند نہیں ہے اور بجائے اس کے کہ اس کو کھانے کا شائق کہیں بلکہ ہم

بدخوراک کہیں گے۔

ہاں اور یہ ہمارا فعل بجا ہوگا۔

دوسری طرف جب کوئی انسان ہر قسم کے علم کا ذوق رکھتا ہو اور مسرت کے ساتھ اپنے مطالعوں پر مستعد ہو ایسے شوق کے ساتھ جس کی تسکین کسی طرح ممکن نہ ہو ہم انصافاً ایسے شخص کو فیلسوف کہیں گے کیا نہ کہیں گے؟

گلاکن نے جواب دیا تمہارے بیان میں ایک جماعت کثیر داخل ہے اور وہ ایک عجیب جماعت ہوگی جو لوگ دیکھنے کی چیزوں کے شائق ہوں میں اُس کا یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ وہ فیلسوف ہیں کیونکہ وہ علم حاصل کرنے سے خوش ہوتے ہیں اور جو آوازوں سے خوش ہوتے ہوں یہ گروہ بھی ایک عجیب گروہ ہے جن کو فلاسفہ میں شمار کرنا چاہئے۔ میری مراد وہ لوگ ہیں کہ حتی الامکان وہ کسی فلسفیانہ مباحثہ میں شریک نہ ہوں گے یا ایسی ہی کسی ضیافت میں لیکن دیونسوس کی ہر عید میں بلاناغہ حاضر ہوں گے خواہ ایسی ضیافت شہر میں ہو خواہ دیہات میں اور اس طرح ڈوریں گے گویا کہ انھوں نے اپنے کان اجارے پر دئیے ہیں کہ موسم کی ہر سنگت میں شریک ہوں اور سنیں کیا ہم ان سب لوگوں کو فیلسوف کا خطاب عطا کریں اور ان لوگوں کو بھی جو کسی خاص تحصیل کا ذوق رکھتے ہیں اور چھوٹے چھوٹے فنون کے کامل استادوں کو؟

میں نے جواب دیا۔ ہرگز نہیں! ہم ان کو نقلی فیلسوف کہیں گے۔

اس نے پوچھا اور کن کو تم اصلی فیلسوف کہو گے؟

میں نے جواب دیا۔ وہ جو سچائی کا دیکھنا دوست رکھتے ہیں اس نے کہا اس بات میں تم غلطی پر نہیں ہو سکتے۔ لیکن واضح بیان کرو تمہارا مقصود کیا ہے؟

کسی اور رسائل کے ساتھ تو یہ ہرگز سہل نہ ہوگا مگر میں خیال کرتا ہوں کہ تم ان چیزوں کا اقبال کرو گے جو میں چاہتا ہوں۔

وہ کیا ہے؟

190

چونکہ خوبصورتی مقابل بدصورتی کے ہے لہذا یہ دو چیزیں ہیں -

بے شک وہ دو ہیں -

پس چونکہ وہ دو ہیں ہر ایک اُن میں سے جو علیحدہ کی جائے ایک چیز ہے -

یہ بھی سچ ہے -

یہ بات بھی اسی طرح کہی جا سکتی ہے عدل اور ظلم خیر اور شر اور جملہ عام تصورات کے لیئے - ہر ایک ان میں سے بذات خود ایک چیز ہے لیکن امتزاج سے ساتھ افعال اور اجسام اور باہم دیگر جس کے وسیلہ سے وہ ہر جگہ نمایاں ہوتی ہیں ہر ایک ان میں سے کثیر اشیا معلوم ہوتی ہے -

تم حق پر ہو -

پس اس اصول کی مدد سے ہم ان چیزوں میں امتیاز کرتے ہیں جن کو تم نے ابھی بیان کیا تھا یعنے مبصرات کے شائق فنون کے شائق اور عملی اشخاص ایک طرف اور دوسری طرف وہ جن کے بارے میں اب ہم دریافت کر رہے ہیں جن کو ہم بہ تحقیق فلاسفہ سے نامزد کر سکتے ہیں -

جو تم کہتے ہو اس کو واضح کرو -

کیوں میں خیال کرتا ہوں کہ وہ جو دیکھنے اور سننے کو دوست رکھتے ہیں وہ جمیل آوازوں اور رنگوں اور صورتوں اور جملہ مصنوعات فنون جن میں وہ چیزیں داخل ہوتی ہیں لیکن بذاتہ حسن کی ماہیت کو ان کی سمجھ ناقابل دیکھنے اور حاصل کرنے کے ہے -

ہاں یہ یقیناً ایسا ہی ہے جیسا تم کہتے ہو -

لیکن جو لوگ مستقل ادراک تک مجرد حسن کے پہنچ سکتے ہیں شاذ مستثنی لوگوں میں ہیں کیا نہیں ہیں ؟

ہیں بلا شک -

لہذا اگر ایک انسان خوبصورت چیزوں کے وجود کو پہچانتا ہے لیکن مجرد حسن کا اعتقاد نہیں رکھتا اور ایسے شخص کی پیروی کی قوت

نہیں رکھتا جو اس کو مجرد حسن کے علم تک راہنمائی کرے وہ شخص اپنی حیات میں تمھارے نزدیک خواب میں ہے یا بیدار ہے؟ خوب غور کرو کیا یہ خواب نہیں ہے جبکہ ایک شخص خواہ سوتا ہو خواہ جاگتا ہو کسی چیز کی شبیہ کو دھوکے سے شئے حقیقی سمجھے یعنی وہ جس کی شبیہ ہے؟

191

میں اعتراف کرتا ہوں کہ مجھ کو کہنا چاہیے کہ جو شخص اس حالت میں ہو خواب میں ہے۔

اب جو صورت اس کے برعکس ہے اس کو ملاحظہ کرو ایک شخص مجرد حسن کو تسلیم کرتا ہے اور قوت رکھتا ہے کہ اس کے جوہر اور وہ شئے جس میں وہ جوہر داخل ہے اور وہ غلطی سے ان اشیاء کو جوہر نہیں سمجھتا اور نہ جوہر کو اشیاء تصور کرتا ہے تم کیا خیال کرتے ہو ایسا شخص خواب کی حیات رکھتا ہے یا بیداری کی؟

بلاشک بیداری کی زندگی۔

اگر ایسا ہے تو کیا ہم حق پر نہ ہوں گے کہ اس دوسرے کے ذہنی طریق عمل کو علم کہیں کیونکہ وہ درحقیقت جانتا ہے اور پہلے کے طرز عمل کو ظن کہیں کیونکہ وہ محض گمان ہے؟

ہاں بالکل حق۔

پس اگر وہ جس کو ہم ظن کرنے کہتے ہیں ہم سے خفا ہو اور جھگڑا کرے کہ جو ہم کہتے ہیں وہ سچ نہیں ہے کیا ہم اس کی تحقیر کو جو غصہ کا موجب ہے تسکین دے سکتے ہیں اور ملائمت سے اس کو یقین دلائیں اور اس واقعہ کو اس سے پوشیدہ رکھیں کہ وہ غیر صحیح حالت میں ہے؟

یقیناً یہی مطلوب ہے۔

بس آؤ اور اس بات پر غور کرو کہ اس سے کیا کہیں۔ کیا تم پسند کرو گے کہ اس سے بعض امور کو دریافت کریں اس تمہید سے کہ وہ درحقیقت کچھ جانتا ہے تو ہم کو اس کے علم سے کوئی ضد نہیں ہے؟

بلکہ برخلاف اس کے ہم خوش ہوں گے کہ واقعہ یہ ہے۔ مگر ہم کو

اس سوال کا جواب دو ہم کہیں گے : جب کوئی شخص جانتا ہے تو وہ کوئی چیز جانتا ہے یا کچھ نہیں جانتا ؟

مہربانی کر کے گلاکن تم اس کی طرف سے جواب دو۔

میرا جواب یہ ہوگا کہ وہ کوئی چیز جانتا ہے۔

کوئی شے جو موجود ہے یا موجود نہیں ہے ؟

کوئی شے جو موجود ہے : کیونکہ جو شے موجود نہیں ہے وہ کیونکر معلوم ہوسکتی ہے ؟

پس ہم اس واقعہ کا بالکل یقین رکھتے ہیں خواہ کتنے ہی مختلف طریقوں سے ہم اس کو جانچیں۔ کہ جو شے کامل طور سے موجود ہے وہ کامل طور سے معلوم ہوسکتی ہے۔ درحالیکہ وہ جو وجود نہیں رکھتی ضرور ہے کہ کلیتہً نامعلوم ہو ؟

ہم کو بالکل اس کا یقین ہے۔

خوب : اگر کوئی چیز اس ساخت کی ہو کہ ایک ہی وقت میں ہو بھی اور نہ بھی ہو۔ تو کیا وہ چیز کسی مقام پر خالص موجود اور قطعی غیر موجود کے درمیان میں ہوگی ؟

ہونا چاہیے۔

192 اچھا پس چونکہ علم اضافی ہے موجود کا اور سلب علم بالضرور غیر موجود کا ہم کو کوشش کرنا چاہیئے کہ کوئی چیز درمیان علم (سائنس) اور جہل دریافت کریں اگر کوئی چیز اس قسم کی ہوگی تو وہ اس سے مطابق ہوگی کہ درمیان میں موجود اور غیر موجود کے ہو ؟

ہاں بہر طور۔

کیا ہم ظن کو کوئی چیز کہتے ہیں ؟

بلاشک ہم کہتے ہیں۔

کیا ہم اس کو ایک قوت علیحدہ علم (سائنس) سے مانتے ہیں یا اس کے مطابق ؟

اس سے جداگانہ۔

لہذا ظن ایک چیز سے متعین ہوتا ہے اور علم دوسرے چیز سے اور ہر ایک موافق اپنی قوت کے عمل کرتا ہے۔

ٹھیک یہی ہے۔

یہ ماہیت علم (سائنس) کی نہیں ہے جو کہ اضافت رکھتا ہے موجود سے کہ معلوم کرے کہ کس طرح موجود موجود ہے؟ مگر اولاً ایک امتیاز ہے جس کو میرے نزدیک پہلے متعین کرنا چاہیئے۔

وہ کیا ہے؟

ہم اس بات کو مانیں گے کہ قوتیں بطور ایک عام طبقہ کے وہ اشیاء ہیں جن کے ذریعہ سے ہم اور ہر چیز جو کچھ وہ کر سکتے ہیں کرتے ہیں:۔ مثلاً ہم میں بصر اور سمع کو قوتیں کہتے ہیں اگر تم اُس خاص مفہوم کو سمجھ لو جس کو میں بیان کرنا چاہتا ہوں۔

میں سمجھتا ہوں۔

تو میں تم سے کہوں گا کہ میں کس نظر سے ان کو دیکھتا ہوں۔ قوت میں رنگ میں خواہ صورت یا اور صفتیں جن کو میں اور اکثر دوسری چیزوں میں مشاہدہ کرتا ہوں جس کے تعلق سے میں اکثر صورتوں میں تمیز کرتا ہوں اپنے لیے درمیان ایک چیز اور دوسری چیز کے۔ نہیں قوت میں میں صرف اسکے احاطہ کو اور اس کے فعل کو دیکھتا ہوں اور اس طرح میں ہر صورت میں اس کو اس نام سے پکارتا ہوں ان قوتوں کو مماثل کہتا ہوں جن کے احاطے اور افعال مماثل ہیں اور ان کو مختلف کہتا ہوں جن کے احاطے اور افعال مختلف ہیں۔ مگر براہ مہربانی کہو تم کس طرح چلتے ہو؟

ٹھیک اسی طریقے سے

پس اے میرے فاضل دوست میرے ساتھ واپس آؤ۔ کس عام حد کے تحت تم طبقہ علم (سائنس) کو رکھتے ہو؟ کیا تم اس کو قوت کہتے ہو؟

193

ہاں میں یہی کرتا ہوں یہ تمام قوتوں سے زیادہ قوی ہے۔

کیا ظن بھی ایک قوت ہے یا ہم اس کو کسی اور اسم سے منسوب کریں کسی اور لقب سے نہیں کیونکہ وہ چیز جس سے ہم ظن کرنے کے قابل ہیں ظن ہی ہوسکتا ہے۔

اچھا لیکن تھوڑی دیر ہوئی تم نے تسلیم کیا تھا کہ علم اور ظن مماثل نہیں ہیں۔

کیوں کوئی باحواس شخص اس چیز کو جس میں خطا ممکن ہے اسی چیز سے مماثل قرار دے سکتا ہے جس میں خطا نہیں ہوسکتی؟

بہت خوب پس ہم صاف صاف متفق ہیں کہ ظن علم سے متغائر ہے؟

یہ ہے۔

اگر ایسا ہے تو ہر ایک ان میں سے بلحاظ اپنی ماہیت کے ایک مختلف احاطہ اور مختلف تاثیر رکھتی ہے۔

اس استدلال سے گریز ممکن نہیں ہے۔

علم (سائنس) میں یقین کرتا ہوں کے احاطہ میں موجود کی ماہیت کا جاننا ہے۔

ہاں۔

مگر احاطہ ظن کیا یہ ہے۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ ظن کیا جائے۔

ہاں۔

کیا ظن ٹھیک۔ اسی مادہ کی شناخت کرتا ہے جس کو علم (سائنس) جانتا ہے؟

بالفاظ مادہ معروض ظن کا مماثل ہے سائنس کے ایسے مادہ سے؟

یا یہ غیر ممکن ہے؟

غیر ممکن ہے اس اقرار کے بعد جو ہم نے کیا ہے یعنے اگر یہ فرض کیا جائے کہ مختلف قوتیں مختلف احاطے رکھتی ہیں اور دونوں ظن اور علم

قوتیں ہیں اور دونوں میں فرق ہے۔ اس سب کا ہم اثبات کرتے ہیں۔
ان مقدمات کی بنا پر یہ غیر ممکن ہے کہ مادہ معروض علم اور ظن مماثل قرار دیا جائے۔
پس اگر موجود مادہ معروض علم کا ہے تو ظن کا کوئی اور چیز ہو گی ماورا موجود کے؟
ضرور ہونا چاہئے۔
تو کیا ظن غیر موجود پر عمل کرتا ہے یا یہ غیر ممکن ہے کہ ظن میں وہ چیز مفہوم ہو جو موجود نہیں ہے؟ غور کرو۔ کہ وہ شخص ظن کرتا ہے وہ اپنے خیالات کسی چیز کی طرف لے جاتا ہے؟ یا یہ ممکن ہے کہ ظن تو ہو مگر وہ ظن کسی چیز کا نہ ہو؟
یہ غیر ممکن ہے۔
پس وہ شخص جو ظن کرتا ہے ظن رکھتا ہے کسی ایک چیز کا؟
ہاں۔
لیکن غیر موجود کو کوئی ایک چیز نہیں کہہ سکتے؟ اس کو بخلاف امر مذکور کے نہایت صدق کے ساتھ لاشے کہہ سکتے ہیں۔
ٹھیک ایسا ہی ہے۔
لیکن غیر موجود کو ہم مجبوراً جہل سے منسوب کر سکتے ہیں اور موجود کو علم سے۔
اور یہ حق ہے۔
پس نہ موجود معروض ظن کا ہے نہ غیر موجود؟
نہیں۔
لہٰذا ظن نہ جہل ہو سکتا ہے نہ علم۔
ظاہراً نہیں۔
تو کیا وہ ان دونوں کے ماورا واقع ہے تاکہ سبقت لے جائے علم پر یقین میں یا جہالت سے غیر یقین میں؟

یہ کچھ نہیں کرتا ۔
پس مجھ سے کہو تم ظن کو زیادہ تاریک دیکھتے ہو بہ نسبت علم کے اور زیادہ منور دیکھتے ہو بہ نسبت جہل کے ۔
ہاں اس کا امتیاز استحکام کے ساتھ ہوا ہے بہ نسبت دونوں کے ۔
اور کیا یہ ان دونوں انتہاؤں کے درمیان واقع ہے ؟
ہاں ۔
پس ظن ضرور ایسی چیز ہے جو درمیان ان دونوں حدوں کے ہو ؟
ہاں ۔
پس ظن ضرور ہے کہ کوئی چیز درمیان دونوں کے ہو ؟
ٹھیک ایسا ہی ہے ۔
اس سے کچھ پیشتر کیا ہم نے نہیں کہا تھا کہ اگر کوئی شئے پائی جائے جس کی ساخت اس طرح کی ہو کہ ایک وقت میں ہو اور نہ بھی ہو ضرور ہے کہ وہ درمیان خالص موجود اور مطلق لاموجود کے درمیان ہو اور وہ نہ معروض نہ علم (سائنس) کی ہوگی اور نہ جہل کی بلکہ تیسری قوت سے متعلق ہوگی چاہیئے کہ وہ دریافت ہو اس فاصلہ میں جو درمیان علم اور جہل کے ہے ؟
ہم نے کہا تھا ۔
لیکن اب ہم نے دریافت کی ہے ایک قوت جس کو ہم ظن کہتے ہیں ۔
ہم نے دریافت کی ہے ۔
اب ہمارے لیے بظاہر یہ باقی رہتا ہے کہ اس چیز کو دریافت کریں کے کہ وہ کیا شے ہے جو وجود اور لاوجود دونوں میں مشترک ہے اور جس کو صحیح کہ وہ مطلقاً ان میں سے کوئی ایک ہے تاکہ اگر ہم کو دریافت ہو جائے تو ہم اس کو انصافاً معروض ظن کا کہہ سکیں تاکہ ہم طرفین کو طرفین سے اور اوساط کو اوساط سے منسوب کریں کیا میں حق کہتا ہوں ؟

قوتیں ہیں اور دونوں میں فرق ہے۔ اس سب کا ہم اثبات کرتے ہیں۔ ان مقدمات کی بنا پر یہ غیر ممکن ہے کہ مادہ معروض علم اور ظن مماثل قرار دیا جائے۔

پس اگر موجود مادہ معروض علم کا ہے تو ظن کا کوئی اور چیز ہوگی ماورا موجود کے؟

ضرور ہونا چاہئے۔

تو کیا ظن غیر موجود پر عمل کرتا ہے یا یہ غیر ممکن ہے کہ ظن میں وہ چیز مفہوم ہو جو موجود نہیں ہے؟ غور کرو۔ کہ وہ شخص ظن کرتا ہے وہ اپنے خیالات کسی چیز کی طرف لے جاتا ہے؟ یا یہ ممکن ہے کہ ظن تو ہو مگر وہ ظن کسی چیز کا نہ ہو؟

یہ غیر ممکن ہے۔

پس وہ شخص جو ظن کرتا ہے ظن رکھتا ہے کسی ایک چیز کا؟

ہاں۔

لیکن غیر موجود کو کوئی ایک چیز نہیں کہہ سکتے؟ اس کو بخلاف امر مذکور کے نہایت صدق کے ساتھ لاشے کہہ سکتے ہیں۔

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

لیکن غیر موجود کو ہم مجبوراً جہل سے منسوب کر سکتے ہیں اور موجود کو علم سے۔

اور یہ حق ہے۔

پس نہ موجود معروض ظن کا ہے نہ غیر موجود؟

نہیں۔

لہٰذا ظن نہ جہل ہو سکتا ہے نہ علم۔

ظاہراً نہیں۔

تو کیا وہ ان دونوں کے ماورا واقع ہے تا کہ سبقت لے جائے علم پر یقین میں یا جہالت سے غیر یقین میں؟

194

یہ کچھ نہیں کرتا۔

پس مجھ سے کہو تم ظن کو زیادہ تاریک دیکھتے ہو بہ نسبت علم کے اور زیادہ منور دیکھتے ہو بہ نسبت جہل کے۔

ہاں اس کا امتیاز استحکام کے ساتھ ہوا ہے بہ نسبت دونوں کے۔

اور کیا یہ ان دونوں انتہاؤں کے درمیان واقع ہے؟

ہاں۔

پس ظن ضرور ایسی چیز ہے جو درمیان ان دونوں حدوں کے ہو؟

ہاں۔

پس ظن ضرور ہے کہ کوئی چیز درمیان دونوں کے ہو؟

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

اس سے کچھ پیشتر کیا ہم نے نہیں کہا تھا کہ اگر کوئی شے پائی جائے جس کی ساخت اس طرح کی ہو کہ ایک وقت میں ہو اور نہ بھی ہو ضرور ہے کہ وہ درمیان خالص موجود اور مطلق لاموجود کے درمیان ہو اور وہ نہ معروض نہ علم (سائنس) کی ہوگی اور نہ جہل کی بلکہ تیسری قوت سے متعلق ہوگی چاہیئے کہ وہ دریافت ہو اس فاصلہ میں جو درمیان علم اور جہل کے ہے؟

ہم نے کہا تھا۔

لیکن اب ہم نے دریافت کی ہے ایک قوت جس کو ہم ظن کہتے ہیں۔

ہم نے دریافت کی ہے۔

اب ہمارے لیے بظاہر یہ باقی رہتا ہے کہ اس چیز کو دریافت کریں کہ وہ کیا شے ہے جو وجود اور لاوجود دونوں میں مشترک ہے اور جس کو صحیح کہ وہ مطلقاً ان میں سے کوئی ایک ہے تاکہ اگر ہم کو دریافت ہو جائے تو ہم اس کو انصافاً معروض ظن کا کہہ سکیں تاکہ ہم طرفین کو طرفین سے اور اوساط کو اوساط سے منسوب کریں کیا میں حق کہتا ہوں؟

195

تم حق کہتے ہو۔

جب یہ مقدمات طے ہو گئے تو میں آگے چلوں گا اور یہ سوال کرونگا کہ وہ لائق آدمی جو وجود سے مطلق جمیل کے منکر ہے یا کسی صورت سے مطلق جمال کے جو ہمیشہ یکساں رہتا ہے اور ناقابل تغیر ہے اگرچہ وہ مختلف جمیل چیزوں کو تسلیم کرتا ہے۔ عاشق مبصرات کا جس سے یہ کہا جائے تو وہ برداشت نکرے گا کہ جمال ایک ہے اور عدالت ایک ہے اور علیٰ ہذا القیاس باقی :۔ میرے نیک صاحب میں کہوں گا ان جمیل چیزوں میں کوئی ایسی ہے جو قبیح (بدصورت) نہ معلوم ہو؟ ان عادلانہ چیزوں میں کوئی ایسی ہے جو ظالمانہ نہ معلوم ہو؟ یا ان مقدس چیزوں میں کوئی ایسی ہے جو غیر مقدس نہ معلوم ہو؟

گلاکن نے جواب دیا نہیں وہ لامحالہ ایک خاص اعتبار سے اچھی بھی ہیں اور بری بھی عادلانہ بھی ہیں ظالمانہ بھی مقدس بھی ہیں غیر مقدس بھی ہیں۔

پھر کیا اکثر دوہری چیزیں نصف بھی سمجھی جائیں اور دوہری بھی؟

ٹھیک اسی طرح۔

اسی طریقہ سے کیا وہ چیزیں جن کو ہم بڑی چھوٹی ہلکی بھاری کہتے ہیں بہتر حق رکھتی ہیں اس لقب کا بہ نسبت ان کے متقابلوں کے؟

نہیں۔ وہ ہمیشہ دونوں لقبوں کے لیے مساوی طور سے سزاوار ہیں۔

پس کیا یہ زیادہ صحیح ہوگا کہ ان پر محمول کی جائیں اکثر اشیاء کہ ہر ایک ان میں سے ہے یا نہیں ہے وہ چیز جو کہی جاتی ہے کہ وہ ہے؟

تم کو مجھ کو وہ معمے یاد دلاتے ہو جن میں تناقض پایا جاتا ہے جو تجویز کی جاتی ہے میز پر اور لڑکوں کی پہیلیاں بہ نسبت خوجوں کے جنھوں نے چوگان

ؔ مدرسین نے یہ پہیلی یوں بیان کی ہے: ایک قصہ کہا گیا ہے کہ ایک انسان اور لا انسان

مارا تاریکی سے نشانہ کر کے اُس چیز سے جس کا نشانہ کیا تھا یا جس چیز پر بیٹھا تھا کیونکہ وہ اشیاء جو زیر بحث تھیں وہی مبہم صفت رکھتی ہیں اور کوئی ایجاب کے طور پر سمجھ سکتا ہے کہ وہ ہیں یا نہیں ہیں یا دونوں ہیں بھی اور نہیں بھی ہیں یا کوئی بھی نہیں ہے۔

میں نے کہا کیا تم کہہ سکتے ہو ان سے کیا کرنا چاہیئے یا کہیں اور ان کا موقع ہو سکتا ہے بہ نسبت درمیانی فصل کے جو درمیان وجود اور لاوجود کے ہے؟ کیونکہ میں فرض کرتا ہوں کہ وہ نہ ظاہر ہونگی تاریک تر بہ نسبت لاموجود کے اور اس طرح زیادہ لاموجود ہوگی یا زیادہ منور ہوں گی بہ نسبت موجود کے لہٰذا زیادہ تر موجود ہوں گی۔

196

ہاں تم بالکل حق پر ہو۔

لہٰذا ہم نے دریافت کیا کہ بظاہر کہ کثیر تعداد مفاہیم کی ایک جم غفیر میں انسانوں کے جاری ہے بارے میں جمال اور عدالت وغیرہ کے گشت لگایا کرتے ہیں درمیان حدود خالص وجود اور خالص لاوجود کے۔

ہاں ہم نے دریافت کیا ہے۔

اور ہم نے تسلیم کر لیا ہے کہ اگر کوئی چیز اس قسم کی روشنی میں لائی جائے تو اس کو ظن کا معروض بیان کرنا چاہیئے نہ کہ علم کا۔ ان درمیانی آوارہ گردوں کو گرفتار کئے جاتے ہیں درمیانی قوت سے۔

ہم نے یہ تسلیم کر لیا ہے۔

لہٰذا جب کہ لوگ ایک تعداد کثیر جمیل اشیاء کے لیئے نظر رکھتے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:- نے دیکھ کے اور نہ دیکھ کے ایک طائر اور لاطائر کو جو بیٹھا تھا ایک شجر اور لاشجر پر کو نشانہ کیا اور یہیں نشانہ کیا ایک حجر سے اور لاحجر سے اس کی کسی حد تک متن میں توضیح ہوئی ہے اور بقایا ناظرین کی سمجھ پر چھوڑ دیا گیا ہے۔

ہیں لیکن نہ وہ جمال بذاتہ کو دیکھ سکتے ہیں اور نہ ایسے لوگوں کی پیروی کرتے ہیں جو ان کو وہاں تک پہنچا دیں۔ جب وہ ایک تعداد عادلانہ چیزوں کی دیکھتے ہیں مگر عدالت بذاتہا کو نہیں دیکھتے اور اسی طرح ہر مثال میں (ان کا یہی حال ہے) تو ہم کہیں گے کہ وہ ہر صورت میں ظن رکھتے ہیں نہ حقیقی علم اشیاء کا جن کے باب میں وہ ظن کرتے ہیں۔

یہ ضروری استدلال ہے۔

لیکن بجائے دیگر ہم ان لوگوں کو کہیں جو اشیاء بذاتہا پر غور کرتے ہیں اور یہ کہ وہ موجود ہیں ہمیشہ مستقلاً اور غیر متحرک ؟ تو کیا ہم ان کو نہ کہیں کہ وہ علم رکھتے ہیں نہ کہ ظن ؟

یہ بھی ضروری استدلال (نتیجہ) ہے۔

تو کیا ہم یہ نہ کہیں گے کہ ایسے لوگ قدر شناس (عارف) ہیں اور دوست رکھتے ہیں معروضات علم کو۔ اور دوسرے معروضات ظن کو؟

کیوں کہ ہم نہیں بھولے ہیں۔ کیا ہم بھول گئے ہیں کہ یہ لوگ دوست دار اور دیکھنے والے خوبصورت آوازوں اور رنگوں اور انکے مماثلات کے درحالیکہ وہ موجودیت مجرد جمال کو نہیں سنتے ؟

ہم نہیں بھولے ہیں۔

کیا ہم کوئی غلطی کریں گے اگر ہم ان لوگوں کو گمان دوست نہ دانش دوست یعنی وہ گمان کے عاشق نہ دانش کے عاشق ؟ اور کیا وہ ہم سے بہت خفا ہو جائینگے اگر ہم ان کو ایسا کہیں ؟

نہیں نہیں اگر میری وہ نصیحت کو مانیں گے۔ کیونکہ سچائی پر آزردہ ہونا خطا ہے۔

وہ جو اسی چیز سے دل لگاتے ہیں جو ہر صورت میں درحقیقت موجود ہے انکو ہم گمان دوست نہ کہیں گے بلکہ دانش دوست کہیں گے ؟

ہاں بجمیع الوجوہ۔

مقالہ ششم

میں نے کہا۔ اس طرح اے گلاکن - ایک طولانی تفتیش کے بعد ہم نے بمشکل دریافت کر لیا ہے کہ سچے فلاسفہ کون ہیں اور کون نہیں ہیں۔ اس نے جواب دیا ہاں غالباً اس تحقیق کا اختصار سہل نہ تھا۔

میں نے کہا ظاہرا نہیں - بہر کیف جو کچھ ہو میں خیال کرتا ہوں کہ میرے لئے کہ نتیجہ اس سے زیادہ صفائی کے ساتھ نکل آتا اگر ہم کو صرف اسی پر گفتگو کرنا ہوتی بغیر بحث ان متعدد مطالب کے جواب تک گویا ہمارے ملاحظے کے منتظر ہیں اگر ہم سے دریافت کرنا چاہتے ہوں کہ راست بازی کی زندگی کو کجروی کی زندگی پر کس امر میں فوقیت ہے۔

بس ہم کو اب کیا کرنا چاہیے؟

ہم کو صرف ترتیب وار دوسرا قدم اٹھانا ہے۔ کیونکہ جو لوگ قدیم اور غیر متغیر کا فہم رکھتے ہیں وہ فیلسوف ہیں اور جو اس کی لیاقت نہیں رکھتے اور جو لوگ تغیر اور کثرت کی وادی میں آوارہ گرد ہیں فیلسوف نہیں ہیں ان دونوں سے تم بتاؤ کن کو کس فرقے کو حکام ریاست ہونا چاہیے؟

مجھکو کیا جواب دینا چاہئے اگر اس سوال کی پوری داد دی جائے؟

تم اپنے دل سے سوال کرو کہ دونوں میں کونسا فرقہ قانون اور رسم و رواج کا ریاستوں کی محافظت کی استعداد رکھتا ہے انھیں کو محافظ مقرر کرو۔

تم حق پر ہو۔

کیا اس میں کچھ جائے کلام ہے کہ اندھا یا تیز نظر رکھنے والا کون کسی چیز کے رکھنے اور حفاظت کرنے کی سزاوار ہے ؟

اس میں تو کوئی کلام نہیں ہو سکتا۔

تو کیا تم خیال کرتے کہ اندھے کی حالت میں اور اس شخص کی حالت میں جو اشیاء کی حقیقت کے علم سے مطلقاً بے بہرہ ہو ایک ذرہ فرق ہے اور جو اپنے نفس میں کوئی متمائز مثالیہ نہیں رکھتے نہ مثل مصوروں کے اپنی نظر کو کامل حقیقت پر جو کامل معیار حوالے کی ہے جما سکتے ہیں جس کو نہایت دقیق نظر سے مشاہدہ کرنا چاہیئے، قبل اس کے کہ وہ اراضی قوانین سے اشیاء کے باب میں بحث کر سکیں وہ اشیاء جو خوبصورت اور عادلانہ اور نیک ہیں اس طرح کہ جو کسی چیز کا محل ہو وہاں اس کو رکھے اور جہاں وہ بالفعل موجود ہیں وہیں ان کی حفاظت کی جائے کہ وہ باقی رہیں ؟

نہیں بے شک کچھ ایسا فرق نہیں ہے۔

تو کیا ہم ایسے لوگوں کو محافظ کے عہدہ پر مقرر کریں ایسے لوگوں پر ترجیح دیجے جو نہ صرف علم ہر شئے کی حقیقت کا حاصل کیا ہے اور عمل میں بھی پہلے فرقے سے کمتر نہیں ہیں اور ان سے کسی اور شعبہ فضیلت میں بھی پیچھے ہٹے ہوئے نہیں ہیں ؟

کیوں اگر یہ پچھلے لوگ دوسرے صفات میں تو یہ تو بالکل ہی لغو ہوگا کہ اوروں کو ان پر اختیار کریں۔ کیونکہ ٹھیک وہ نقطہ جن میں وہ فوق رکھتے ہیں سب سے زیادہ مہتم بالشان کہی جائیگی۔

پس ہم کو اس کی توضیح کرنا چاہیئے کہ کس طرح بعینہ وہی لوگ دونوں صفتوں کی تحصیل کے قابل ہوئے ؟

بہر طور

اگر ایسا ہو تو ہم کو اس بات سے ابتدا کرنا چاہیئے کہ ان کی سیرت خاص کی بصیرت حاصل کریں جیسا کہ ہمنے اس بحث کے آغاز میں کہا تھا۔ اگر ہم اس نقطہ پر تقریباً اتفاق کرلیں تو ہم اس پر بھی اتفاق کریں گے کہ

198

دونوں صفتیں ایک فرقے کے اشخاص میں جمع ہو سکتی ہیں اور ایسی سیرتیں نہ ان کے سوا ریاستوں کے مناسب حکام ہو سکتے ہیں۔

یہ کیونکر

فلسفیانہ طبیعت کے لحاظ سے ہم کو فرض کر لینا چاہئے کہ اس طبیعت والے ہمیشہ تمام علم کے عاشق ہوتے ہیں اس طرح ان پر کچھ نہ کچھ حقیقی اور مستقل وجود کا انکشاف ہوتا ہے جو تغیرات کون و فساد سے مستثنیٰ ہے۔

یہ فرض کرو

میں نے کہا ہم کو یہ بھی فرض کر لینے دو کہ کل حقیقی وجود کے عاشق ہیں اور رضامندی سے اس کے کسی جزو کو ترک نہ کرے گا خواہ وہ قلیل ہو خواہ کثیر معزز ہو خواہ محقر جو ہم سابق کے کسی موقع پر ثابت کر چکے ہیں جہاں ہم حوصلہ مند اور عاشق مزاج کا ذکر کر چکے ہیں۔

تم سچ کہتے ہو۔

اب اس پر غور کرو کہ کیا ہم کو ایک تیسری ہیئت ان کی سیرت میں جو ہمارے بیان کا تحقیق کر چکے ہیں نہ پائیں گے۔

تم سچ کہتے ہو۔

کس ہیئت سے تم مراد لیتے ہو۔

میری مراد سچائی سے ہے یعنی عزم بالجزم کہ دروغ کو ہرگز جائز نہ رکھیں گے خواہ وہ کسی شکل میں ہو تاحد امکان بلکہ اس سے کراہت کریں گے اور راستی سے الفت کریں گے۔

ہاں گمان غالب ہے کہ ہم اس کو پائیں گے۔

نہیں میرے دوست یہ محض مظنۂ غالب نہیں ہے بلکہ مطلقاً لابد ہے کہ ایک شخص جو بالطبع راغب ہے کسی خواہش کی طرف وہ ہر ایسی چیز سے خوش ہوگا جو شئے محبوب سے پیوستہ ہے۔

اس نے کہا سچ ہے۔

199

اور تم دانش سے سوائے صدق کے کسی اور چیز کو زیادہ نزدیک پاتے ہو؟

یقیناً نہیں۔

اور کیا یہ ممکن ہے کہ وہی طبیعت دوست رکھتی ہو دانش کو اور اُسی وقت میں دوست رکھتی ہو دروغ کو؟

لاکلام ایسا نہیں ہے۔

لہذا اصلی عاشق علم کا ضرور ہے کہ عہد جوانی سے نہایت شدت کے ساتھ کوشش کرے کلیتہً سچائی کی۔

ہاں بالکلیہ۔

اچھا تو ہم اس میں شک نہیں کر سکتے کہ جب ایک شخص کی خواہشیں ایک سمت میں مضبوطی سے لگی ہوں تو ویسی ہی ضعف کیساتھ ہر طریق میں مثل ایک چشمہ کے جس کے پانی کی دھار ایک اور تہ کی طرف پھیری گئی ہو رواں ہوتی۔

بلاشک ایسا ہی کریں گی۔

جب کہ سرچشمہ کا دھارہ علم (سائنس) اور اس کے جملہ شعبوں کی طرف بہے گا تو میں خیال کرتا ہوں کہ اس انسان کی خواہشیں خالص ذہنی لذتوں کے گرد منڈلاتی رہیں گی ان لذتوں کو ترک کر دیگا جن میں بدن کارپرداز ہے بشرطیکہ اس کو دانش کا شوق حقیقی ہو نہ مصنوعی۔

یہ اور طرح نہیں ہو سکتا۔

پھر ایسا شخص معتدل المزاج ہو گا اور بالکل طامع نہ ہو گا کیونکہ ایسا شخص دنیا میں سب سے پیچھے ہو گا ایسی چیزوں کی قدر کرے جس سے انسانوں کو روپیہ کا شوق ہوتا ہے خواہ اس کا کیسا ہی نقصان کیوں نہ ہو۔

سچ ہے۔

معہذا ایک اور امر بھی ہے جس پر تم کو غور کرنا چاہیئے جبکہ تم

فلسفیانہ اور غیر فلسفیانہ سیرت میں تمیز کرنے کی کوشش کرتے ہو۔

وہ کیا ہے؟

تم کو کوشش کرنا چاہیئے کہ کسی داغ کو فرو مایگی کے فروگزاشت نہ کرو۔ کیونکہ ذرا کمینہ پن سب چیزوں سے بڑھ کے نفس کو صدق کے شوق اور اس کی تحصیل سے مانع ہوتا ہے خواہ وہ الٰہی ہو خواہ انسانی اپنے کمال اور کلیت کے ساتھ۔

یہ بہت سچ ہے۔

200 اور کیا تم خیال کرتے ہو کہ وہ روح جو بلند خیالات سے مملو ہو اور اپنے کل وقت کو اور جملہ وجود پر مراقبہ میں صرف کرنے کا شرف اس کو حاصل ہے وہ اس زندگی کو بہت اہمیت بخشے گا۔

نہیں یہ غیر ممکن ہے۔

پس ایسا شخص موت کو کوئی مہیب چیز نہ سمجھے گا کیا وہ سمجھے گا؟

یقیناً نہیں۔

پس ایک فرومایہ اور بزدل سیرت سچے فلسفہ سے کوئی بہرہ نہیں پائے گا۔

میں خیال کرتا ہوں نہیں پائیگا۔

پھر کیا؟ ایسا شخص خوب منتظم ہے اور طمع کمینگی بناوٹ اور بزدلی سے پاک ہے ایسے سے معاملہ کرنا سخت دشوار ہے یا ظلم ہے؟

نہیں یہ غیر ممکن ہے۔

لہذا جب تم علامات فلسفیانہ اور غیر فلسفیانہ مزاج کے ملاحظہ کرتے ہو تم کو یہ بھی مشاہدہ کرنا چاہیے کہ آغاز جوانی سے ذہن اس کا عادل اور شریف ہے یا ناقابل معاشرت اور وحشی ہے۔

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

ایک اور بھی نقطہ ہے جس کو میں خیال کرتا ہوں کہ تم ہرگز فروگزاشت نہ کرو گے۔

وہ کیا ہے؟

آیا ذہن زیر بحث تیز ہے یا سست ہے تحصیل علم میں۔ کیونکہ تم ہرگز توقع نہیں کر سکتے ایک شخص سے جو کسی شغل سے محفوظ ہو جس میں اس کو تکلیف ہوتی ہو اور جس میں وہ بہت ہی کم ترقی کر سکے باوجود سخت محنت کے؟

نہیں یہ غیر ممکن ہے۔

پھر اگر اس کو جو کچھ اس نے سیکھا ہے یاد نہیں ہے جب اس میں ایسی فراموش کاری ہے تو وہ علم سے خالی نہیں ہے؟

نہیں وہ نہیں ہو سکتا۔

پس کیا تم خیال کرتے ہو کہ اس کی غیر مثمر محنت اس کو بالآخر مجبور کرے گی کہ وہ اپنی ذات سے بھی نفرت کرے اور اس مصروفیت کو بھی؟

بلاشک ایسا ہی ہوگا۔

پس ہم ایسے فراموش کار ذہن کو مرتبہ میں ایسے لوگوں کے جو فلسفہ کے لایق سمجھے جاتے ہیں ہرگز شمار نہ کریں بلکہ اس داخلہ کے لئے عمدہ حفظ لوگوں کو تلاش کریں۔

ہاں بہر طور۔

پھر ہم یقیناً کہیں گے کہ رجحان ایسی ناشائستہ اور کاواک طبیعت کا طرف عدم تناسب کے ہے۔

یقیناً۔

اور کیا تم خیال کرتے ہو کہ صدق مشابہ ہے عدم تناسب سے یا تناسب سے؟

تناسب سے۔

ہمارے دوسرے اکتسابات کے ساتھ ہم کو ایسے ذہن کی تلاش ہونا چاہیئے جس میں طبعاً عمدہ تناسب اور خوش اسلوبی ہو اور اس کی طبیعی

201

جبلت اس کو اس اشیاء کی حقیقی صورتوں کے فہم سے آگاہ کریں گی۔

بہر طور۔

تو پھر کیا؟ تم یہ خیال کرتے ہو کہ وہ صفات جو ہم نے شمار کی ہیں غیر ضروری ہیں یا ایک دوسرے کے ساتھ ارتباط نہیں رکھتیں بشرطیکہ نفس کو کامل اور قابل اطمینان تصرف ہے وجود پر؟

بلکہ بخلاف اس کے شدت سے ان کی ضرورت ہے۔

پس کیا تم کوئی قصور پا سکتے ہو کسی مصروفیت میں جو کسی شخص سے مطلوب ہو جو اس کو قابل اطمینان طریقہ سے اس کی پیروی کرے کہ فطرت نے اس کو جید حافظہ عنایت کیا ہے اور اس کو سرعت فہم دی ہے کہ وہ بہت جلد سیکھ سکتا ہے وہ بلند خیال ہے اور ذی شان ہے جو صداقت عدالت شجاعت اور اعتدال کو دوست رکھتا ہے گویا کہ اس کا بھائی ہے۔

اس نے جواب دیا نہیں۔ انتقاد کی روح بھی اس کے شغل میں کوئی قصور نہیں نکال سکتی۔

کیا ایسی سیرت کے لوگوں کو ریاست کے کاموں کا پورا انتظام سپرد کرتے ہوئے تم پس و پیش کرو گے جبکہ دقت اور تعلیم نے اس کو اس کام کے لیئے پختہ کر دیا ہے؟

اس موقع پر ایدیمانٹس نے دخل دیا اور کہا۔ یہ سچ ہے کہ سقراط کوئی ان نتائج میں تنازع نہیں کرے گا۔ مگر تاہم ہر مرتبہ جب تم ایسے نظریات کی توضیح کرتے ہو سامعین کو مذکورۂ ذیل قسم کی غلط فہمی ہوتی ہے ان کا تو ہم ہے کہ تمھارے طریقۂ سوال و جواب کی مشق نہ ہونے سے ہر سوال پر استدلال ان کو کسی حد تک گمراہ کر دیتا ہے حتیٰ کہ مباحثہ کے اختتام پر یہ چھوٹے چھوٹے اختلافات سے بڑی غلطی ہو جاتی ہے جس سے ان کے اصلی مفاہیم میں تناقض پیدا ہو جاتا ہے۔ اور جس طرح اناڑی ڈرافٹ کھیلنے والوں کو کھلاڑی تنگ کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ حرکت نہیں کر سکتے اسی طریقہ سے تمھارے سامعین اپنے آپ کو آخر تنگ کیا ہوا تصور کرتے ہیں اور خاموش کیئے جاتے ہیں،

202

جدید قسم کی ذہانت سے جو الفاظ سے کھیلی جاتی ہے نہ کہ کونکیٹر کے ذریعہ سے کیوں کہ ان کو ہرگز یقین نہیں ہے کہ جس نتیجہ پر وہ پہنچائے گئے ہیں وہ درست ہے اور اس لئے کہتے ہیں کہ موجودہ واقعہ ہمارے پیش نظر ہے۔ کیونکہ اسی لمحہ میں ایک شخص تم سے کہے گا کہ اگرچہ ہر سوال پر وہ الفاظ سے تمہارا مقابلہ نہیں کر سکے گا لیکن ممارست میں وہ دیکھتا ہے کہ فلسفہ کے تمام طلبہ جو اس کے مطالعہ میں مصروف ہیں کسی طولانی مدت کے لیے عوض اسکے کہ تعلیمی اغراض سے اس کو اختیار کریں اور جوانی ہی میں ترک کر دیں اکثر حالتوں میں مخبوط الحواس ہو کے بلکہ بالکلیہ عقل سے خارج ہو جائیں گے درآنحالیکہ وہ لوگ بھی جو نہایت معزز معلوم ہوتے ہیں قطع نظر اس دانائی کے اس تحصیل سے جس کی تم سفارش کرتے ہو اسی حد تک ابتر ہوں گے کہ اپنے ملک کے لیے بالکل بیکار ہو جائیں گے۔

جب وہ یہ کہہ چکا تو میں نے جواب دیا۔ پس تم خیال کرتے ہو کہ یہ اعتراض غلط ہے؟

اس نے جواب دیا مجھ کو یقین نہیں ہے مگر میں یہ سن کے خوش ہوں گا کہ تم اس کے باب میں کیا کہتے ہو۔

میں تم سے کہوں گا کہ اعتراض بالکل درست ہے۔

پس یہ کہنا کیونکر صحیح ہو گا کہ ہمارے شہروں کی بدبختیوں کا کوئی تدارک نہ ہو گا جب تک وہ فیلسوف جو خود ہمارے افراد سے ان شہروں کے لئے بیکار ہیں اس کے حکام رہیں گے؟

میں نے جواب دیا تم ایک سوال کرتے ہو جس کا جواب میں ایک تمثیل سے دوں گا۔

اور میں خیال کرتا ہوں کہ تم تمثیلوں سے کام لینے کے عادی نہیں ہو۔

آہ! تم مجھ کو آمادہ کرتے ہو کہ تم یہ اس لئے کرتے ہو کہ تم مجھ کو پا گئے ہو ایسے ایک مضمون پر جس میں استدلال سخت دشوار ہے۔ بہر طور تمثیل کو جلد سنو تاکہ تم خوب تر دیکھ سکو کہ میں کیسا کفایت سے کام لیتا ہوں کیسا

ظالمانہ مقام ہے جس میں یہ معزز آدمی رکھے گئے ہیں ان کی ریاستوں کے
کہ کوئی ایک چیز بھی ایسی نہیں ہے جس کی جگہ ان کے احوال سے مشابہ ہے۔
لہذا مجھ کو مواد جمع کرنا ہے مختلف مقامات سے اس خیالی حالت کے لئے
جس کو میں ان کے دفاع کے لیے کام میں لاؤں گا مثل مصوروں کے جبکہ وہ
گوسفندے بارہ سنگھے ایسے عجیب المخلوقات کی تصویر بناتے ہیں۔
تم اپنے دل میں ایک جہازوں کے بیڑے یا ایک ہی جہاز کی تصویر بناؤ
جس میں صورت حالات کی حسب ذیل ہو۔ فرض کرو کہ کپتان ہر ملاح
سے لمبا اور قوی ہے لیکن بہت بہرا اور بالکل کوتاہ نظر ہے اور اسی کے مطابق
جہاز کے فن میں ناقص ہے اور ملاح جہاز رانی کے بارہ میں جھگڑا کر رہے
ہیں۔ ان میں سے ہر شخص یہ سمجھتا ہے کہ اس کو جہاز کے چلانے کا حق ہے
حالانکہ اب تک اس نے اس فن کو حاصل نہیں کیا ہے اور نہ اپنے معلم

203

کا نام بتا سکتا ہے اور نہ یہ بتا سکتا کہ اس نے کب امیدواری (شاگردی) کی تھی اس کے ماورا
کہتے ہیں کہ یہ ایسی چیز ہے جو درحقیقت سکھائی نہیں جا سکتی اور جو شخص کہے کہ
سکھائی جا سکتی ہے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے پر آمادہ تھے اور وہ علی التواتر
کپتان کے گرد ہجوم کرتے تھے اور منت سماجت سے اس سے عرض کرتے
تھے اور بہر طور اصرار کرتے تھے کہ ان لوگوں کو پتوار سپرد کر دی جائے اور اتفاقاً
اگر اس کو ترغیب دینے میں کامیاب نہیں ہوتے جبکہ اور لوگ بہتر طور پر
کامیاب ہوتے ہیں تو یہ ناکامیاب امیدوار اپنے کامیاب حریفوں کو
مار ڈالتے ہیں یا کشتی کے باہر پھینک دیتے ہیں اور جو شیلے کپتان کے
دست و پا باندھ کے مخدر اور مسکر دوائیں پلا کے یا کسی اور طریق سے
اس کو بیکار کر دیتے تھے خود جہاز کے مالک بن جاتے ہیں اور جو کچھ جہاز
پر ذخیرہ ہے اس کو اپنے مصرف میں لاتے ہیں اور جہاز پر اپنا وقت
شرابخواری اور عیش و نشاط میں بسر کرتے ہیں جیسا کہ تم اس مجمع بے تمیزی
سے توقع کر سکتے ہو اور باوجود اس کے اپنے آپ کو لائق جہاز راں عمدہ
ملاح اور ہنرمند ناخدا کے خطاب سے مخاطب کرتے ہیں کوئی ملاح جو انکی

جگہ ہشیاری سے کام کرے کپتان کو فہمائش کرکے یا بزوران کو قائم کرکے جہاز کی حکومت پر اور جو انکے ہوں اور جن کے ذہن دوسری قسم کے ہوں ان کو برطرف کردیں جو یہ نہیں جانتے کہ حقیقی ملاح کس چیز پر اپنی توجہ کو مبذول کرے سال اور موسموں کا حال آسمان اور ستاروں کا مشاہدہ اور ہواؤں کا دیکھنا اور جو کچھ اس فن سے متعلق ہے اگر وہ چاہتا ہے کہ درحقیقت جہاز پر حکمرانی کرسکے اور ناممکن خیال کرتا ہے کہ فن مذکور اور اس کی مہارت حاصل ہو اور اس کے ساتھ ہی معلم کی حکومت برقرار رہے خواہ بعض ملاح اس کو پسند کریں خواہ نہ پسند کریں۔ جب جہاز کی صورت حال یہ ہو تو کیا تم نہیں خیال کرتے کہ ملاح جو درحقیقت حکمران جہاز کا ہے یقیناً بیکار کہا جائیگا جو محض اختر شماری کیا کرتا ہے اور فضول بکواس کیا کرتا ہے جہازی لوگ اس کو یہ کہیں گے جنھوں نے جہاز کی یہ حالت بنادی ہے؟

ایڈیمانٹس نے جواب دیا ایسا ہی کہا جائے گا۔

میں نے کہا اچھا میں خیال کرتا ہوں تم نہیں چاہتے کہ میری تمثیل پر نظر کی جائے تاکہ تم سمجھو کہ یہ سچی تصویر ہمارے شہروں کی ہے جس حد تک کہ فلاسفہ کی جانب ان کے میلان کا دخل ہے بخلاف اس کے سمجھتا ہوں کہ تم میرا مفہوم سمجھتے ہو۔

ہاں بالکل۔

جب وہ حالت ہے جب کوئی شخص اپنا تعجب ظاہر کرتا ہے کہ فلاسفہ کی عزت ہماری شہروں میں نہیں کی جاتی تو ان کو ہماری تمثیل سمجھانا شروع کرو اور ان کو فہمائش کرو کہ یہ زیادہ تعجب انگیز ہوتا اگر ان کی عزت کی جاتی

ہاں میں ایسا ہی کروں گا۔

اور اسنے یہ کہنا شروع کرو کہ جو لوگ فلسفہ میں صاحب توقیر ہیں دنیا کے کسی کام کے نہیں ہیں ان سے صرف اتنا کہو کہ اس کا قصور ان نیک لوگوں پر نہیں ہے بلکہ ان لوگوں پر جو ان کی خدمتوں سے انکار کرتے ہیں

204

کیونکہ فطرت کا مقتضا یہ نہیں ہے کہ معلم جہازیوں سے عرض کرے یا دانشمند امرا کے در دولت پر حاضر ہوں۔ نہیں مولف اس لطیفہ کا غلطی کرتا ہے حقیقی سچائی یہ ہے جس طرح کہ بیمار خواہ امیر ہو خواہ غریب ضرور ہے کہ دروازہ پر طبیب کے حاضر ہو اسی طرح وہ لوگ جو اپنے اوپر حکمرانی چاہتے ہیں ضرور ہے کہ ایسے شخص کے دروازے پر حاضر ہوں جو حکمرانی کی صلاحیت رکھتا ہے۔ یہ فطرت کے خلاف ہے کہ حاکم جو نیک آدمی ہے اپنی محکوم رعایا سے درخواست کرے کہ اسکی اطاعت کریں۔ فی الواقع تم کچھ غلطی نہ کروگے اگر اس زمانے کے اہل سیاست کو ملاحوں سے تشبیہ دو جس کی ہم عنقریب تعریف کرتے تھے اور فضول گپیں اڑانے والوں کو ہمارے سیاست دان تحقیقی ملاح کہتے ہیں۔

تم بالکل درست کہتے ہو۔

واقعات مذکورہ کے تحت میں اور ایسے آدمیوں میں جن کا مذکور ہوا اس سبب سے شریف پیشہ کے لئے سہل نہیں ہے کہ اس کی ناموری برقرار رہے ایسے لوگوں کے ہاتھوں جو اس کے مخالف ہیں اور نہایت ہی دردناک اور ظالمانہ تعبیر جس کی بلا فلسفہ پر نازل ہے وہ ان لوگوں کے ہاتھوں ہے جن کو اس کی پیروی کا دعوی ہے جو بلا شک ان لوگوں سے مراد ہے جو فلسفہ کو قابل الزام ٹھہراتے ہیں جبکہ وہ اعلان کرتا ہے جیسا کہ تم ہم سے کہتے ہو کہ جو لوگ اس کے پاس پہنچتے ہیں بالکل مخرب ہیں جبکہ اس کے بہترین متعلم بیکار ہیں :۔ اس بیان کے صدق پر میں نے رضامندی ظاہر کی ہے۔ کیا نہیں کی ؟

ہاں تم نے کی ہے۔

میں نے اس کی تشریح کی ہے کہ نیک کیوں بیکار ہیں۔ کیا نہیں کی ؟

یقیناً ہم نے ایسا ہی کیا ہے۔

کیا ہم اس کے بعد اس مسئلہ پر بحث کریں کہ کثرت سے ایسے لوگ لامحالہ مخرب ہیں اور اس کے ثبوت کی کوشش کریں اگر ممکن ہو کہ فلسفہ

اس جرم سے بری ہے؟

ہاں بہر طور

205 پس ہم کو چاہیئے کہ باری باری سے بیان کریں اور سنیں اس نکتہ پر کہ ایسے شخص کی طبعی سیرت کیا ہوگی جو کامل اور فاضل اور نیک انسان ثابت ہو۔ پہلی اور سب سے بہتر صورت اس کی سیرت میں اگر تم کو حق بات یاد ہو تو یہ بھی کہ اس کو خلوص سے پیروی کرنا چاہئے لامحالہ ہو سکتا ہے کہ وہ مکار ثابت ہو تو وہ فلسفہ سے بہرہ یاب نہ ہو۔

ہاں ہم نے ایسا کہا تھا۔

اچھا تو کیا یہ نکتہ کسی شخص کے لیئے اس مضمون میں مقبولہ رائے کے بالکل مخالف ہو؟

یقیناً ہی ہے۔

پس کیا ہم عقلاً عمدہ دفاع نہیں کرتے اگر ہم کہیں کہ فطری رجحان حقیقی علم دوست کا یہ ہے کہ از سرتا پا کوشش کرے تاکہ حقیقی وجود تک رسائی کرے نہ کہ محض ایسے آثار پر اکتفا کرے جو کہ جزئی ہے اور جس کا مقام محض ظنون ہے وہ کوشش کر کے آگے بڑھتا چلا جائے تاکہ ہر شئے کی حقیقت کو اکما ہی پہنچے اس سے اپنے حصۂ نفس کے جس کا خاصہ ایسی چیزوں کا سمجھنا ہے کیونکہ نفس کو ایسی چیزوں سے موانست ہے اور اس حصۂ نفس سے وہ ایسی چیزوں تک 206 رسائی کرتا ہے جو حقیقت نفس الامری رکھتا ہے اور اس رسائی سے وہ دانش اور حقیقت کو پیدا کرتا ہے اور اس وقت میں اور جب تک یہ نہ ہو تو ممکن نہیں اس کو حقیقی حیات کا علم ہوتا ہے اور اس سے مستفید ہوتا ہے اور اس کو حقیقی قوت لایموت پہنچتا ہے اور وہ درد و الم سے نجات پاتا ہے؟

اس نے جواب دیا دفاع حتی الامکان بہترین ہوگا۔

اچھا کیا ایسے شخص پر جھوٹ کی محبت کا رنگ چڑھے گا بلکہ بخلاف اس کے ایسے شخص پر جھوٹ سے حقیقی تنفر کا گاڑھا رنگ ہوگا؟

ہوگا۔

پس اگر صدق رہنما ہو تو ہم ہرگز تسلیم نہ کریں کہ برائیوں کا ایک سلسلہ سچائی کی پیروی کرے گا۔

ہرگز نہیں۔

بلکہ بخلاف اس کے ہم کہیں گے کہ سچائی کے ساتھ سلیم الطبعی اور نصفت شعاری ہو گی اور اس کے ساتھ ساتھ پرہیزگاری۔

سچ ہے۔

اور یقیناً ضرورت نہیں ہے کہ ہم اپنی براہانوں کو مکرر بیان کریں اور فلسفیانہ سیرت کی جلوداری اس کے لوازم کے ساتھ ترتیب دیں۔ کیونکہ تم کو ضرور یاد ہو گا کہ ہم نے طبعی لوازم اس کے جس کا ذکر بیشتر ہوا ہے مردانگی اور روح کی سربلندی اور تیزفہمی اور عمدہ حافظہ کو دریافت کیا ہے۔ اس محل پر تم نے اعتراض کیا تھا کہ اگرچہ ہر شخص مجبور ہو گا کہ ہمارے نتائج کو تسلیم کرے تاہم اگر کوئی شخص استدلال کو ترک کر دے اور اپنی نظر کو صرف اشخاص کی طرف پھیرے جو اس کے موضوع ہیں تو وہ اپنے اس یقین کہ چند تو محض بیکار ہیں اور اکثر کلیتہً خراب ہیں مدعی ہو گا۔ لہٰذا ہم نے اس تعصب کے وجوہ کا تفحص کیا تھا اور اس سوال پر پہنچے کہ اکثر کیوں خراب ہیں؟ اور یہی سبب ہے کہ ہم نے پھر حقیقی فلاسفہ کی سیرت پر بحث کرنا اختیار کیا ہے اور اس کی تعریف پر مجبور ہوئے۔

سچ ہے۔

لہٰذا ہم کو چاہیئے کہ مہلک اثرات کا مطالعہ کریں جو سیرت کے لیے مضر ہیں اکثر اشخاص کے حق میں اور ان اثرات سے صرف چند بچ سکتے ہیں جن کو تم کہتے ہو کہ وہ بیکار ہیں اگرچہ خراب نہ ہوں۔ اور پھر ہم غور کریں ان طبیعتوں پر جو حقیقی فلسفیانہ سیرت کی نقال ہیں اور ردی اشتغال اختیار کر لیتے ہیں اور دکھا دیتے ہیں کہ وہ ذہناً کیسے ہیں اور کیونکر وہ اس پیشہ کو اختیار کر لیتے ہیں جو ان کی نسبت نیکی اور علوشان میں بڑھا ہوا ہے اور وہ مختلف اقسام کی غلطیاں کرتے ہیں کہ ہر جگہ تمام دنیا میں فلسفہ بدنام ہے

جس کو تم نے بیان کیا ہے۔
اُس نے پوچھا اور وہ مہلک اثرات کیا ہیں جن کا تم حوالہ دیتے ہو؟
اگر ممکن ہوگا تو میں تم سے ان کو بیان کروں۔ میں خیال کرتا ہوں ہر شخص ہمارے ساتھ اس امر میں اتفاق کرے گا کہ ایسی سیرت جو یہ صفات رکھتا ہو جو ہم نے اس کی طرف منسوب کئے ہیں اور اب وہ صفات فلسفہ کی کامل استعداد کے لئے اصلی ہیں ان کا نشوونما انسانوں میں شاذونادر ہی ہوتا ہے یا تم کو کچھ اور ہی خیال ہے؟
نہیں مجھ کو ہرگز اور خیال نہیں ہے۔
پس غور کرو کہ کیسے مہلک آفتیں ایسی نادر سیرتوں پر پڑتی ہیں۔
مہربانی کرکے بتاؤ کہ وہ کیا ہیں؟
وہ چیز کہ بہت ہی عجیب معلوم ہوتی ہے یہ ہے کہ ہر ایک صفت جس کی ہم تعریف کرتے ہیں اُس کا یہ رجحان ہے وہ نفس کو جو یہ صفات رکھتا ہے فلسفہ سے مشوش اور مضطرب کرتی ہیں۔ میرا اشارہ مردانگی اعتدال اور وہ تمام آثار جن پر ہم نے بحث کی تھی؟
یہ عجیب بات سنائی دیتی ہے۔
اور پھر ماورا اس کے کل مشہور فوائد حسن و دولت قوت جسمانی زوردار تعلقات کسی ریاست میں اور اس کے جمیع لوازم ایک مخرب اور پریشان کن اثر کرتے ہیں اب میں نے اپنے مفہوم میں ایک خاکہ تم کو دیدیا ہے۔
تم نے ایسا ہی کیا ہے اور میں اس کی تفصیل معلوم کرکے خوش ہوں گا۔
تم اس کو من حیث کل درستی سے گرفت کرو اور یہ تم پر صاف روشنی میں ظاہر ہوگا اور میرے ماقبل کے بیانات تم کو کچھ ایسے عجیب نہ ظاہر ہوں گے۔
تم مجھ سے کیا کرنے کو کہتے ہو؟
جملہ تخم اور ہر شئے جو نشوونما پاتی ہے خواہ نباتات ہوں خواہ حیوانات

اس کے باب میں ہم جانتے ہیں کہ جو چیز اپنی مخصوص پرورش اور فصل اور زمین کے پانے میں ناکام رہتی ہے وہ جس قدر قوت دار زیادہ ہوگی اسی نسبت سے اپنی مخصوص صفات کے حاصل کرنے میں ناقص رہے گی۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں زیادہ تر مخالف ہے اس چیز کی جو نیک ہے بہ نسبت اس چیز کے جو نیک نہیں ہے۔

یقیناً۔

لہٰذا میں خیال کرتا ہوں کہ ہم یہ معقول نتیجہ نکالیں گے کہ عمدہ ترین فطرتوں کو زیادہ نقصان پہنچ جاتا ہے بہ نسبت ان چیزوں کے جو ادون قسم کی ہیں اگر غیر حیات بخش خوراک سے ان کو ضرر پہنچے۔

ہاں ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں۔

پس کیا ہم یہ دعویٰ نہ کریں ایدیمانطس کہ وہ ذہن جو طبعاً اعلیٰ مرتبہ کے ہیں اسی طور سے عمل کرتے ہیں اگر وہ خراب تربیت پائیں تو وہ خصوصیت کے ساتھ شریر ہو جائیں گے؟

یا تم یہ خیال کرتے ہو کہ عظیم جرم اور بے میل رذالت پیدا نہیں ہوتی جیسا کہ میں خیال کرتا ہوں ایک عالیشان سیرت سے جو نامناسب سلوک سے برباد ہوگئی ہو بلکہ ناقابل سے اور یہ کہ ایک کمزور طبیعت کبھی کوئی بڑی چیز پیدا نہیں کرسکتی ہے خواہ اچھی چیز ہو خواہ بری!

نہیں میں تمہارے خیال سے متفق ہوں۔

اچھا تو پھر وہ طبیعت جو ہم نے مخصوص کی ایک فیلسوف کیلئے میرے خیال میں بشرطیکہ مناسب تعلیم پائے نشوونما پائے گی اور جملہ فضائل حاصل کرے گی لیکن اگر بوئی اور لگائی جائے اور پرورش پائے نامناسب (شورہ) زمین پر تو وہ ضرور ہے کہ مقابل کی برائیوں میں در آئے گی ہاں اگر کوئی دیوتا بیچ میں پڑ کے عنایت فرمائے۔ یا تم جمہور کے ساتھ یہ رائے رکھتے ہو کہ چند افراد ایسے ہیں جن کو سوفسطائی عنفوان شباب میں خراب کر دیتے ہیں اور بعض افراد سوفسطائیوں کے ہیں جو ذاتی طور سے ایک

وسیع حد تک خراب کرتے ہیں؟ تم نہیں خیال کرتے کہ جو لوگ یہ عبارت ادا کرتے ہیں وہ خود بہت بڑے سوفسطائی ہیں وہ کامل تعلیم دیتے اور اسکی تکمیل حسب دلخواہ کرتے ہیں جوان اور بوڑھے مردوں اور عورتوں دونوں کو؟

عرض ہے کہ کب؟

جب کبھی وہ عام مجلسوں قانونی کچہریوں تھیٹروں یا فوج کی چھاؤنی یا جہاں کہیں ازدحام عام ہوتا ہے اور کثرت سے لوگ جمع ہوتے ہیں کسی جتھے میں جہاں غل شور ہو رہا ہو بعض اقوال یا اعمال پر ملامت کرتے ہیں دوسروں کی اکثر نہایت غلو کے ساتھ تعریف کرتے ہیں غل مچا کے اور تالیاں بجا کے ان کے شور و غل کے ساتھ پہاڑوں بلکہ در و دیوار میں صدا گونج جاتی ہے اور شور ان کی ملامت اور ثنا خوانی کا دوچند ہو جاتا ہے ایسے موقع پر کیونکر کوئی نوجوان تم سمجھو اپنے قابو میں رہ سکتا ہے؟ کوئی گھریلو تعلیم جو اس نے پائی ہے اس ملامت اور ثنا خوانی کے سیلاب کو روک سکتی ہے یہ بہیا سب کو بہا لیجاتی ہے جب کبھی اور جہاں آئے تا آنکہ وہ ان لوگوں کا محاورہ اختیار کرے جو کہتے ہیں کہ قابل اعزاز کیا ہے اور نا قابل اعزاز کیا ہے اور ان کے جملہ اعمال کی تقلید کرتا ہے یہاں تک کہ ان کا سا ہو جاتا ہے؟

یہ یقینی نتیجہ ہے سقراط۔

بہر طور۔ میں نے کہا۔ ہم نے ابھی تک سب سے یقینی اثر جو کام کر رہا ہے نہیں بیان کیا ہے۔

اس نے پوچھا وہ کیا ہے؟

وہ یہ ہے جو یہ مکتبی مدرس اور سوفسطائی فی الواقع عمل میں لاتے ہیں اگر ان کے الفاظ کامیاب نہیں ہوتے تم ناواقف نہ ہوگے کہ وہ نافرمانوں کو ملامت کرتے ہیں ان کی آزادی کو ضبط کر لیتے ہیں جرمانے کرتے ہیں حتیٰ کہ سزائے موت بھی دیتے ہیں۔

وہ قطعاً ایسا ہی کرتے ہیں۔

پس اور سوفسطائی تم کو کیا خیال کرتے ہیں اور کونسی پوشیدہ تعلیمات مخالف طریقہ کی ان اثرات پر غالب آسکتی ہے؟

میں خیال کرتا ہوں کوئی نہیں۔

میں نے کہا نہیں وہ نہیں کرسکتے اس کی کوشش بھی زیادہ حماقت ہوگی کیونکہ نہ ایسا ہوا ہے اور نہ ہوسکتا ہے کہ ایسی سیرت ہو جو نیکی کی طرف مختلف جذبات سے التفات کرے اگر ایسی تعلیم سے اس کو اتصال رہا ہے جو عامۃ الناس کی جماعتیں عطا کرتی ہیں اے میرے دوست میں ایک انسان کی حیثیت سے کلام کرتا ہوں بہر طور ہم کو جیسی کہ مثل ہے تقدیر پر شاکر ہونا چاہیے الا یہ کہ تقدیر اس کے مخالف تم کو بخوبی یقین کرنا چاہیئے کہ تمھارا یہ قول غلط نہ ہوگا کہ جو کچھ محفوظ رکھا گیا اور جیسا ہونا چاہیئے ویسا بنایا گیا جبکہ آئین ریاستوں کا جیسا چاہیئے ویسا ہے اس کی حفاظت تقدیر الٰہی کے دخل سے ہوئی ہے۔

میری بھی یہی رائے ہے۔

پس میں چاہوں گا کہ تم اپنی فہرست آرا میں حسب ذیل اضافہ کرو۔

وہ کیا ہے؟

کہ یہ تمام کرایہ کے فریبی معلم جن کو جمہور سوفسطائی کہتے ہیں اور حریف سمجھتے ہیں درحقیقت کچھ تعلیم نہیں دیتے سوائے عامیانہ کثرت کے جب جم غفیر کا مجمع ہوتا ہے تو ان ظنیات کو دانش کے خطاب سے مخاطب کرکے شوکت بڑھاتے ہیں جیسے کوئی شخص کسی بڑے قوت ور عفریت کی تلون مزاجی اور خواہشوں پر گفتگو کرے جو اس کے قبضہ میں ہو اور مطالعہ کرے کہ اس تک کیونکر رسائی ہو اور اس سے معاملت کی جائے کن وقتوں اور حالتوں میں زیادہ خطرناک ہو جاتا ہے یا کب اور کیونکر بردبار اور رام ہوتا ہے کن موقعوں پر مختلف قسم کے شور و غل کا عادی ہے اور کونسی بولیاں

اور آوازیں اس کو رام کرتی ہیں اور کونسی برہم کر دیتی ہیں۔ اور جب وہ مدتوں کی ملازمت سے ان جزئیات کا ماہر ہو جائے تو وہ اپنے ان معلومات کو دانش سے نامزد کرے اور ان کی تالیف اور تدوین کرے اور ایک فن بنائے اور ایک مکتب کھول دے اگرچہ درحقیقت وہ بالکل ناواقف ہے کہ کونسی عادتیں اور خواہشیں جائز ہیں اور کونسی ناجائز ہیں کون اچھی کون بری ہیں کونسی عادلانہ ہے اور کونسی ظالمانہ لہذا وہ اسی پر قانع ہو کر یہ سب نام وہمیات کو اس مہیب جانور کے دیتا ہے جس کو وہ پسند کرے وہ اچھا ہے اور جس کو ناپسند کرے بد اور وہ اس قابل نہیں ہے کہ وہ کچھ اور ان کے بارے میں جانتا ہو نہیں بلکہ وہ خطاب عادل اور نیک ان امور کو کہتا ہے جن کا جبراً صدور ہو کیونکہ اس نے خود دریافت نہیں کیا ہے اس لئے دوسروں کو بھی نہیں بتا سکتا وہ عظیم امتیاز جو اضطراری اور غیر اضطراری میں ہے برائے خدا مجھ کو بتاؤ کہ یہ شخص عجیب و غریب معلم ہوگا۔

210

ہاں میں بھی یہی خیال کرتا ہوں۔

اور کیا تم خیال کرتے ہو کہ ایسے شخص میں اور اس آدمی میں کوئی فرق ہے جو دانش کو عوام الناس کے وہمیات اور مسرتوں کے مطالعہ کو خیال کرتا ہے جو شکل ایک بڑے حیوان کے ہے جس کے متعدد سر ہوں خواہ مصوری میں خواہ موسیقی میں اور بالآخر سیاسیات میں؟ کیونکہ کو یہ سچ ہو کہ اگر ایک آدمی متعدد اشخاص سے ملتا ہے اور ان کا فیصلہ کسی نظم یا اور کسی صنعت کے کام پر یا ریاست کی خدمت پر اس طرح وہ اپنے کو ان کی قوت کے سپرد کر دے جسقدر وہ ممنون ہے اس سے زیادہ وہ مجبور ہوگا کہ جو حکم دیں اس کو بجا لائے تاہم مجھ سے کہو تم نے کبھی اپنی زندگی میں سنا ہے کہ وہ کوئی حجت پیش کرتے ہیں جو مضحک نہ ہو اس کے ثبوت میں کہ جماعت کثیر جو حکم دیتی ہے وہ اچھا اور معقول ہو؟

نہیں۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ کبھی نہ سنوں گا۔
پس اگر تم نے اس کو دل نشین کر لیا ہے تو میں تم کو ایک امر یاد دلاؤں گا کیا یہ جماعت کثیر کے لئے ممکن ہے کہ اس کو گوارا کریں یا یقین لائیں وجود پر ایک اصلی حسن کے بمقابلہ کثرت خوبصورت اشیا کے یا وجود پر اصلی صورت کے بمقابلہ انواع ظہور جزئیات کے؟

یقیناً نہیں۔
پس جماعت کثیر فلسفیانہ نہیں ہو سکتی۔
نہیں ہو سکتی۔
اس کا نتیجہ ہے کہ یقیناً فلسفہ کے اساتذہ کامل کی تحقیر جماعت کرے گی۔
تحقیر کئے جائیں گے۔
اور یہ تحقیر ان مکار فریبیوں کی جانب سے ہوگی جو بجائے خود ہجوم عام کے ساتھ رہتے ہیں اور ان کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔
صاف ظاہر ہے۔

211

جب یہ صورت ہے تو تم فلسفی کے نجات کی کیا صورت دیکھتے ہو کہ وہ اپنے شیوہ پر استقلال سے قیام کرے حتیٰ کہ منزل مقصود تک پہنچ جائے؟
ہمارے سابق کے نتائج پر غور کرو تم کو معلوم ہے کہ ہم نے اس بات پر اتفاق کیا تھا کہ زود فہمی اچھا حافظہ مردانہ اور عالی طبیعت (روح) فلسفیانہ سیرت کی صفتیں ہیں۔
ہاں ہم نے اتفاق کیا تھا۔
پس تو کیا ایسا شخص بچپن سے ہر چیز میں اول رہے گا خصوصاً اگر اس کی جسمانی دہبی قوتیں ذہنی کے مساوی ہوں؟
یقیناً وہ ایسا ہی ہوگا۔
پس میں خیال کرتا ہوں کہ اس کے دوست اور ہم شہری خواہش کریں گے کہ جب وہ بڑا ہو تو اس کو اپنے مقاصد کے لیے کام میں لائیں۔

بلاشک۔

لہٰذا اس کے ہم شہری وغیرہ عرض و معروض کے ساتھ اس کے قدموں پر گریں گے اور تمنا خوانی کریں گے اور پیشتر ہی سے اس کے ملانے کی کوشش کریں گے اور اُس کی آیندہ اقتدار کے لحاظ سے خوشامد کریں گے۔

ہاں یہ یقیناً ایک عام صورت ہے۔

پس تم ایسے شخص سے کیا توقع رکھتے ہو کہ وہ ایسے حالات میں کیا سلوک کرے گا۔ سب سے بالاتر یہ کہ اگر وہ متمول اور عالی نسب اور کسی ایک مقتدر ریاست کا ہوا اور صورت ظاہری میں بلند بالا اور خوش منظر ہو جملہ امور کے علاوہ؟ تو وہ فضول امیدوں سے بھرا ہوا نہ ہوگا اور اپنے آپ کو اس قابل نہ تصور کرے گا کہ وہ امور یونان اور خارج پر حکومت کرے اور اپنے تفاخر اور بالانشینی کو قابل عفو سمجھے گا یہاں تک کہ خود پسندی اور غرور سے پھول جائے گا؟

بلاشک ایسا ہی ہوگا۔

جب اُس کے ذہن کی یہ حالت ہوگی فرض کرو کہ کوئی شخص نہایت بردباری کے ساتھ اس کے پاس پہنچے اور اس سے کہے جو کہ بالکل سچ ہے کہ اس کی ذات میں حقیقی دانش نہیں ہے اور اس کو اس کی ضرورت ہے اور جب تک غلامانہ انحصار سے اس کو تحصیل نہ کرو تو وہ حاصل نہیں ہوسکتی کیا تم خیال کرتے ہو کہ یہ آسان معاملہ ہے کہ وہ متوجہ ہوگا جبکہ ایسے خراب اثرات اس کو گھیرے ہوئے ہوں؟

نہیں یہ امر آسانی سے بہت بعید ہے؟

میں نے کہا بہرطور اگر وہ شریفانہ طبیعت اور باطنی ذوق سے فلسفیانہ تحقیق کرے تو شکر گزار ہونا چاہئیے ایسا کوئی شخص اتفاق سے توجہ کرے اور فلسفہ کی جانب جھکے اور کھنچے تو ہم کیا خیال کرتے ہیں کہ ان لوگوں کا طریق سلوک کیا ہوگا جو اس کی خدمات اور اس کی مشارکت کے مفقود ہونے کا اندیشہ رکھتے ہیں؟ کیا وہ کوئی بات کہنے سے باز رہیں گے یا کوئی کام کرنے کو ترک

کریں گے جس سے شاگرد متابعت سے اور استاد فہمائش سے باز رہے۔ باطن میں سازشیں اور ظاہر میں استغاثے کے طالب ہوں گے؟

اس نے جواب دیا بلا شک وہ ایسا ہی کریں گے۔

کیا یہ ممکن ہے کہ ایسا شخص فلسفہ کا طالب ہو؟

یقیناً نہیں۔

پس کیا تم دیکھتے ہو یا نہیں دیکھتے کہ ہمارا یہ مقولہ کیسا درست تھا کہ فلسفیانہ سیرت کے اجزا سے اگر برا سلوک کیا جائے تو وہ انسان کے بُعد کا باعث ہوتا ہے وہ فلسفہ کی تلاش سے دور پڑ جاتا ہے اور دولت شہرۂ آفاق فوائد اور ظاہری شان و شوکت بھی اسی نتیجہ کے باعث ہوتے ہیں۔

ہاں وہ ایک درست مشاہدہ تھا۔

اے میرے عمدہ دوست یہ تباہی ہے ایسی تباہی اور یہ غم فزا خرابی ہے سب سے عمدہ سیرت کی شریفانہ تلاش کے باب میں۔ ایسی سیرت جو شاذ و نادر پائی جاتی ہے جس کو ہم کہہ چکے ہیں اور اس نوع کے مرتبہ پر بلا شبہ پائے جاتے ہیں وہ انسان جو ریاستوں کو اور افراد ریاست کو شدید ضرر پہنچاتے ہیں اور وہ لوگ جو ان کی بھلائی کے لیے کوشش کرتے ہیں جب امواج کا رخ دوسری طرف ہوتا ہے اور ایک حقیر ذہن کوئی برا اثر نہیں ڈالتا نہ افراد پر نہ ریاستوں پر۔

یہ بالکل سچ ہے۔

پس ایسا واقع ہوتا ہے کہ وہ لوگ جو سب سے قریبی رشتہ دار ہیں جن کا فرض ہے کہ فلسفہ کی حمایت کریں دور ہو جاتے ہیں اور اس کو تباہ اور ناقص چھوڑ دیتے ہیں اور وہ بجائے خود ایسی زندگی بسر کرتے ہیں جو ان کے سزاوار نہیں ہے اور فلسفہ حقیقی نہیں ہے گویا کہ عزیزوں سے محروم اور ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں جاتی ہے جو اس کے سزاوار نہیں ہیں اور اس کو ذلیل کرتے ہیں اور اس پر ایسے الزام لگا دیتے ہیں جن سے

وہ گرانبار ہوجاتی ہے اس طرح کہ اس کے ہم نشین یا تو کسی مصرف کے نہیں ہیں یا اکثر صورتوں میں بھاری تعذیر کے مستوجب ہیں۔

ہاں یقیناً یہ عام کیفیت ہے۔

میں نے کہا ہاں اور طبعی کیفیت ہے کیونکہ دوسرے کم رتبہ آدمی اس میدان کو کشادہ دیکھ کے البتہ بڑے بڑے ناموں سے اور نمود دار خطابوں سے مالامال پا کے نہایت شکر گزاری کے ساتھ اپنے پیشوں کو سلام کرتے ہیں اور فلسفہ کی طرف دوڑ پڑتے ہیں جس طرح مجرم محبس کو توڑ کے نکل جاتے ہیں اور معبد میں پناہ لیتے ہیں جب کبھی وہ اپنے ذلیل پیشہ میں ہوشیار ہوتے ہیں۔ کیونکہ فلسفہ پر کوئی افتاد کیوں نہ پڑے تاہم مرتبہ اور شان جو اس میں باقی ہے وہ ہر پیشہ سے بہت بلند ہے اکثر لوگ اس شان و شوکت کی طمع کرتے ہیں جن کی طبعی ذہانت پہلے ہی سے ناقص ہے اور ان کے نفوس کمزور ہیں اور ان کے جسم و جان پر ان کے ادنیٰ پیشہ کا اثر پڑا ہے اور وہ بدشکل ہوگئے ہیں۔ کیا یہ حالت نہ ہوگی؟

یقیناً ضرور ہوگی۔

اور کیا ان کی صورت سے تم کو دیکھی ہوتی ہے ایک کمرو گنجے کسیرے سے بہتر جس نے کچھ روپیہ جمع کر لیا ہے اُس کی غلامی کی زنجیریں اتر گئی ہیں اس نے حمام میں نہا دھو کے نیا جامہ پہنا ہے اور اب دولھا بن کے اپنے مفلس آقا کی لڑکی بیاہنے جاتا ہے۔

میں دونوں صورتوں میں کوئی فرق نہیں پاتا۔

ایسے جوڑے کی اولاد کیسی ہوگی؟ کیا ان کی اولاد بدنسل اور کمینی نہ ہوگی؟

سوا اس کے اور کچھ نہیں ہوسکتا۔

اچھا اور یہ لوگ جو ناقابل تربیت ہیں اپنی لیاقت سے بڑھ کے عورت کے قریب جائیں گے اور ہم صحبت ہوں گے تو پھر ان کی اولاد کے خیالات اور سیرت کیا ہوگی جو ایسے سنجوگ سے پیدا ہوگی؟

213

ایسے خیالات کو سوفسطہ سے نامزد کرنا بہت ہی مناسب ہوگا۔
اس حرامی جھول میں ذرا سا شائبہ بصیرت کا نہ ہوگا؟
ہاں ٹھیک ایسا ہی ہے۔
میں نے کہا لہذا ایڈیمانٹس جو لوگ لیاقت کے ساتھ فلسفہ سے ہم نشینی کرتے ہیں وہ بہت ہی کم باقیات الصالحات ہیں میں سمجھتا ہوں وہ شرفا اور فضلا سے ہیں جن کو جلا وطن کا حکم ہے جو درصورت عدم موجودگی جملہ مہلک اثرات کے اپنی طبیعت پر قائم رہے اور فلسفہ کو مضبوطی سے لئے رہے یا بعض انسان جو وسیع ذہن رکھتے ہیں جنھوں نے چھوٹی ریاستوں میں پرورش پائی ہے جنھوں نے اپنے ملک کے سیاسیات کو حقارت کی نظر سے دیکھا یہ بھی ممکن ہے ایک چھوٹی سی جماعت دوسرے پیشوں سے بھی آکے شریک ہوگئی ہو جن کی ہی طبیعت نے پیشہ کی تحقیر کو جائز تصور کیا ہو۔ نیز وہ لگام جو ہمارے دوست تھیگس کو مجبور کئے ہوئے ہے ہوسکتا ہے کہ دوسری صورتوں میں بھی مساوی طور سے موثر ہو۔ کیونکہ تھیگس بوجہ بیماری کے مجبور ہے اور یہی وجہ اس کے خدمت عام سے خارج ہونے کی ہوئی گو کہ اور وجوہ سے بھی وہ فلسفہ کے ترک پر ترغیب دیا گیا تھا۔ میں اس مافوق الفطرت نشان کا ذکر نہیں کرتا جو مجھ کو روکے ہوئے ہے میرا خیال ہے کہ یہ نشان چند ہی لوگوں کو ملا ہے اگر کسی کو ملا ہو میرے زمانے سے پہلے بس اب جو کوئی اس مختصر جماعت کا رکن ہوا اور اس نے اس کا مزا چکھا ہو کس قدر شیریں اور مبارک یہ ذخیرہ ہے اور جم غفیر کی دیوانگی کو دیکھا ہو اور اس کو پورا یقین ہو کہ بمشکل ایک فرد انسان ہو جس نے دانشمندانہ ایک قدم بڑھایا ہو عوام کی خدمت کے لیے اور کوئی رفیق نہیں ہے جس کے ہمراہ وہ عادل کی حمایت کے لئے قدم بڑھائے نہیں بلکہ اگر وہ اس کی کوشش کرے تو وہ مثل اس آدمی کے ہوگا جو وحشی بہائم میں گھرا ہوا ہو۔ وہ راضی نہیں کہ اُن کے مظالم میں شریک ہو اور یہ بھی محال ہے کہ وہ تنہا سب کی شورش کو مانع ہو اس کی قسمت میں

214

ہے کہ قبل اس کے کہ وہ اپنے ملک یا اپنے دوستوں کی خدمت میں خود ہلاک ہوجائے نہ وہ اپنی بھلائی کرسکتا ہے نہ کسی اور کی۔ میں کہتا ہوں ان امور کا اندازہ کرکے ایسا شخص خاموش رہتا ہے اور اپنے کاموں میں مصروف ہوتا ہے مثل ایسے شخص کے جو طوفان کے دن دیوار کے پیچھے پناہ لے جبکہ ہوا اس کے سامنے گرد باد اور بارش کو لا رہی ہے اور جب وہ اپنی جائے پناہ سے دوسرے انسانوں کو دیکھتا ہے قانون کی خلاف ورزی پھیلی ہوئی ہے اور انسان مبتلا ہیں پس اگر ہو سکے تو وہ اس پر رضامند ہے کہ اپنی زندگی بسر کرے اور بذات خود بے ایمانی سے ملوث نہ ہو اور برے کاموں سے بچے اور جب وقت اس کی نجات کا آئے تو درخشاں امیدوں میں خوشی و خرمی اور رضا موشی کے ساتھ روانہ ہوجائے۔

ایڈیمانٹس نے کہا اچھا وہ اس کی روانگی سے پہلے کچھ کم اہم مقاصد کو انجام دے چکے گا۔

میں نے جواب دیا نہیں اگر وہ کسی سیاسی آئین کے پانے میں کامیاب نہ ہو جو اس کے لیے شایان ہو کیونکہ ایسے آئین کے ماتحت وہ خود اعلیٰ درجہ کی نشو و نما کی بلندی پر نہ پہنچے گا بلکہ اپنی خیر و صلاح کے ساتھ اپنے ملک کی بہبود بھی حاصل کرلے گا۔

پھر میں نے اپنی تقریر کو جاری کیا کہ فلسفہ کے خلاف تعصب اور اس تعصب کی ناانصافی میری رائے میں اطمینان کے ساتھ بیان ہو چکے ہاں اگر تم کو کچھ اور کہنا ہو تو اور بات ہے۔

نہیں مجھ کو اس عنوان پر اور کچھ نہیں کہنا ہے: مگر ہمارے زمانے کے جو آئین ہیں ان میں سے تم کس کو فلسفہ کے سزاوار کہتے ہو؟

کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس کو میں ایسا کہوں بلکہ مجھے تو اسی کی شکایت ہے کہ یہ کوئی موجودہ ریاست فلسفیانہ طبیعت کے مقام بننے کے لائق نہیں ہے۔ لہٰذا فطرت خود ہی منحرف اور ابتر ہے کیونکہ جس طرح تخم کسی بیرونی پودے کا جب اجنبی زمین پر بویا جائے عادتاً کمزور ہو جاتا ہے

اور اس کے افعال و خواص مفقود ہو جاتے ہیں اور آخر کار ملک کے عام درختوں میں داخل ہو جاتا ہے لہذا اس قسم کی سیرت ان دنوں اپنی خاص فضیلتوں کے محفوظ رکھنے میں ناکامیاب ہو کے کم قدر ہو جاتی ہے اور ایسے میلانات پیدا کرتی ہے جو اس کے ذاتی نہیں ہیں۔ لیکن اگر اس کو کامل آئین نصیب ہو جو بذات خود عمدہ سیرتوں کے شایاں ہو تو یہ ثابت کرے گا کہ یہ حقیقتاً الٰہی نمونہ کا ہے۔ درحالیکہ اور جملہ قسمیں سیرتوں اور شیووں کی محض انسانی ہیں مجھ کو اس میں شک نہیں ہے کہ تم مجھ سے دریافت کرو گے کہ یہ آئین کیا ہے۔

اس نے کہا تم سے غلطی ہوئی جو میں پوچھنے والا تھا وہ یہ تھا کہ آیا تم اس آئین پر غور کر رہے ہو جس کی تنظیم پر ہم نے بحث کی ہے یا کوئی اور؟

میں نے جواب دیا اسی پر جملہ اعتبارات سے الّا ایک امر اور اس امر پر اثنائے بحث میں اشارہ کر دیا تھا جب ہم نے کہا تھا کہ ریاست میں مستقل طور پر کسی صاحب اقتدار کا موجود رہنا ضروری ہوگا جو آئین کا اسی نظر سے نگران رہے جو تمھاری یعنے مقنن کی نظر ہے جب تم قانون بنا رہے تھے۔

سچ ہے اس کی طرف اشارہ کیا گیا تھا۔

لیکن اس کی تکمیل کماحقہ نہیں ہوئی تھی کیونکہ میں تمھارے اعتراضوں سے خوف زدہ تھا جس سے ظاہر تھا کہ اس کا احتجاج نہایت طولانی اور دشوار ہوگا کیونکہ یہ کسی طرح نہایت آسان ٹکڑا اس بحث کا نہ ہوگا جو چھوٹ گیا ہے۔

وہ ٹکڑا کیا ہے؟

اس کا ثبوت کہ کس طریق پر ایک ریاست فلسفہ کو کام میں لائے گی بغیر پوری بربادیوں کے۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ تمام بڑی چیزیں خطرناک ہوتی ہیں اور مثل مشہور ہے کہ خوبصورت چیزیں بڑی مشکل سے حاصل ہوتی ہیں۔ تاہم۔ اس نے کہا۔ اس نکتہ کو صاف ہو جانے دو تاکہ برہان کامل ہو جائے۔ ارادے کی جانب سے کچھ کوتاہی نہ ہوگی البتہ قوت کی

جانب سے تصور رہے بہر طور میری سرگرمی تم اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے۔ کیونکہ فی الفور مشاہدہ کر لو کس قدر بے پروا اگر بجوشی کے ساتھ میں دعویٰ کرتا ہوں کہ ایک ریاست کو فلسفہ کی تلاش میں ایسے طریقہ پر کام کرنا چاہئیے جو بالکل برعکس اُس طریق کے ہو جو بالفعل عمل میں ہے۔

یہ کس طرح ؟

بالفعل جو لوگ فلسفہ کی تحصیل کرتے ہیں وہ بالکل نوخیز ہیں لڑکپن سے ابھی نکلے ہیں یہ فلسفہ کی اس وقت تحصیل کرتے ہیں جبکہ وقتاً فوقتاً گھر کے کام اور کاروبار سے فرصت ہوتی ہے اور نہایت دقیق مطالب میں غرق۔ میری مراد دایالکٹک علم کلام سے ہے توغل کے بعد بالکل ترک کر دیتے ہیں وہ بہت ترقی کئے ہوئے فلسفی ہیں اور اس کے بعد ہمیشہ اگر بلائے جائیں وہ دوسروں کے کلام سننے پر رضا مند ہوتے ہیں جن کی توجہ اس طرف مبذول ہے وہ اس کو بڑی فروتنی خیال کرتے ہیں کیونکہ ان کا خیال ہے کہ فلسفہ کو ثانوی مشغلہ سمجھنا چاہئیے اور جب بوڑھے ہو جاتے ہیں کل باستثنائے چند خاموش ہو جاتے ہیں زیادہ متاثر ہو کے ہیرا قلیطاس کے آفتاب کی طرح وہ پھر نہیں روشن ہوتے۔

216

اُس نے پوچھا مہربانی کر کے بتاؤ درست منصوبہ کیا ہے ؟

بالکل اس کے برعکس بچپن اور لڑکپن میں ان کو ایک نصاب فلسفہ کی تعلیم دیجائے جو اُن کے سن و سال کے مناسب ہو اور جب ان کے بدن بالیدہ ہوتے ہوں جب مردانگی کی عمر کو پہنچیں ان پر خاص توجہ کی جائے تاکہ فلسفہ کے۔ لیے بکار آمد کوشش کریں اس مدت کے پہنچنے تک جب ذہن پختگی حاصل کرنے لگتا ہے تو ذہنی ممارست بہت سخت ہونا چاہئیے۔ اور جب جسمانی قوت میں انحطاط شروع ہو اور عوام کی خدمت اور فوجی ملازمت سے سبکدوش ہوں اس وقت سے توانکی زندگی اس کام کے نذر ہو جائے اور وہ اپنے آپ کو مقدس کام کے لیے وقف کر دیں اگر ان کو زمین پر اور اس کے بعد کی زندگی میں خوش و خرم

رہنا ہے اور یہ زندگی جو انھوں نے گزاری اس کو اس حیات کی مطابقت سے اس دنیا میں فخر کے تاج سے آراستہ کرنا ہے۔

اچھا بیشک اے سقراط میں تمھاری گرمجوشی میں کوئی شک نہیں کرتا لیکن مجھ کو توقع ہے کہ تمھارے اکثر سامعین تھریسا مخس سے ابتدا کر کے تم سے بھی بڑی ہوئی گرمجوشی کے ساتھ تمھاری مخالفت کریں گے اور مطلق انکار کریں گے۔

مجھ میں اور تھریسا مخس میں لڑائی نہ ڈالو جبکہ ہم دونوں ابھی دوست ہوئے ہیں :- اگرچہ میرا یہ مطلب نہیں ہے کہ پہلے ہم دشمن تھے میں کوشش ترک نہ کروں گا جب تک کہ اور لوگوں کے ساتھ وہ میرے مثل غور کرنے لگے تاکہ آیندہ کی حالت میں ان کی بھلائی ہو اگر ان کو کبھی دوسرے وجود میں ایسے ہی مباحثے سے مقابلہ ہو۔

اس نے چلا کے کہا فی الجملہ التوا کے بعد۔

بلکہ اس بارے میں یہ کہو کہ تمام زمانے کے مقابلہ میں یہ کچھ نہیں ہے ضرور نہیں ہے کہ ہم اس امر سے متعجب ہوں کہ اکثر لوگ میرے مسائل کا اعتقاد نہیں رکھتے کیونکہ انھوں نے ہمارے نظریہ کے متحقق ہونے کو نہیں دیکھا بلکہ غالباً یہ امر ہے کہ وہ ایسی تجویزوں سے دوچار ہوتے ہیں جو ہمارے نظریہ کے کچھ مشابہ ہے۔ گویا زبردستی ایک دوسرے کے اجزا نظر آتے ہیں بجائے اس امر کے کہ خود بخود موافقت واقع ہو۔ جیسے صورت موجودہ میں کہ انھوں نے ابھی تک نہیں دیکھا ایک صورت میں یا ایک سے زیادہ صورتوں میں ایک انسان خلقت سے اسکا تا فضیلت سے نہایت کامل موافقت اور مماثلت رکھتا ہے قول میں بھی اور فعل میں بھی اور وہ ایک ریاست میں فرمانروا ہے جو ایسی ہی کامل ہے جیسا وہ خود ہے۔ یا تم خیال کرتے ہو کہ انھوں نے دیکھا ہے ؟

نہیں میں نہیں خیال کرتا۔

ماورا اس کے اے میرے عزیز دوست ان لوگوں نے کافی بحث مباحثے نہیں سنے جن کے مطالب بلند ہوں اور لہجہ آزاد ہو جن کا انحصار صدق کی

217

سرگرم تحقیق رہ کر ہو ہر ممکن ذریعہ سے محض صدق کے علم کی خاطر آپس کے مناظروں میں خواہ سرکاری مقدمات میں یہ لوگ ادب کے لحاظ سے فی الجملہ دوری پر قیام کرتے ہیں وکلا کی خاص نازک بحثوں سے جن کا مقصد یہ ہے کہ بحث کو طول دیا جائے تا کہ سامعین شور تحسین بلند کریں۔

پھر بھی تم حق پر ہو۔

ان اسباب سے اور ان نتائج کی توقع سے اگرچہ میں خائف تھا لیکن سچائی کی قوت نے مجھ کو مجبور کیا کہ میں پیشتر کے موقعوں پر بول اٹھا کہ کوئی ریاست یا آئین یا فرد واحد تکمیل کے مرتبے پر فائز نہیں ہو سکتا جب تک کہ یہ چند دانشور جن کو اب ناکارہ کہتے ہیں اگرچہ گئے گزرے نہیں ہیں اتفاقاً مجبور ہو کے خواہ وہ پسند کریں یا ناپسند کسی ریاست کی فرمانروائی کو قبول کرتے ہیں اور وہ بھی بجائے خود ان کی اطاعت پر مجبور ہوتی ہے۔ یا جب تک موجودہ سلطان یا بادشاہ یا ان کی اولاد خدا کی طرف سے ان کو القا ہوتا ہے کہ وہ سچے محب سچے فلسفہ کے ہیں۔ ان اتفاقات سے ایک کا یا دونوں کا محال ہونا بجائے خود میں کہتا ہوں کہ غیر معقول ہے۔ اگر وہ محال ہوں تو پھر ہم کو مسخرہ سمجھنا جائز ہوگا وہمی نظریہ باز۔ کیا میں ٹھیک نہیں کہتا؟

تم ٹھیک کہتے ہو۔

اگر وہ لوگ جنھوں نے اعلیٰ درجہ کی تحصیل فلسفہ میں کی ہے خواہ وہ گزشتہ زمانے کے بے شمار عہدوں میں گزرے یا کسی اور اقلیم میں جو ہمارے آفاق کے حدود سے بہت دور بالفعل موجود ہیں یا آیندہ ہوں گے جو قسمت کی زبردستی سے کسی ریاست میں فرمانروا ہوں میں جان پر کھیل کے اس قول کی حمایت کے لیے آمادہ ہوں کہ آئین مذکور موجود تھا اور ہے اور ہوگا جبکہ سرستی کسی ریاست کی فرمانروا ہو۔ اس کا تحقق محال نہیں ہے اور نہ ہمارا مباحثہ ناقابل عمل ہے اگرچہ اس کا مشکل ہونا خود ہم کو تسلیم ہے۔

اس نے کہا میری بھی یہی رائے ہے۔

لیکن کیا تم یہ کہنے کے لیے تیار ہو کہ اکثر اس کے خلاف مختلف رائے رکھتے ہیں؟

شاید ایسا ہو۔

میرے افضل دوست خبردار ہو کیونکہ تم ایسا الزام جماعت کثیر پر لگاتے ہو۔ بلاشک وہ اپنے خیالات کو بدل دیں اگر تم مباحثہ سے بچتے ہو اور پوری شرافت سے اپنے تعصب کو دفع کریں مخالفت میں جب علم کی اور ان لوگوں کو جنھیں تم فلسفی سمجھتے ہو یہ دکھادیں اور اس طرح تعریف کریں جس طرح ہم نے ابھی کی ہے ان کی فطرت اور تحصیل علم کی تاکہ وہ تم کو ایسا نہ سمجھیں کہ تم ایسی سیرتوں سے مراد لیتے ہو جو ان کے خیالات میں سب سے بالاتر ہیں یا تم اس اعتقاد کے رکھنے کی جرأت کرو کہ اگر وہ تمھارے مطمح نظر سے ان کی جانب نظر کریں تو ان کی رائے تمھاری رائے سے مختلف ہو اور دوسری قسم کا جواب دیں؟

دوسرے الفاظ میں کیا تم خیال کرتے ہو کہ وہ شخص جو شریر نہ ہو اور شرافت رکھتا ہو ایسے شخص سے جھگڑا کرے گا جو خود جھگڑالو نہ ہو یا اس شخص کی شرارت کا خیال رکھے گا جو شریر نہ ہو؟ میں تم سے پہلے یہ خیال ظاہر کروں گا کہ میری رائے میں ایسا سرکش مزاج بہت چند ہی صورتوں میں پایا جائے گا نہ کہ اکثر بنی نوع انسان میں۔

اس نے جواب دیا میری بھی بالکل یہی رائے ہے۔

تو کیا اس بات میں بھی تمھاری رائے میری سی نہیں ہے کہ بدظنی جو اکثر لوگوں کو فلسفہ سے ہے اس کی وجہ کا پتہ ایسے لوگوں سے لگتا ہے جو زبردستی فلسفہ میں داخل ہو گئے ہیں بدمستوں کی طرح جہاں ان کا کچھ کام نہ ہو اور جو ایک دوسرے کو گالیاں دیا کرتے ہیں اور ان کو جھگڑے فساد میں مزا ملتا ہے اور ہمیشہ ذاتیات سے کلام کیا کرتے ہیں ان کا چال چلن کسی طرح فلسفہ کے سزاوار نہیں ہے؟

بالکل سزاوار نہیں ہے۔

کیونکہ یقیناً اے ایدیمانٹس وہ شخص ہے جس کے خیالات ان چیزوں سے وابستہ ہیں جو درحقیقت موجود ہیں ممکن نہیں کہ وہ لوگوں کے اشغال میں دل بستگی رکھتا ہو اور اس کے لیے وقت بچا سکے اور ان سے لڑ جھگڑ کے بدعادت اس میں سرایت کرے اور شرارت اور خصومت سے متاثر ہو۔ بخلاف اس کے وہ اپنا کل وقت بعض آراستہ غیر متغیر اشیاء پر خوض کرنے میں صرف کرتا ہے یہ دیکھ کے کہ وہ اشیاء باہم دیگر نہ خطا کرتے ہیں نہ ان سے خطا کی جاتی ہے بلکہ وہ سب کے سب تابع ہیں نظام کے عقل کے مطابق وہ ان کی مشابہت کی تاحد امکان کوشش کرتا ہے۔ یا تم یہ خیال کرتے ہو کہ یہ ممکن ہے کہ ایسی چیز کی تقلید سے اجتناب کرے جس کی وہ احترام کے ساتھ ملازمت کرتا ہے؟

نہیں یہ غیر ممکن ہے۔

لہذا فیلسوف ان اشیاء کے ساتھ رہنے سے جو خدا صفت اور منظم ہیں جس حد تک انسان کے لیے ممکن ہے خود بھی خدا صفت اور منتظم بن جاتا ہے اگرچہ اس صورت میں سوء تعبیر کی گنجائش ہے۔

بیشک تم حق پر ہو۔

اس طرح اگر فیلسوف کبھی اس امر پر مجبور ہو کہ اس چیز کا مطالعہ کرے کہ کس طرح انسانوں کی عادت میں ہے کہ گھر اور مجمع عام میں بھی ان چیزوں کو داخل کریں جو ان کی توجہ مقام اعلیٰ میں اپنی طرف مبذول کرتی ہیں اور اس سانچے میں دوسروں کو اور اپنے آپ کو بھی ڈھالے تو کیا تم خیال کرتے ہو کہ وہ بے پروا صناع ہوگا اعتدال اور عدالت کی ساخت میں بلکہ جملہ ظاہری خوبیوں میں؟

ہرگز نہیں۔

اچھا اگر کثرت سے انسانوں کو آگاہ کیا جائے کہ ہمارا بیان صحیح ہے تو کیا وہ درحقیقت فلاسفہ سے آزردہ ہوں گے اور ہمارے بیان کو

بے اعتبار ٹھہرائیں گے اور ایک ریاست بھی سعادت اس وقت حاصل کر سکتی ہے اگر ایسے مصور اس کا خاکہ کھینچیں جو اصلی خدائی مخلوق کی نقل کرتے ہیں؟

وہ ہرگز آزردہ نہ ہوں گے اگر ان کو اس واقعہ کی خبر ہو۔ لیکن مہربانی کر کے بتاؤ کہ ان کے خاکہ کھینچنے سے تمہارا کیا مطلب ہے؟

میں نے جواب دیا وہ پردۂ تصویر کے لیے ایک ریاست کو لیں گے اور انسانوں کی اخلاقی طبیعت کو اور پہلی سطح کی صفائی سے آغاز کریں گے یہ کام بھی کسی طرح آسان نہیں ہے۔ بہرطور تم واقف ہو کہ ابتدا ہی سے وہ اور تمام صناعوں سے اس بارے میں اختلاف کریں گے وہ انسان یا شہر میں دخل دینے سے انکار کریں گے اور قوانین مرتب کرنے میں پس و پیش کریں گے جب تک کہ ان کو صاف پردہ نہ دستیاب ہو گا یا خود وہ اپنی کوشش سے پردے کو صاف کر لیں گے۔

ہاں اور وہ حق پر ہیں۔

بارہ دیگر کیا تم نہیں فرض کرتے کہ وہ اپنے دستور کا خاکہ کرینگے؟

بلاشک وہ یہی کریں گے۔

دوسرا قدم ان کا میں خیال کرتا ہوں یہ ہو گا کہ وہ اس خاکہ کو بھرینگے اور ایسا کرنے میں اپنے کبھی اس رخ پر نظر ڈالیں کبھی اس رخ پر اول مثالی صورتوں پر عدالت حسن اعتدال وغیرہ کی نظر کریں گے پھر ان مفاہیم پر جو انسانوں میں مشہور ہیں اور اس طرح اپنے مطالعہ کے نتائج کو مخلوط کر کے ترکیب دیں گے وہ بالکل انسانی رنگ سے کام کریں گے جو انسانوں کے درمیان ان تحقیقات کے ذریعہ سے کام کریں گے جس کو تمہیں یاد ہو گا کہ ہومر نے بھی خدائی اور دیوتا کے مثل کہا ہے۔

تم ٹھیک کہتے ہو۔

اور میں فرض کرتا ہوں کہ وہ یہاں کاوش کرتے رہیں گے اور وہاں پھر سے تصویر کشی کریں گے حتیٰ کہ جہاں تک ان کی قدرت میں ہے

انسانوں کی اخلاقی سیرت کو ایسا خوشگوار بنائیں گے جسقدر قدرت کی نظر میں ممکن ہے
اچھا یقیناً ان کی تصویر بہت ہی خوبصورت ہو گی۔
میں نے کہا تو کیا ہم نے ان حملہ آوروں کی ترغیب دہی میں کچھ ترقی کی ہے جو تمھارے بیان سے ہم پر حملہ کرنے کے لیے نہایت قوت سے قدم بڑھا رہے تھے کہ ایسا مصور آئین کا اس انسان میں پایا جائیگا جس کی ہم نے ستائش کی تھی جس کو وہ سن رہے تھے اور جو ناخوشنودی کے باعث ہوئے تھے اس سبب سے کہ ہم نے تجویز کیا تھا کہ اپنے شہر ان کے ہاتھوں میں دے دیں گے؟ اور کیا اب ان کو کمتر اضطراب ہو گا اگر یہی ان سے کہا جائے؟
ہاں بہت کم اگر وہ عقلمند ہیں۔
میں بھی یہی خیال کرتا ہوں غرض یہ ہے وہ ہمارے احتجاج پر کسطرح نقض کر سکتے ہیں کیا وہ انکار کر سکتے ہیں کہ فلاسفہ اصل وجود اور صدق کے دلدادہ ہیں۔
نہیں ایسا کام کرنا بے شک مضحک ہو گا۔
اچھا کیا وہ اس بات کو مانیں گے کہ ان کی سیرت جس طرح ہم نے اس کو بیان کیا ہے خصوصیت کے ساتھ کمال سے منسوب نہیں ہے؟
نہیں وہ نہیں کر سکتے۔
پھر ایک بار کیا وہ ہم سے کہیں گے کہ ایسی سیرت جو اس کے خاص مطالعہ کی چیزوں میں داخل ہو کے تمام و کمال نیک اور فلسفیانہ ہو جائیگی جس طرح سے اور سیرت ہو سکتی ہے؟ یا وہ ان چیزوں کو ترجیح دینگے جن کو ہم نے بیان کیا ہے؟
یقیناً نہیں۔
تو کیا وہ اپنے غصہ پر قائم رہیں گے جب میں کہتا ہوں۔ جب تک فلاسفہ کے طبقت کو اعلیٰ اقتدار کسی ریاست میں عطا کیا جائے تو ریاستوں کو اور اس کے شہریوں کو برائی سے نجات

نہ ملے گی اور وہ آئین جن کا ذکر کہانیوں میں ہے جس کا ہم بیان کرتے ہیں درحقیقت موجود ہی نہ ہوگا؟

غالباً وہ کمتر برہم ہوں گے۔

تم ہمارے اس فرض کے بارے میں کیا کہتے ہو صرف یہ نہیں کہ وہ کمتر خفا ہوں گے بلکہ یہ کہیں کہ ان کو بالکل تسلی ہو گئی ہے اور ان کو یقین ہو گیا ہے کہ ہم ان کو شرما کے سکون کی حالت میں لے آئیں اگر کچھ اور نہ کریں؟

بہر صورت اس کو مان لو۔

221

یہ سمجھنا چاہیئے کہ یہ لوگ اس حد تک معتقد ہیں لیکن بجائے دیگر کیا کوئی شخص اس بات کو مانے گا کہ بادشاہ اور فرمانروا کسی امکان سے ایسی اولاد نہیں پیدا کر سکتے جن کو فلسفیانہ طبیعت عطا ہوئی ہے؟

کوئی شخص دنیا میں اس کو مانے گا۔

اور کوئی شخص یہ دعویٰ کرے گا اگر ایسی طبیعت لیکے پیدا ہوا ہو ضرور ہے کہ وہ خراب ہو جائیں؟

میں اس بات کو مانتا ہوں کہ ان کا محفوظ رہنا ایک مشکل معاملہ ہے لیکن میں پوچھتا ہوں کوئی ایسا ہے جو اس بات کو مانے کہ تمام اوقات میں کل تعداد سے ایک شخص بھی آلودگی سے پاک رہ سکتا ہے؟

اس کو کون مانے گا؟

میں نے کہا اچھا ایسا ایک شخص فرماں برداری کی حالت میں یہ قدرت رکھتا ہے ان سب چیزوں کا تحقق کرے جس کی اب ناقدری کی جاتی ہے۔

سچ ہے رکھتا ہے۔

کیونکہ یقیناً اگر کوئی حاکم اس قانون اور رسم کو جن کی ہم نے تفصیل بیان کی ہے میں خیال کرتا ہوں کہ یہ ناممکن نہیں ہے کہ شہری

لوگ اس امر پر رضامند ہوں کہ ان پر عمل کریں گے؟
یقیناً نہیں۔
اور غرض یہ ہے کیا یہ معجزہ ہوگا امکان کے کنارے کے اس طرف اگر کسی چیز کو ہم صحیح کہتے ہیں جو دوسروں کے نزدیک بھی صحیح ہو؟
میں بجائے خود کہتا ہوں کہ نہیں۔
لیکن میں یقین کرتا ہوں ہم نے بالکل یقین کر لیا ہے گزشتہ مباحثہ میں کہ ہمارا منصوبہ اگر ممکن ہوگا تو بہترین ہے۔
ہاں ٹھیک ایسا ہی ہے۔
اس طرح سے کہ نتیجہ بظاہر جہاں ہم لائے گئے ہیں یہ بنسبت ہماری قانون سازی کے ایسا ہے جس کو ہم تجویز کرتے ہیں بہترین ہے اگر محقق ہو سکے اور محقق کرنا دشوار ہے لیکن یقیناً غیر ممکن نہیں ہے۔
سچ ہے۔ اس نے کہا۔ یہی ہمارا نتیجہ ہے۔
اچھا بس یہ حصہ ہمارے مضمون کا بدقت اختتام کو پہنچا ہے اب ہم باقی ماندہ سوالوں کی طرف رجوع کریں گے۔ کس طریقہ سے اور کن مشغلوں اور مطالعوں کی مدد سے ہم ایک جماعت انسانوں کی پیدا کریں گے جو اس قابل ہوں کہ آئین کو خراب نہ کرے اور وہ کیا سن ہوگا جبکہ یہ مطالعے فرداً فرداً اختیار کئے جاتے ہیں۔
بہر طریق ہم کو ایسا کرنے دو۔
میں نے کہا کہ میں نے اپنی پرانی تجویز' عورتوں اور بچوں کے ساتھ سلوک اور مجسٹریٹوں کے تقرر سے متعلق دشوار سوالات کے حذف سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کیا اس بات کو جان کے کہ جو طریقہ مکمل صحیح ہے اس سے کس قدر کراہت پیدا ہوگی اور اس پر عمل کرنا کس قدر دشوار ہوگا۔ قطع نظر میری تمام احتیاطوں کے وہ لمحہ اب آ گیا ہے جب ان امور پر بحث ہونا چاہیئے۔ یہ سچ ہے کہ سوالات عورتوں اور بچوں

کے طے ہو چکے ہیں مگر بہ نسبت مجسٹریٹوں کے از سر نو تحقیقات کے درپے ہونا چاہیئے۔ اُن کے بیان کے لیے ہم نے کہا تھا اگر تم کو یاد ہو کہ ان کے حب وطن کو شک کی رسید سے دور رکھنے کے لیے ان کا امتحان بذریعہ الم و لذت کے ہونا چاہیئے اور ثابت کیا جائے کہ انھوں نے ہرگز اپنے اصول کو ترک نہیں کیا عین مشقت اور خطرات میں اور دولت کے ہر انقلاب کو اس خوف سے کہ اُن کا مرتبہ چھین لیا جائے گا اگر ان کی قوتیں برداشت کی ناکام ہوئیں اور جو کوئی امتحان سے نکلا بغیر کسی قصور کے جس طرح سونا آگ سے آزمایا جاتا ہے چاہیئے کہ عہدہ پر ان کا تقرر ضرور ہو اور حین حیات اور بعد موت کے بھی رعایتیں اور انعامات ان کو پہونچیں گے۔ ہماری زبان کا رجحان تقریباً اس سوال کے پیدا ہو جانے کے خوف سے جو اب ملتوی ہے برطرف ہوا اور اپنا منھ چھپا لیا۔

اس نے کہا تمھارا بیان بالکل صحیح ہے مجھے بخوبی یاد ہے۔

ہاں میرے دوست میں دعویٰ کرنے سے لرزتا ہوں جن کو میں نے اتفاقاً پیش کر دیا ہے۔ لیکن اب مجھے اس اظہار پر جرأت کرنے دو کہ ہم کو چاہیئے کہ بہت کامل فلاسفہ کو محافظ مقرر کریں۔

اس نے جواب دیا ہم تم کو سنتے ہیں۔

اب غور کرو کہ معدودے چند ان لوگوں سے تم غالباً پا سکو گے کیونکہ مختلف ارکان اس وضع کے جس کا ہم نے ذکر کیا کہ وہ فلاسفہ کے لیے ضروری ہیں ان کا مجمع بہ مشکل ہو سکتا ہے۔ اکثر صورتوں میں اس وضع کے لوگ متفرق ہوتے جاتے ہیں۔

تمھاری کیا مراد ہے؟

تم واقف ہو کہ جن اشخاص کو زود فہمی عمدہ حافظہ ذہن رسا حدت ذہن اور جو صفتیں ان کو لازم ہیں وہ فوراً اسی وقت میں ایسی شریف اور بلند فطرت ہو جائیں کہ نہایت باقاعدہ اور استواری سے زندگی

223

بسر کریں بخلاف اس کے ایسے اشخاص اپنی چالاکی سے یہاں وہاں رواں دواں رہتے ہیں اور جملہ استحکام ان کی زندگی سے غائب ہو جاتا ہے۔

سچ ہے۔

بجائے دیگر وہ استوار اور غیر متغیر سیرتیں جن کے معتبر ہونے سے ہر شخص چاہتا ہے کہ ان سے کام لیا جاوے اور جو جنگ میں خطرہ سے خبردار ہونے میں سست ہیں اور اسی طرح عمل کرتے ہیں جب تحصیل کی طرف راغب ہوتے ہیں یعنی یہ لوگ حالت جمود میں ہیں اور بیوقوف ہیں گویا وہ سن ہو گئے ہیں اور ہمیشہ اونگھتے اور جمائیاں لیتے رہتے ہیں جب کبھی اس قسم کی مشقت میں مصروف ہوتے ہیں۔

یہ سچ ہے۔

لیکن ہم اظہار کرتے رہیں کسی شخص میں جب دونوں قسم کی صفتیں اچھی طرح نہ موجود ہوں وہ سخت تعلیم تک پہنچنے سے ممنوع ہونا چاہیئے عزت اور حکومت حاصل کرنے سے۔

ہم حق پر ہیں۔

پس کیا تم پیش بینی نہیں کرتے کہ اس سیرت کے اقل قلیل اشخاص مہیا ہوں گے؟

نہایت یقین کے ساتھ میں کہتا ہوں۔

لہذا ہم کو قانع نہ ہونا چاہیئے کہ ان کے چال چلن کا مشقتوں اور اور خطروں لذتوں میں امتحان کریں جس کا ہم نے پیشتر ذکر کیا تھا۔ بلکہ ہم ان کو آزماتے رہیں ان طریقوں میں جن کا ذکر ہم نے ترک کر دیا تھا مختلف اقسام کی تحصیل علم میں ان سے ورزش کراتے رہیں اور مشاہدہ کریں کہ ان کی سیرت ایسی ہو گی کہ اعلیٰ درجے کے مضامین کی موید ہو یا امتحان سے جی چرائیگی مثل ان لوگوں کے جو دیگر حالات میں جی چراتے ہیں۔

بلاشک مناسب ہے کہ ان کو اس طریقے سے آزمائیں لیکن عرض یہ ہے کہ آپ کی سب سے اعلیٰ درجہ کے مضامین سے کیا مراد ہے؟

میں فرض کرتا ہوں تم کو یاد ہو گا کہ نفس سے تین انواع کے اجزا جدا کرنے کے بعد ہم نے عدالت عفت شجاعت اور حکمت علحدہ علحدہ اخذ کیا تھا۔

واہ اگر مجھ کو یہ یاد نہ ہو تو میں اس لائق نہ ہوں گا کہ باقی مباحثہ کو سنوں۔

کیا تم کو یہ بھی یاد ہے کہ جو بیان اس قیاس کے پہلے تھا؟

مہربانی کر کے بتائیے وہ کیا تھا۔

مجھے یقین ہے کہ ہم نے کہا تھا کہ بہترین نظر اس سوال پر حاصل کرنے کے لئے ہم کو چاہئیے کہ ایک مختلف اور ذرا طولانی راستہ اختیار کریں جس سے ہم کو کامل بصیرت اس مضمون میں حاصل ہو جائے گی۔ ہنوز یہ بھی ممکن ہو گا کہ ایک برہان بطور ضمیمہ اس سوال کے ساتھ لگا دی جائے جو ہمارے پیشتر کے نتائج سے چشمہ کی طرح بہ نکلے گی۔ اس پر تم نے کہا تھا کہ ایسی برہان تمھاری تسکین کر دے گی اور پھر ان بحثوں کا تعاقب کیا جو خود میرے ذہن میں صحت میں ناقص تھے مگر تم کہہ سکتے ہیں کہ ان پر تم نے قناعت کی۔

اچھا اپنے بارے میں کچھ کہنا میں نے پیمانے کے اعتبار سے ان کو اچھا خیال کیا اور یقیناً باقی جماعت کی یہی رائے تھی۔

مگر میرے دوست کوئی پیمانہ اس مضمون کا جو از روئے اور اک حقیقت میں ناقص پڑتا ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ بالکل معقول ہے کیونکہ کوئی ناقص چیز کسی چیز کا پیمانہ ہے اگرچہ لوگ بعض اوقات خیال کرتے ہیں کہ کافی مقدار میں کہا جا چکا ہے اور یہ کہ زیادہ تحقیق کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

ہاں اس نے کہا یہ عام عادت ہے اور کاہلی سے پیدا ہوتی ہے۔
ہاں مگر یہ عادت نمایاں طور سے مطلوب نہیں ہے ایک ریاست کے محافظ میں اور نہ اُس کے قوانین میں۔
مجھ کو ایسا ہی مان لینا چاہیئے۔
جب یہ حالت ہے میرے دوست ایسے شخص کو بہت پھیر کے راستہ سے جانا چاہیے اور ایسے ہی شوق سے اپنی تحصیل میں محنت کرنا چاہیئے جس طرح جسمانی ورزشوں میں نہیں تو جیسا کہ ابھی ہم کہہ رہے تھے ہم کبھی اس سب سے عالی مرتبہ علم کی منزلِ مقصود تک نہ پہنچیں گے۔ جو خصوصیت کے ساتھ اس کی ذاتی ہے۔
کیا! اس نے چلا کے کہا کیا وہ سب سے بلند تر نہیں ہے؟ کیا کوئی چیز عدالت سے بلند تر ہے اور وہ دوسری چیزیں جن پر بحث ہو چکی ہے؟
میں نے جواب دیا اس طرح بھی اور اس محل پر ہم کو غور نکرنا چاہیئے ایک بھدّا خاکہ جس کو ہم بناتے رہے تھے۔ بلکہ بخلاف اس کے ہم کو چاہیئے سب سے کامل تر تدبیر سے کم پر مطمئن نہ ہوں۔ کیونکہ کیا یہ امر مضحک نہ ہوگا دوسرے مضامین میں کوشش کریں جو کم قیمت ہیں اور جس قدر محنت خیال میں آسکتی ہے اتنی محنت اس کی تکمیل کے لیے کریں تاکہ وہ ٹھیک ہوں اور کوئی داغ ان میں نہ رہے۔ اور اسی وقت میں اعلیٰ مضامین کے دعوے سے تجاہل کریں جو ان کو اسی کے مطابق اعلیٰ درجہ کی ترتیب کے ساتھ ہے؟
یہ اعتقاد عادلانہ ہے۔ مگر کیا تم خیال کرتے ہیں کہ کوئی تم کو چھوڑ دے گا بغیر یہ سوال کیئے ہوئے کہ وہ کونسا علم ہے جس کو تم سب سے اعلیٰ کہتے ہو اور کس چیز سے وہ بحث کرتا ہے؟
میں نے جواب دیا یقیناً نہیں بس تم خود سوال کرو۔ یقیناً تم نے متعدد اوقات میں جواب سنا ہے۔ لیکن اس وقت

یا تم بھول گئے ہو یا تمھارا یہ ارادہ ہے کہ اعتراضات پیدا کر کے مجھے الجھائے رکھو۔ میں اس اخیر رائے پر مائل ہوں کیونکہ تم سے اکثر کہا گیا ہے کہ اصلی صورت خیر کی سب سے بلند معروض علم (سائنس) کا ہے اور یہ جوہر عادلانہ چیزوں اور جملہ مخلوق اشیاء کے ساتھ شریک ہو کے ان کو کارآمد اور مفید بنا دیتا ہے۔ اور اس لمحہ میں تم بمشکل شک کر سکتے ہو کہ میں اس کا دعویٰ کرنا چاہتا ہوں اور اس کے علاوہ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم بطور کافی اس جوہر سے واقف نہیں ہیں۔ اور اگر ایسا ہو۔ اگر میں کہوں کہ ہم ہر چیز کو اسکے ماورا بطور کامل جانتے ہیں نیز جانتے ہوئے اس چیز کے۔ تم جانتے ہو کہ یہ ہم کو کچھ نفع نہ بخشے گا۔ ٹھیک اسی طرح غیر مفید ہوگا کہ ہم ہر چیز رکھتے ہیں سوائے اس چیز کے جو خیر ہے۔ یا تم خیال کرتے ہو اس سے کچھ نفع پہنچے گا کہ ہم جملہ ممکنہ اشیاء رکھتے ہوں صرف باستثنا ان چیزوں کے جو خیر ہیں یا ہر چیز قابل ادراک کو ہم سمجھتے ہیں بغیر سمجھنے اس چیز کے جو خیر ہے۔ بالفاظ دیگر ہر چیز کے تصور سے جو خیر اور جمیل ہو محروم ہوں؟

میں ایسا نہ کروں گا میری بات کو یقین کرو۔

معہذا تم بلاشک جانتے ہو کہ خیر خاص کو عوام الناس لذت خیال کرتے ہیں — نہایت روشن ضمیر بصیرت ہے؟

بیشک میں یہ جانتا ہوں۔

اور اے میرے دوست تم واقف ہو کہ حامی اس اخیر رائے کے اس قابل نہیں ہیں کہ بصیرت سے ان کی کیا مراد ہے اور بالآخر مجبور ا وہ بصیرت کی تشریح اس طرح کرتے ہیں کہ بصیرت اس چیز کی جو خیر ہے۔

ہاں وہ ایک مضحک مشکل میں ہیں۔

بے شک ہیں۔ چونکہ وہ ہم کو جو چیز خیر ہے اس کی جہالت پر ملامت کرتے ہیں۔ اور پھر ہم سے دوسرے لمحہ میں اس طرح کلام کرتے ہیں گویا کہ ہم جانتے ہیں کہ وہ کیا ہے۔ کیونکہ وہ ہم سے کہتے ہیں کہ خاص خیر بصیرت ہے خیر کی یہ فرض کر کے کہ ہم ان کا مفہوم سمجھتے ہیں جو نہی وہ اصطلاح خیر کو

زبان پر لاتے ہیں۔

یہ بالکل سچ ہے۔

پھر۔ کیا وہ لوگ وہ نہیں ہیں جن کی تعریف میں لذت بعینہ خیر ہے اس حد تک غلطی سے متاثر ہوگئے جس کا مذکور ہوا؟ کیونکہ وہ مجبور کئے جاتے ہیں اس کے تسلیم کرنے پر کہ بری لذتیں موجود ہیں کیا نہیں ہیں؟

یقیناً ہیں۔

جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مجھ کو یہ سمجھنا چاہئے کہ ایک ہی چیز کو خیر اور شر ان کو تسلیم کرنا ہوگا۔ کیا ایسا نہیں ہے؟

یقیناً یہ ہوتا ہے۔

تو کیا یہ ظاہر نہیں ہے کہ یہ ایسا مضمون ہے جس پر اکثر اور سخت مناقشہ ہوا ہے؟

226

بلاشک یہ ہے۔

ایک بار اور: کیا یہ واضح نہیں ہے کہ اگرچہ اکثر اشخاص اس کے کرنے پر آمادہ ہوں گے اور بظاہر ایسا کرنے پر یا اس کے رکھنے پر کہ جو چیز بظاہر عادلانہ اور جمیل ہے بغیر اس کے کہ درحقیقت ایسی ہو تاہم جب تم اشیا خیر پر آتے ہو تو کوئی اس چیز کے حاصل کرنے پر قانع نہ ہوگا جو چیز صرف ایسی ظاہر ہوتی ہے بخلاف اس کے ہر شخص کو حقیقت کی تلاش ہے۔ اگر نہیں اور نہ ہو تو نہ ہو مگر اس محل پر شباہت کی کلی تحقیر کی جاتی ہے؟

ہاں یہ بالکل واضح ہے۔

پس یہ خیر جس کی ہر نفس کو تلاش ہے بطور انجام کل افعال کے اسکے وجود کی معرفت ہوتی ہے لیکن بطور کافی اس کی ماہیت کے سمجھنے میں حیران و پریشان ہیں یا لطف اٹھائیں اس مستحکم اعتبار سے جو اس کی نسبت سے ہے جو کہ یہ خود حاصل کرتا ہے اور چیزوں کی نسبت سے اور اسی لیے مقدر ہو چکا ہے کہ اگر کوئی قاعدہ جو یہ اخذ کرتا ان اشیاء سے وہ چھین لیا جائے۔

کیا ہم یہ مانیں کہ اس مضمون پر جس کی اہمیت بے حد ہے وہ عدم بصارت جس کا ہم نے مذکور کیا ہے ایک مطلوبہ ہیئت ہے سیرت میں ان لوگوں کی جو بہترین ارکان ریاست کے ہیں جن کے ہاتھوں میں سب چیزوں کو رکھنا ہے؟

بالکل یقین ہے کہ نہیں۔

بہرطور اگر یہ نہ معلوم ہو کہ کس طریقے سے عادلانہ چیزیں اور خوبصورت چیزیں نیک بھی ہو جاتی ہیں میں فرض کرتا ہوں کہ ایسی چیزیں بہت گرانبہا محافظ نہ رکھتی ہونگی ایسے شخص کی ذات میں جو اس نکتہ سے ناپلد ہے اور میں گمان کرتا ہوں کہ کوئی شخص عادل اور جمیل کو قابل اطمینان طور سے نہیں جان سکتا جب تک کہ وہ خیر کو نہ جانے۔

تمہارے قیاسات درست ہیں۔

تو پھر کیا انتظام ہمارے آئین کا کامل ہوگا بشرطیکہ ایسا محافظ نگرانی کرے جو فنی طور پر ان مضامین سے واقف ہے؟

لاکلام یہ ہوگا۔ مگر براہ عنایت اے سقراط کیا تم دعویٰ کرتے ہو کہ خاص خیر علم ہے یا لذت یا کوئی اور شئے یا دونوں سے جدا؟

اہاہا میرے دوست! میں نے مدت ہوئی دیکھا تھا کہ تم ان مضامین کی انسبت اور لوگوں کی رائے پر راضی ہو گئے۔

کیوں سقراط یہ تو مجھ کو یقیناً غلط معلوم ہوتا ہے ایسے شخص سے جس نے اس قدر وقت ان مسائل پر صرف کیا ہے وہ اس قابل ہو کہ دوسروں کی رائے کو بیان کرے اور اس قابل نہ ہو کہ اپنی رائے بیان کر سکے۔

اچھا میں نے کہا تم اس کو جائز سمجھتے ہو کہ کوئی شخص دوسروں کو آگاہی دینے کے انداز سے کلام کرے ایسے مضامین پر جن سے وہ خود کماحقہ آگاہ نہ ہو۔

یقیناً خیر وہ ہی کے انداز سے نہیں لیکن میں خیال کرتا ہوں کہ یہ جائز ہے کہ اس بات پر راضی ہو کہ اپنی رائے کو اس چیز کے لیے بیان کرے جس کے وہ سزاوار ہو۔ اچھا۔ مگر کیا تم نے ملاحظہ نہیں کیا کہ رائیں جو غور سے

مسترد ہو چکی ہیں ان کو کوئی پسند نہیں کرتا؟ زیادہ سے زیادہ وہ اندھی ہیں یا تم یہ تصور کرتے ہو کہ وہ لوگ جو عقل خالص سے موئد نہیں ہیں صحیح رائے رکھتے ہیں وہ کلیتہً اندھوں سے افضل ہیں وہ جادہ مستقیم پر قائم ہیں؟

اس نے جواب دیا ہرگز افضل نہیں ہیں۔

پس کیا تمھاری یہ خواہش ہے کہ ان اشیاء پر غور کرو جن پر عنایت نہیں ہے وہ اندھی اور کج ہیں جب کہ تمھاری قدرت میں ہے کہ اور لوگوں سے درخشاں اور خوبصورت چیزوں کے بارے میں علم حاصل کرو؟

گلاکن نے رو کے کہا اے سقراط میں تم سے بمنت کہتا ہوں کہ عقب کی جانب رجوع نہ کرو گویا کہ تم انجام پر پہنچ گئے ہو۔ ہم اس پر قانع ہوں گے کہ اگر تم صرف خیر کے مضمون پر بحث کرو اسی عبارت سے جس سے تم نے عدالت عفت وغیرہ پر بحث کی تھی۔

ہاں میرے دوست اور اسی طرح مجھ کو بالکلیہ قانع ہونا چاہئے لیکن میں خود اپنی ہی قوتوں پر اعتماد نہیں کرتا اور مجھ کو خوف معلوم ہوتا ہے کہ میری بے تکی سرگرمی مجھ کو مضحکہ نہ بنائے۔ اے صاحبو! بالفعل ہم خیر عظمیٰ کی کل تحقیق کو ملتوی کرتے ہیں۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں ہماری کوشش کے حیطہ اقتدار سے باہر ہے کہ وہ راستہ ملجائے کہ آخر کار میری ذاتی رائے اس مضمون پر کیا ہے۔ مگر میں اس کے باب میں گفتگو کرنے پر راضی ہوں جو کہ بظاہر ایک شعبہ خاص نیکی سے ہے اور اس سے بہت مشابہت رکھتا ہے بشرطیکہ اس کو تم بھی گوارا کرو اگر تم نہ گوارا کرو تو میں اس کو بھی ترک کردوں۔

اس نے جواب دیا نہیں ہم سے اس کے بارے میں بیان کرو۔ والدین کے بیان کے لئے تم ہمارے قرضدار رہو گے۔

میں آرزو رکھتا ہوں کہ میں یہ قرضہ ادا کر سکتا اور تم وصول کرتے بالعوض اس کے کہ ہم اپنے کو اسی رقم کے سود پر قانع بنائیں جو اس رقم سے پیدا ہوتا ہے بہرطور یہاں تمھارے سامنے اس کے پھل اور ثمرۃ الفواد کو اس اصلی نیکی کے ساتھ پیش کرتا ہوں۔ صرف خبردار رہو کہ میں بلا ارادہ تمھارے

اور پر اس کو مسلط کروں جبلی پیرایہ میں اس نسل کے۔
جسقدر امکان میں ہے ہم خبرداری کریں گے۔ فقط کہے جاؤ۔
228 میں ایسا ہی کروں گا جیسے ہی ہم اس کو مل جل کے طے کر چکیں گے اور
تم کو یاد دلا دیا جائے گا بعض بیانات کے متعلق جو ہماری گفتگو کے اول حصے میں
کیے گئے تھے اور اس کے پہلے بھی بار بار وہ از سر نو بیان ہوئے ہیں۔
مہربانی کر کے بتاؤ کون سے بیانات؟
اثنائے بحث میں ہم نے اشیاء کی کثرت کے وجود کو تسلیم کر لیا ہے
جو کہ جمیل اور خیر وغیرہ ہیں۔
سچ ہے ہم نے ایسا کیا ہے۔
اور بھی ہم نے وجود ایک اصلی جمال اور ایک اصلی نیک وغیرہ کا۔
اور ان سب چیزوں کو جن کو ہم نے کثیر سمجھا ہے تحویل کیا ہے ایک مفرد
صورت میں اور مفرد وجود کو ہر حال میں اور ہر ایک کا ایک مستقل وجود
مانا ہے۔
ٹھیک ایسا ہی ہے۔
اور ہم کہتے ہیں کہ یہ پہلی چیزیں آنکھ پر پیش کرتی ہیں نہ کہ خالص عقل
پر درحالیکہ صورتیں اپنے کو پیش کرتی ہیں عقل پر نہ کہ آنکھ پر۔
یقیناً
پس اپنی ذات کے کس جز سے ہم مبصرات کو دیکھتے ہیں؟
بصارت سے۔
اسی طرح ہم آوازوں کو سنتے ہیں سامعہ سے اور مشاہدہ کرتے ہیں
ہر محسوس چیز کو دوسرے حواس سے کیا ہم نہیں کرتے؟
یقیناً۔
پس تم نے ملاحظہ کیا ہے کس اعلیٰ درجہ کے بھاری مول سے حواس
کے صانع نے بنائی ہے قوت دیکھنے اور دیکھے جانے کی؟
اس نے جواب دیا۔ بعینہ ٹھیک نہیں۔

اچھا تو اس کو اس روشنی میں دیکھو۔ کیا کسی اور قسم کی کوئی چیز ہے جو کہ کان اور آواز کو مطلوب ہے تاکہ ایک سننے کے قابل ہو اور دوسری سنے جانے کے قابل ہو۔ اور اگر یہ تیسری چیز نہ ہو تو وہ ایک نہ سنے اور دوسری نہ سنی جائے گی؟

نہیں۔ نہیں ہے۔

اور میں یقین کرتا ہوں کہ بالکل ہی کم۔ اگر کوئی ہو بھی۔ دوسرے حواس کو ایسی تیسری چیز مطلوب ہے۔ کیا تم کہہ سکتے ہو کہ کوئی حاسہ ایسا ہے؟

نہیں میں نہیں کہہ سکتا

لیکن تم نہیں دیکھتے کہ بصر اور مبصرات کی صورت میں ایک اور اضافہ کی ضرورت ہے؟

کیونکر؟

یہ مان کے کہ بصر کا مقام آنکھ ہے۔ اور اس میں قوت والا کوشش کرتا ہے اس کے استعمال کرنے کی اور رنگ اشیاء میں رہتا ہے ابھی تک اور جب تک تیسری قسم کی کوئی شئے موجود نہ ہو جو اس خاص مطلب کے لئے مہیا نہ ہو تو تم واقف ہو کہ بصارت کچھ نہ دیکھے گی اور رنگ دکھائی نہ دیں گے۔ 229

مہربانی کر کے بتاؤ وہ تیسری چیز کیا ہے جس کی طرف تم اشارہ کرتے ہو؟

بلا شک میں حوالہ دیتا ہوں اس چیز کا جس کو تم روشنی کہتے ہو۔

تم درست کہتے ہو۔

لہٰذا ظاہر ہوتا ہے کہ جملہ جوڑوں سے جن کا اولاً مذکور ہوا حس بصر اور قوت دیکھے جانے کی دونوں کا جوڑ شریف ترین کڑی (پیوند) سے ہوا ہے جس کی ماہیت کسی طرح حقیر نہیں ہے ہاں اگر روشنی رذیل ہو تو

وہ اور بات ہے۔
نہیں اس کا رذیل ہونا بسا بعید ہے۔
پس آسمانی دیوتاؤں سے تم کس کی طرف اس کو منسوب کرتے ہو کہ وہ اس کا مالک اور تقسیم کرنے والا اس برکت کا ہے؟ اور کس کا نور ہے جو ہماری نظر کو اس قابل کرتا ہے جو اس خوبی سے دیکھ سکے۔ جو مبصرات کو ظاہر کر دے؟
اس نے جواب دیا اس مضمون پر صرف ایک ہی رائے ہو سکتی ہے۔ تمھارا سوال بداہتہً سورج کی طرف اشارہ کرتا ہے۔
پس جو نسبت کہ آنکھ کی روشنی اور اس دیوتا میں قائم ہے اس کی ماہیت حسب ذیل ہے کیا یہ نہیں ہے؟
بیان کرو۔
نہ نظر خود اور نہ آنکھ جو مقام نظر کا ہے بعینہ سورج ہے۔
یقیناً نہیں۔
اور تاہم جملہ آلات احساس سے آنکھ میرے خیال میں نہایت تقریبی مشابہت سورج سے رکھتی ہے۔
ہاں ٹھیک ایسا ہی ہے
مزید براں کیا وہ قوت جو آنکھ رکھتی ہے اس کو سورج سے عطا ہوئی ہے اور اس کو ایک مفید چیز کی حیثیت سے وہ رکھتی ہے؟
یقیناً ہی ہے۔
پس کیا یہ صحیح نہیں ہے کہ سورج گو کہ بعینہ نظر نہیں ہے تاہم نظر کی علت ہے اور مزید براں اس کی مدد سے دیکھا جاتا ہے۔
ہاں بالکل سچ ہے۔
اچھا تو پھر میں نے کہا یقین کرو کہ میری مراد سورج سے تھی جب میں نے خاص خیر کی اولاد کے بارے میں کلام کیا تھا جو اس سے متولد ہوئی اس کی خاص مشابہت سے یعنی گویا اس کو وہی نسبت

عالم مبصر میں نظر سے ہے اور اس کے اشیاء سے جو کہ خیر خاص عقلی عالم میں عقل خالص سے اور اس کے معروضات سے ہے۔

یہ کیونکر؟ ایسی مہربانی کیجئے کہ اس کو ذرا تفصیل کے ساتھ سمجھا دیجئے۔ 2:30

کیا تم واقف ہو کہ جب کوئی اشیاء کی طرف دیکھنا ختم کر دیتا ہے۔

میں نے کہا ہاں تم جانتے ہو کہ جب کوئی شخص اشیاء کو اس وقت دیکھے جب دن کی روشنی نہ پڑتی ہو بلکہ صرف چاند اور ستاروں کی روشنی ہو تو نگاہ خیرہ ہو جاتی ہے اور تقریباً اندھا ہو جاتا ہے اشیاء پر صاف نظر نہیں پڑتی؟

میں اس سے خوب واقف ہوں۔

مگر جب وہی شخص چیزوں کو سورج کی روشنی میں دیکھتا ہے تو وہی آنکھیں میں یقین کرتا ہوں صاف دیکھتی ہیں اور بدا ہتہً واضح بصارت کا مقام ہیں؟

بلا شک ایسا ہی ہے۔

ٹھیک اسی طرح نفس کی حالت سمجھو جو حسب ذیل ہے۔ جب کبھی یہ وابستہ ہوتا ہے ایسی شئے سے جس پر حق اور حقیقی وجود کا جلوہ ہے تو وہ اس شئے کو عقل سے گرفت کر لیتا ہے اور اس کو جانتا ہے اور اس کو اور اپنی ذات کو صاحب عقل ثابت کرتا ہے۔ لیکن جب کبھی ایسی چیزوں پر توجہ کرتا ہے جو تاریکی سے مخلوط ہیں یعنے عالم تولد اور ممات (عالم کون و فساد) میں۔ اُس وقت یہ ظن پر توقف کرتا ہے اور اس کی نظر خیرہ ہو جاتی ہے چونکہ تردد عارض ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ عقل سے محروم ہے۔

سچ یہی ہے۔

اب اس قوت کو، جو حقیقی علم کے معروضات کے لئے وہ صداقت مہیا کرتی ہے جو ان کے اندر ہوتی ہے اور جو اس شخص کو جو انہی جانتا ہے جاننے کی استعداد بخشتی ہے، تمہیں خیر کی صورت اصلی سمجھنا چاہئے تم کو چاہئے کہ اسکو علم

کا اور حق مبداء سمجھو جس حد تک کہ وہ حق سلسلہ میں علم کے آتا ہے اور اگرچہ علم اور حق دونوں نہایت خوبصورت چیزیں ہیں تم خیر کو ان سے جدا سمجھنے میں حق پر ہو اور ان سے بھی زیادہ خوبصورت۔ اور جیسے اس کی مماثل صورت میں روشنی اور بصارت کو سورج کے مشابہ سمجھنا درست ہے لیکن ان کو اور سورج کو بعینہ ایک ماننا غلط ہے اسی طرح علم اور حق دونوں کو خیر کے مشابہ کہنا درست ہے اور دونوں سے کسی کو بعینہ خیر کہنا نادرست ہے کیونکہ بخلاف اس کے صفت خیر کی چاہیئے کہ اور بھی ان کو بیش بہا کر دے۔

اس کے ضمن میں ہے ایک جمال جس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ صرف مبداء علم اور حق کا نہ ہو بلکہ حسن میں ان سے بھی بڑھا ہوا ہوئے کیونکہ میں خیال کرتا ہوں کہ تم اس سے لذت نہیں مراد لیتے۔

خاموش! میں نے زور سے کہا اس کی ایک لفظ بھی نہیں۔ مگر بہتر یہ ہے کہ تم اس کی تشریح اور امتحان کرو حسب ذیل:۔

مجھے دکھاؤ کہ کس طرح۔

231 میں خیال کرتا ہوں تم اس بات کو تسلیم کرو گے کہ سورج اشیائے مبصرات کے لیے نہ صرف قوت دیکھے جانے کی بہم پہنچاتا ہے بلکہ ان کی حیات نشوونما اور خورش بھی اگرچہ وہ خود حیات کے مساوی نہیں ہے۔

بیشک نہیں ہے

پھر تسلیم کرو کہ اسی طرح کہ معروضات علم نہ صرف خیر سے عطیہ معلوم ہونے کا اخذ کرتے ہیں بلکہ اس کی جانب سے اس کو حقیقی اور اصلی وجود بھی بخشا جاتا ہے اگرچہ خیر بعینہ وجود ہونے سے دور ہے اور فی الواقع اس نے بڑھ جاتی ہے عزت اور قوت میں۔

اس موقع پر گلاکن نے خوش طبعی کے انداز سے پکارا خدا کی پناہ! کیا معجز نما فوقیت ہے!

اچھا میں نے کہا تم وہ شخص ہو جو قابل الزام ہے۔ کیونکہ تم مجھ کو مجبور کرتے ہو کہ اپنی رائیں اس مضمون پر بیان کروں۔

نہیں میں تم سے منت کرتا ہوں کہ تم توقف نہ کرو جب تک کہ تم اپنی سورج کی تشبیہ پر دوبارہ من کل الوجوہ نہ گزر جاؤ اگر تم کسی چیز کو چھوڑ رہے ہو۔

اچھا سچ تو یہ ہے کہ میں بہت کچھ چھوڑ رہا ہوں۔

پس مہربانی کر کے ذرا سی بات بھی نہ چھوڑو۔

میں خیال کرتا ہوں میں بہت کچھ نہ کہا ہوا چھوڑ دوں گا۔ حالات کے تحت اگر مجھ سے ہو سکے میں بالارادہ کوئی امر فروگذاشت نہ کروں گا۔

مہربانی کر کے نہ چھوڑنا۔

اب سمجھو کہ ہمارے طریق سے دو قوتوں کی حکومت ہے ایک کی مملکت عقلی پر اور دوسری کی ملک مبصرات پر اور اسی قسم کے اشیاء پر اگر میں لفظ فلک کو استعمال کروں تو تم خیال کرو گے کہ میں لفظ کی رعایت کرتا ہوں۔ پس تم گویا دو قسموں پر تصرف کرتے ہو ایک مبصر دوسرے عقلی؟

ہاں میں ایسا کہوں گا۔

فرض کرو کہ تم ایک خط دو نا برابر حصوں میں تقسیم کرو۔ ایک مبصرات کو تعبیر کرتا ہے اور دوسرا عقلی کو۔ اور پھر ہر ایک کو دو حصوں میں اسی پیمانہ پر پھر اگر تم طول ان قطعوں کا اس قدر رہنا کہ وہ ممیز اور غیر ممیز کے درجوں کو ظاہر کرے۔ دو قطعوں سے اس خط کے جو مبصرات کو تعبیر کرتا ہے وہ کل تصویروں کو ظاہر کرتا ہے:۔ تصویروں سے اولاً ظلال مراد ہیں اور دوسرے وہ عکس جو پانی میں نظر آتے ہیں اور باریک ریشوں کے شفاف درخشاں جوہر اور ہر چیز اس قسم کی اگر تم میری بات سمجھتے ہو۔

ہاں میں سمجھتا ہوں۔

232

دوسرا قطعہ حقیقی اشیا کی جگہ قائم ہے مطابق ان تصویروں کے یعنی حیوانات جو ہمارے گرد و پیش ہیں اور تمام عالم فطرت اور فن

بہت خوب۔

تم اس کے کہنے پر بھی رضامند ہو گے کہ اس طبقہ کے حوالے سے صدق اور غیر صدق اعتبار سے وہی امتیاز جو درمیان نقل اور اصل میں ہے یعنی وہ جو ظن سے تعلق رکھتا ہے اور وہ جو علم سے متعلق ہے؟

ہاں مجھ کو کہنا چاہئے۔

پس ہم کو غور کرنے دو کہ ہم وہ حصہ اُس کل خط کا جو کہ عالم عقلی کو تعبیر کرتا ہے کس طرح تقسیم کریں۔

کس طرح کرنا چاہئے؟

اسی طرح ایک قطعہ اس کا ظاہر کرے گا جس کو نفس بذریعہ قطعات دوسرے جز کے تحقیق کرنے پر مجبور رہے جس کو یہ بطور تصویروں کے کام میں لاتا ہے مفروضات سے ابتدا کر کے اور اصول تک نہیں جاتا بلکہ نتیجہ پر جاتا ہے۔ دوسرا قطعہ معروضات نفس کو ظاہر کرے گا جب کہ یہ مفروض سے اصل اول کی طرف راہ پاتا ہے جو مفروضی نہیں ہے بلا مدد ان تصویروں کے جن کو پہلی تقسیم کام میں لاتی ہے اور اپنے سفر کو صرف مدد سے حقیقی اصلی صورتوں کے متشکل کرتی ہے۔

جیسا جی چاہتا تھا ویسا میں تمہارے بیان کو نہیں سمجھا۔

پس ہم دوبارہ کوشش کریں گے۔ تم میرا مطلب زیادہ سہولت سے سمجھ لو گے اگر بعض اگلے مشاہدات کو میں کہہ دوں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ تم جانتے ہو کہ طالب علم ایسے مضامین کے جیسے علم ہندسہ اور حساب بطور مواد کے ہر تحقیق میں اعداد فرد و زوج شکلیں تین قسم کے زاویئے اور دوسرے ایسے ہی معطیات تسلیم کئے ہیں سمجھا جاتا ہے کہ وہ ان چیزوں کو جانتے ہیں اور ان کو بطور مفروضات ان کے بیان کے اپنے سے انکار کرتے ہیں اپنے آپ کو بھی اور دوسرے لوگوں کو بھی اس

فرض پر کہ وہ بدیہی ہیں اور اس کو اپنا مبدا قرار دیتے ہیں اور اس سے باقی مضمون کی سیر کرتے ہیں اور بالآخر کامل اتحاد کے ساتھ وہاں پہنچ جاتے ہیں جہاں انھوں نے معروض تحقیق کو قرار دیا ہے۔ 233

اس نے جواب دیا ہیں کامل طور سے اس واقعہ سے آگاہ ہوں۔

پس تم یہ بھی جانتے ہو کہ وہ اپنی مدد کے لیے مبصر صورتوں کو طلب کرتے ہیں اور ان پر تقریر کرتے ہیں اگرچہ وہ ان صورتوں میں مصروف نہیں ہیں بلکہ ان کی اصلوں کے ساتھ اگرچہ وہ کسی خاص مربع اور قطر پر تقریر نہیں کرتے بلکہ ان کی نظر مطلق مربع اور مطلق قطر پر ہے وغیرہ کیونکہ جب وہ بطور تصویروں کے مذکورہ بالا شکلوں اور نقشوں کو کام میں لاتے ہیں جن کے برعکس اور شبیہیں پانی میں نظر آتی ہیں وہ درحقیقت مجرد شکلوں کو ملاحظہ کرنا چاہتے جو عقل کی آنکھ سے کس شخص کو نظر آسکتی ہیں؟

سچ ہے۔

یہ اس طبقہ کی چیزیں ہیں جن کو میں نے عقلی کہا تھا۔ مگر میں نے کہا تھا کہ نفس مجبور ہے کہ مفروضات کو استعمال کرے جب ان کی تحقیقات میں مشغول ہو کسی اصل اول کی طرف سیر نہ ہو (کیونکہ وہ قدم بڑھانے کے قابل نہیں ہے کہ مفروضات پر فوق لے جائے) بلکہ تصویروں کو استعمال کرے جو کہ نقلیں اشیاء عالم سفلی کی ہیں۔ یہ نقلیں جب اصل سے مقابلہ کی جاتی ہیں تو عامیانہ طور سے متاثر ہوتی ہیں اور ویسی ہی ان کی قدر و قیمت ہوتی ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ تم ہندسہ کی مختلف شاخوں اور متقارب فنون کے موضوع کے بارے میں گفتگو کرتے ہو۔

پھر عقلی عالم دوسرے قطعہ کے باب میں یہ سمجھو کہ میں مراد لیتا ہوں وہ جملہ جو صرف استدلال عمل قوت سے (ڈایالکٹک علم کلام

کی سمجھتا ہے جبکہ مفروضات کام میں لائے جاتے ہیں نہ بطور اصول اولیہ کے بلکہ اصلی مفروضات کی حیثیت سے یعنے درجات اور تحریکات جہاں سے وہ اوپر کی جانب صعود کرتا ہے اس چیز کی طرف جو فرضی نہیں ہے اور ہر چیز کی اصل کو پہنچ جاتا ہے اور اس کو گرفت کرتا ہے۔ جب یہ ہو جاتا ہے تو گردش کرتا ہے اور اس چیز کو پکڑ لیتا ہے جس کی گرفت میں یہ اصل اول ہے یہاں تک کہ آخر کار نتیجہ پر نزول کرتا ہے اور کسی محسوس کو اپنی مدد کے لیے نہیں بلاتا بلکہ صرف مجرد قائم بالذات صورتوں کو کام میں لاتا ہے اور انھیں پر منتہی ہوتا ہے۔

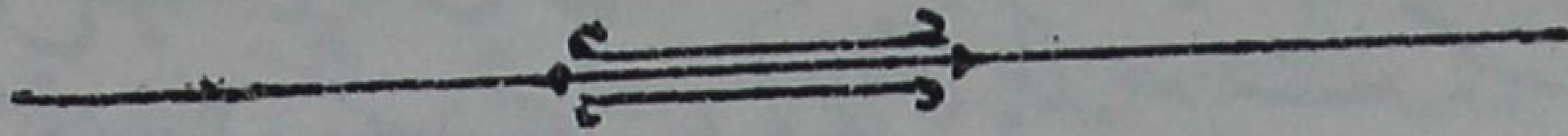
میں جیسا چاہتا ہوں ویسا تم کو نہیں سمجھا۔ مجھے یقین ہے کہ تم سخت مشکل کام کر رہے ہو۔ مگر بہر طور میں سمجھتا ہوں کہ تم صاف صاف کہنا چاہتے ہو کہ میدان حقیقی وجود اور خالص عقل کا جو علم کلام میں تصور کیا گیا ہے زیادہ یقینی ہے بہ نسبت اُس میدان کے جس میں تحقیق کی گئی ہے ان چیزوں سے جن کو فنون کہتے ہیں جس میں مفروضات

234

اصول اولیہ کو شامل ہیں جن پر طالب علم مجبور کئے جاتے ہیں کہ غور کریں ذہن کے ذریعہ سے نہ حواس سے۔ مگر اسی وقت میں چونکہ وہ اثنائے تحقیق میں رجوع نہیں کرتے اصل اول کی طرف بلکہ مفروضی مقدمات سے آگے بڑھتے ہیں تم خیال کرتے ہو کہ وہ خالص عقل کی ورزش نہیں کرتے ان سوالات پر جو ان کو مشغول کرتے ہیں گو کہ اصل اول کے میل سے وہ سوالات درمیان سلطنت عقل خالص کے آجاتے ہیں اور میں یقین کرتا ہوں کہ تم سمجھنے کا لفظ استعمال کرتے ہو نہ خالص عقل ایسے لوگوں کی ذہنی حالت کے لیے جیسے مہندسین۔ سمجھنے کا یہ مفہوم ہے کہ وہ درمیان ظن اور خالص عقل کے ہے۔

تم نے میرا مطلب بخوبی سمجھ لیا ہے۔ اور میں عرض کرتا ہوں اُن چار ذہنی حالتوں کا چار قطعات خط کے مطابق ہونا قبول کر لوگے یعنی خالص عقل کو پہلے قطعہ کے مطابق قرار دو سمجھ کو دوسرے کے یقین کو تیسرے

کے اور ظن کو آخر سے اور ان کو درجہ بدرجہ مرتب کرو اور یقین جانو کہ وہ باعتبار درجے ویسا ہی امتیاز رکھتے ہیں جو ترتیب وار انکے معروضات کے صدق کے مطابق ہے۔
اس نے کہا میں تمھاری بات کو سمجھتا ہوں اور تم سے بالکل متفق ہوں اور ان کو اسی طرح ترتیب دوں گا جو تمھاری خواہش ہے۔



235

مقالہ ہفتم

پس اب میں نے شروع کیا مقابلہ اپنی طبیعی حالت کا جس حد تک تعلیم اور جہالت سے تعلق حسب ذیل حالت کے لحاظ سے۔

فرض کرلو کہ ایک تعداد انسانوں کی جو زیر زمین ایک غار میں رہتے ہیں اس میں ایک راستہ روشنی کے داخل ہونے کے لیے کھلا ہوا ہے جو غار کے ایک سرے سے دوسرے تک ہے اس کھوہ میں بچپن سے یہ مقید ہیں اور ان کے پاؤں اور گردنوں پر ایسی قید ہے کہ وہ نچلے بیٹھنے پر مجبور ہیں اور اپنے سامنے دیکھ سکتے ہیں کیونکہ وہ اپنی زنجیروں میں ایسے جکڑے ہوئے ہیں کہ غیر ممکن ہے کہ اپنی گردنوں کو موڑ سکیں اور فرض کرو کہ روشن آگ کچھ دوری پر ان کے اوپر اور پس پشت روشن ہے اور ایک اونچی سڑک جو ان قیدیوں اور آگ کے درمیان گزرتی ہے اور ایک نیچی سی دیوار سراسر چلی گئی ہے مثل اس پردے کے جس کو تماشہ گر اپنے سامعین کے آگے ڈال دیتے ہیں اور جس کے اوپر وہ اپنے عجائبات دکھاتے ہیں۔

اس نے جواب دیا میں نے دیکھا ہے۔

اور بھی اپنے تصور میں لاؤ کہ متعدد اشخاص اس دیوار کے پیچھے خراماں ہیں اور وہ انسانوں کے مجسمے اور دوسرے جانوروں کی مورتیں پتھر اور لکڑی کی بنی ہوئی اور ہر قسم کا مادی سامان اور اسباب جو دیوار سے بلند تر مقام پر تھا اور چونکہ تم توقع کر سکتے ہو بعض راہگیر باتیں کرتے

ہوئے اور بعض خاموش۔ تم ایک عجیب و غریب نمائش کا ذکر کرتے ہو اور عجائب قیدیوں کا۔

میں نے جواب دیا وہ ہم سے مشابہ ہیں۔ میں تم سے پوچھتا ہوں کہ اولاً کہ جو لوگ اس طرح مقید ہیں کچھ اپنے آپ کو دیکھ سکتے ہیں یا ایک دوسرے کو ان عکسوں کے ماورا جو آگ کی روشنی سے دکھائی دیتی ہیں غار کے اس حصے پر جو ان کے مقابل ہے؟

یقیناً نہیں اگر تم ان کو فرض کرو کہ زندگی بھر وہ اپنے سروں کو اسی طرح ساکت رکھیں۔

اور کیا ان کا علم اشیا ان کے ساتھ ہی ساتھ محدود رکھا؟

لاکلام یہی ہے۔

اور اگر وہ ایک دوسرے سے کلام کر سکتے تو کیا تم نہیں خیال کرتے وہ اس کے عادی ہو جائیں گے کہ وہ ان چیزوں کو نامزد کریں جن کو انھوں نے اپنے سامنے دیکھا؟

بلاشک وہ ایسا ہی کریں گے۔

پھر یہ کہ اگر ان کا محبس اس حصے سے جو ان کے مقابل ہے ایک آواز بازگشت لگائے جب کوئی راہگذری لب اپنے کھولے تو میں تم سے پوچھتا ہوں وہ اس آواز کو سوا اس عکس کے کس سے منسوب کرے گا جو اس کے سامنے گزر رہا ہے؟

بلاشک وہ اسی سے منسوب کرے گا۔

پس یقیناً ایسے لوگ اس مصنوعی سامان کے عکسوں کو حقیقتیں ہی سمجھیں گے۔

بلاشک وہ ایسا ہی سمجھیں گے۔

اب اس پر غور کرو کہ کیا ہوگا اگر فطرت کا قاعدہ ان کی رہائی کا مقتضی ہو اور زنجیروں سے چھوٹ جائیں اور ان کی حماقت کا حسب ذیل علاج ہو۔ فرض کرو کہ ایک نے ان میں سے نجات پائی

اور مجبور کیا جائے کہ کھڑے ہو کے وہ اپنی گردن کو گرد پھیرے اور آنکھیں کھول کے روشنی کی طرف جائے اور فرض کرو کہ یہ سب کام جو اس سے سرزد ہوئے اس میں اس کو تکلیف پہنچی اور اس چمک دمک سے اس کی آنکھیں ایسی چوندھیا گئیں کہ اس کو ان اشیا میں اعتبار نہ ہوا جن کے عکس پہلے وہ دیکھا کرتا تھا۔ کس جواب کی تم کو توقع اگر کوئی کہتا کہ ان دنوں میں وہ احمقانہ وہمیات کو دیکھا تھا مگر اب وہ کچھ حقیقت کے قریب ہے۔ اور ان چیزوں کی طرف متوجہ ہوا ہے جو زیادہ حقیقت رکھتی ہیں اور زیادہ صحت کے ساتھ نظر کرتا ہے سب سے بالاتر اگر وہ اس کو چند اشیاء کی طرف متوجہ کرتا جو گزر رہے ہیں اور اس سے سوال کرتا اور مجبور کر کے دریافت کرتا کہ وہ کیا ہیں؟ تو کیا تم کو توقع نہیں ہے کہ وہ گھبرا جاتا اور اپنی قدیم مشاہدات کو زیادہ صحیح خیال کرتا بہ نسبت ان اشیا کے جو بالفعل اس کے ملاحظہ میں بزور لائے گئے ہیں؟

ہاں زیادہ صحیح تصور کرتا۔

اور وہ خود روشنی پر نظر کرنے کے لیے مجبور کیا جاتا کیا تم نہیں خیال کرتے کہ اس کی آنکھ کو تکلیف پہنچتی اور وہ بچتا اور ان چیزوں کی جانب رجوع کرتا جن کو وہ صاف صاف دیکھ سکتا اور ان کو درحقیقت جلی اور واضح خیال کرتا بہ نسبت ان چیزوں کے جو اس کو دکھائی گئی ہیں؟

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

اور اگر کوئی اس کو زور سے کھینچتا اور بلند سنگلاخ میں غار سے لیجاتا اور جانے نہ دیتا جب تک سورج کی روشنی اس کو نہ دکھا لیتا تو کیا وہ تم کو آزردہ اور متنفر نہ خیال کرتا ایسے سلوک پر اور روشنی میں پہنچکر کیا وہ نہ پاتا اپنی آنکھوں کو تابش سے اس قدر خیرہ کر دیا کہ معروضات جو سچے کہے جاتے ہیں وہ فہم میں نہیں آتے؟

ہاں وہ ادلاً اس کو ایسا ہی پائیگا۔

لہٰذا میں خیال کرتا ہوں کہ معروضات کے فہم کے لیے اس عالم بالا میں عادت کی ضرورت ہوگی پہلے تو وہ سایوں کے تمیز کرنے میں کامیاب ہوگا پھر وہ مردوں اور دوسرے اشیاء کے عکس پانی میں شناخت کریگا اور اس کے بعد حقیقتوں کو پہچانے گا اور اس کے بعد وہ آنکھ اٹھائیگا اور چاند اور ستاروں کی روشنی کا مقابلہ ہوگا اس کو رات کے وقت اجرام سماوی اور خود آسمان کے مشاہدہ میں کچھ ایسی دشواری نہ ہوگی بنسبت سورج اور سورج کی روشنی کے مشاہدے کے دن کے وقت۔

بلاشک۔

سب کے بعد میں خیال کرتا ہوں کہ وہ اس قابل ہوگا کہ سورج کی ماہیت کو مشاہدہ کر کے اس پر غور کرے گا نہ بصورت مرئی پانی میں یا اجنبی زمین پر بلکہ جیسا وہ ہے اپنی مملکت میں۔

بیشک۔

اُس کا دوسرا قدم یہ ہوگا کہ یہ نتیجہ نکالے کہ سورج مالک ہے فصلوں کا اور برسوں کا اور محافظ ہے جملہ اشیا کا مبصرات کے عالم میں اور ایک طور سے وہ علت ہے ان تمام اشیاء کا جن کو وہ اور اس کے ساتھی دیکھا کرتے تھے۔ بداہتہً یہ اس کا دوسرا قدم ہوگا۔

پھر کیا؟ جب وہ ذہن میں اپنے پہلے مسکن اور اس مقام کی حکمت کو لائے گا اور اپنے قدیم ساتھی قیدیوں کو یاد کرے گا تو کیا تم نہیں خیال کرتے کہ وہ اپنے آپ کو مبارک باد دے گا اس تغیر پر اور ان پر رحم کرے گا؟

یقیناً وہ ایسا کرے گا۔

اور اگر ان کا یہ عمل تھا ان دنوں میں کہ وہ ایک دوسرے کی عزت کریں اور ستائش کئے جائیں اور انعامات دیں جن کی نظر سب سے

تیز تھی کسی گزران شئے کے دیکھنے کے لیے اور جس کو قبل اور بعد کے واقعات بخوبی یاد تھے اور ان کے ہمراہ رہا اور ان معطیات سے نہایت قابلیت سے واقعات آیندہ پر استدلال کرے کہ اب کیا ہونے والا ہے کیا تمھارا خیال ہے کہ وہ ان انعامات پر حریص ہوگا اور جو لوگ عزت حاصل اور باہم حکومت کریں حسد کرے گا؟ کیا تم یہ نہیں تصور کرتے کہ اس کو وہ محسوس ہوگا جس کو ہومر نے بیان کیا ہے اور لا انتہا اس کا خواہشمند ہوگا۔

"زمینوں پر ایک مالک کے سخت مشقت کرنا
ایک بے نصیب شخص کے ماتحت"

238

اور ہر چیز میں داخل ہونے کے لیے تیار رہو بہ نسبت ان ظنیات کو دل میں رکھنے کے اور اس وضع میں زندگی بسر کرنے کے؟

اس نے جواب دیا میں بجائے خود بالکل اسی رائے پر ہوں میں یقین کرتا ہوں وہ کسی چیز میں در آئے گا نہ کہ اس طریق سے زندگی بسر کرے۔

اب اس پر غور کرو کہ کیا ہوگا اگر ایسا آدمی پھر نزول کرے اور اپنی قدیم جگہ پر نشست کرے؟ یوں دفعتاً سورج سے نکلنا کیا وہ اپنی آنکھوں کو اس جگہ کی تاریکی سے نابینا نہ پائے گا؟

یقیناً وہ پائے گا۔

اور اپنی رائے دینے پر مجبور کیا جائے ان مذکورہ بالا سایوں کے بارے میں اور ان لوگوں کے خلاف اس شمار میں داخل ہونے پر مجبور کیا جائے جو ہمیشہ قید رہے ہیں درحالیکہ اس کی نگاہ خیرہ رہی اور اس کی آنکھیں نادرست ——— اور اگر یہ عمل مجرم اسرار ہونے کا ایک مدت تک جاری رہا ——— تو کیا وہ ایک مضحکہ نہ قرار دیا جائے گا اور اسکے بارے میں یہ نہ کہا جائیگا کہ وہ صرف اوپر اسی لیے گیا تھا کہ اپنی نگاہ کو تلف کر کے واپس آجائے اور یہ کسی طرح مناسب نہ تھا کہ صعود کی

کوشش بھی کی جائے؟ اور اگر کسی نے کوشش کی کہ ان کو آزاد کرے اور روشنی میں لیجائے تو کیا وہ اتنی دور جائیں کہ اس کو قتل کریں اگر وہ صرف یہ انتظام کرتے کہ اس کو اپنے قابو میں لائیں؟

ہاں وہ یہی کریں گے۔

پس یہ خیالی مقدمہ میرے عزیز گلاکن مع اس کے جملہ اجزاء کے ہمارے پہلے بیانات پر جاری کرو اُس خطہ کو جسے آنکھ منکشف کرتی ہے اس محبس سے مقابلہ کرو اور وہاں اس روشنی کو جو آگ سے ہے سورج کی قوت سے اور اگر بالائی صعود سے اور عالم بالا پر غور کرنے سے تم عقلی ساحت میں نفس کے عروج کو تم سمجھتے ہو تو میرے قیاسات کے رجحان کو تم سمجھو گے کیونکہ تم چاہتے ہو کہ ان کو معلوم کرو اگرچہ خدا ہی جانتا ہے کہ میرے قیاسات صحیح ہیں یا نہیں۔ مگر جو کچھ ہو جیسی میری نظر اس مضمون پر ہے وہ حسب ذیل ہے:۔

عالم علم میں اصلی صورت خیر کی ہماری تحقیقات کی انتہا ہے اور بہ مشکل ادراک ہو سکتی ہے لیکن جب مدرک ہو گئی تو ہم یہ نتیجہ نکالے بغیر رہ سکتے کہ یہ ہر صورت میں منبع ہر ایسی چیز کا ہے جو درخشاں اور جمیل ہے ــــ عالم مبصرات میں وہ باعث ایجاد روشنی اور اس کے مالک کی ہے اور عقلی عالم میں فوراً اور کامل اختیار رکھتے ساتھ صدق اور علت کو تقسیم کرتی ہے ــ اور جو کوئی عقل سے کام لیتا ہے خواہ نجی میں خواہ عوام میں ضرور ہے کہ یہ صورت خیر کی اپنی آنکھوں کے سامنے رکھے۔

اپنی پوری قوت سے میں بالکل تم سے متفق ہوں۔

میں نے کہا۔ جب یہ صورت ہے تو مہربانی کر کے مجھ سے ایک اور نقطہ پر اتفاق اور متعجب نہ ہو کہ جو لوگ ایسے بلند پہنچے ہیں وہ راضی نہیں ہیں کہ انسانوں کے معاملات میں شریک ہوں کیونکہ ان کے نفس کو کراہت ہے کہ وہ خطہ بالا کو ترک کریں۔ کیونکہ

اس کے خلاف کس طرح ہو سکتا ہے کہ مذکورہ بالا تمثیل بے شک ایک صحیح اظہار ان کے معاملہ کا ہے؟

سچ ہے بمشکل اس کے خلاف ہو سکتا ہے۔

اچھا: کیا تم اس کو تعجب انگیز خیال کرتے ہو کہ ایک شخص جس نے ابھی مراقبہ ترک کیا ہے خدائی اشیا پر انسانی کمزوریوں کے ملاحظہ کے لیے بدنمائی کا اظہار کرے گا اور مضحکہ معلوم ہو گا جبکہ اپنی نظر سے جو اب تک خیرہ ہے اور قبل اس کے کہ وہ تاریکی کا بطور کافی عادی ہو چکا ہے جو اس کے گرد و پیش چھائی ہوئی ہے وہ اپنے عدالتہائے قانونی میں یا کہیں اور تنازع پر مجبور پائے عدالت کے عکسوں کے یا ان مجسموں کیلئے جو سایے ڈالتے ہیں یا شمار میں داخل ہو جن میں خود رد فرضیات شامل ہیں جو ایسے لوگوں کے دل نشین ہیں جنھوں نے عدالت کے اصلی آثار کی جھلک نہیں دیکھی؟

جو کچھ ہو مگر تعجب انگیز نہیں ہے۔

درست: کیونکہ ایک ہوشیار آدمی یاد کرے گا کہ آنکھ دو مختلف طریقوں سے متحیر ہو سکتی ہے اور دو مختلف سببوں سے ——— یعنی یکبارگی منتقل ہونے سے خواہ روشنی سے تاریکی میں خواہ تاریکی سے روشنی میں اور یقین کرنے سے کہ یہی تصور جاری ہو سکتا ہے نفس پر جب کبھی ایسا شخص ایک صورت دیکھتا ہے جس میں ذہن متحیر ہو جاتا ہے اور اشیا کے شناخت کرنے کے ناقابل ہوتا ہے وہ نامعقولیت سے نہ ہنسے گا بلکہ وہ آزمائش کرے گا کہ آیا اس نے ایک درخشان تر زندگی اور جدت سے تاریکی کی اندھا ہو گیا ہے یا وہ جہالت کی تہوں سے آیا ہے زیادہ تر درخشاں زندگی میں اور غیر معمولی جلوہ خیرگی کا باعث ہو اور اس وقت کوئی اس کو اس کی زندگی اور سیرت پر تہنیت نہ کرے گا اور دوسرے پر ترحم نہ کرے گا اور اگر وہ اس پر ہنسنا پسند کرے تو یہ ہنسی اس سے کمتر مضحکہ انگیز ہو گی جو ایسے نفس پر ہو گی جو اعلیٰ مقام کی روشنی سے نزول

کرتی ہے۔

تم اعلیٰ درجہ کے انصاف کے ساتھ کلام کرتے ہو۔

240

لہٰذا اگر یہ سچ ہو تو اس اعتقاد کے منظور کرنے سے باز نہیں رہ سکتے کہ اصلی ماہیت تعلیم کی مختلف ہے جو اس کے بعض استادوں نے بیان کیا ہے جو میں یقین کرتا ہوں کہ ذہن میں اس علم کے داخل کرنے کا ادعا کرتے ہیں جس سے وہ ذہن خالی ہے جیسے اندھے کی آنکھ میں نور کے داخل کرنے کا ادعا کیا جائے۔

سچ ہے یہ ایسی ہی دعوے ہیں۔

درحالیکہ ہماری موجودہ بحث ہم پر ثابت کرتی ہے کہ ہر شخص کے نفس میں ایک قوت ساکن ہے اور ایک آلہ جو ہم میں سے ہر ایک اکتساب علم کے قابل کرتا ہے اور یہ کہ جس طرح ہم فرض کر سکتے ہیں کہ یہ غیر ممکن ہے کہ آنکھ کو گھمائیں تاریکی سے طرف نور کے بغیر گردش دینے کل جسم کے اسی طرح یہ قوت بھی یا یہ آلہ کل نفس کے ساتھ گردش دیا جائے اس عالم فانی سے حتیٰ کہ حقیقی عالم کے مراقبہ کی یہ تاب لائے اور اس کے سبب سے درخشاں مقام کی جو ہمارے نزدیک صورت خیر کی ہے۔

کیا میں درست کہتا ہوں؟

ہاں درست ہے۔

میں نے کہا لہٰذا یہ گردش دینے کے عمل سے ایک فن پیدا ہو جو یہ سکھائے کہ کس طریقہ سے یہ انقلاب نہایت سہولت اور نہایت موثر طور سے ہو سکے۔ اس کا یہ مقصد نہ ہو گا کہ شخص میں قوت باصرہ کو پیدا کر دے بخلاف اس کے وہ یہ فرض کرے گا کہ قوت باصرہ اس شخص میں موجود ہے اگرچہ اس کا رخ ایک غلط سمت میں ہے اور صحیح اشیا کی طرف نہیں دیکھتا اس کا مقصد یہ ہے کہ اس نقص کو دور کر دے۔

ایسا ہی معلوم ہو گا۔

لہٰذا درحالیکہ دوسری فضیلتیں نفس کی معلوم ہوتا ہے کہ مشابہ

ہیں خوبیوں سے بدن کی چنانچہ وہ درحقیقت نفس پر مقدم نہیں ہیں بلکہ
مرور ایام سے عادت بدن میں انکی تکوین ہوتی ہے وقت معہود پر فضیلت
حکمت کی بطور دیگر یقیناً علاقہ رکھتی ہے ایک خدائی جوہر سے جیسا کہ ظاہر
ہوگا جس کی توانائی کبھی مفقود نہیں ہوتی لیکن وضع کی تبدیلی سے مفید اور
بکار آمد ہوجاتی ہے یا بیکار رہتی ہے اور ضرر پہنچاتی ہے۔ کیونکہ تم اسکے
قبل ملاحظہ کرچکے ہو کہ تیز نظر نفوس کم رتبہ ہیں ایسے لوگوں کی جن کو شہرت
چالاکی کی ہے مگر بدکار ہیں اور کس تیزی سے وہ ان چیزوں کو دیکھ سکتے
ہیں جن کی طرف وہ موڑ دیئے جاتے ہیں اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ
ان کی قوتیں مشاہدہ کی کسی طرح کمزور نہیں ہیں اگرچہ وہ شرارت کی اطاعت
پر مجبور کردئے گئے ہیں وہ جس قدر دقت نظر سے دیکھتے ہیں ان کو معلوم
ہوتا ہے کہ برائیاں متعدد ہیں جن پر وہ عمل کرتے ہیں۔

ہاں بیشک یہی صورت ہے۔

241 میں نے کہا لیکن اگر بچپن کی ابتدا سے یہ سیرتیں اس بھاری
زمین کی پیداوار سے جو کھانے کی لذت اور حرص و آز سے پاک
کردی گئی ہیں اور نفس کی آنکھیں دنیا کی لذتوں پر لگادی گئی ہیں :-
اگر ہم فکر رکھیں کہ وہ ان جالوں سے آزاد کردئے گئے ہیں اور ان کی نگاہ کو
پھیر کے حقیقی اشیا میں مصروف کردیا ہے پس یہی نفوس انھیں آدمیوں کی
ان اشیا کے لیے ایسی ہی تیز نگاہیں رکھیں گے جیسی ان کی نظر ان چیزوں
پر ہے جن میں وہ اب مشغول ہیں۔

ہاں غالباً ایسا ہی ہوگا

پھر ایک بار کیا یہ بھی غالباً نہیں ہے۔ یا بلکہ یہ ضروری نتیجہ
ہمارے پہلے بیان کا نہیں ہے کہ نہ وہ جو غیر تعلیم یافتہ ہیں اور حقیقت
سے ناواقف ہیں نہ وہ جو مدت تک ابھی تعلیم پر ملت الستم جھلائے گئے
ہیں کیا کبھی ایک ریاست کے قابل منتظم ہوسکتے ہیں ---- اولاً اس سبب
سے کہ وہ ایک علامت بھی اپنی حیات میں نہیں رکھتے جس کو وہ علت غائی

اور مقصد اپنی سیرت کا بنائیں بذات خود یا عوام الناس ہیں۔ دوسرے اس سبب سے کہ وہ بغیر مجبوری کے کام نہ کریں گے یہ گمان کر کے کہ حین حیات وہ جزائر مبارکہ میں منتقل کر دیے گئے ہیں۔

یہ صحیح ہے۔

میں نے کہا لہٰذا یہ ہمارا کام ہے کہ اپنی نو آبادی میں سب سے شریف سیرت کے لوگوں کو اس علم پر آمادہ کریں جس کو ہم نے سابقاً سب سے اعلیٰ کہا تھا اور نیکی کو نصب العین قرار دیں اور اس بلندی پر چڑھیں جس کا ذکر کیا تھا اور جب وہ اس بلندی پر صعود کریں اور دیر تک دیکھتے رہیں تو ہم ان کو اس آزادی کے دینے سے انکار کریں جو بالفعل ان کو دی گئی ہے۔

مہربانی کر کے بتاؤ وہ کیا ہے؟

آزادی اس جگہ مقام کرنے کی جہاں وہ اب موجود ہیں اور ان کو ان قیدیوں کے پاس اتر کے جانے سے منع کریں یا ان کی محنت یا عزت میں شریک ہونے سے باز رکھیں خواہ وہ اعلیٰ ہوں خواہ ادنیٰ ہوں۔

پس ہم ان کے ساتھ کوتاہی کرتے ہیں اور ان کو ایسی زندگی بسر کرنے پر مجبور کرتے جو اس زندگی سے بدترین ہے جو ان کے امکان میں ہے؟

اے میرے دوست پھر تم بھولے کہ قانون اپنی ذات سے یہ سوال نہیں کرتا کہ کس طرح کوئی طبقہ کسی ریاست میں معمول سے عمدہ ترین حیات بسر کر سکتا ہے۔ بلکہ اس کے برخلاف قانون کی یہ کوشش ہے کہ اس نتیجہ کو کل ریاست میں پیدا کرے جس مقصد سے یہ شہریوں کو باہم یکجا ملاتی ہے بذریعہ ترغیب کے یا مجبور کر کے کہ ایک دوسرے کے ساتھ شریک ہو کے وہ نفع جو ہر فرد کل ریاست کے فائدہ کے لیے پہنچا سکتا ہے اور بالفعل ایسے انسان جن کی سیرت اعلیٰ درجہ کی ریاست میں وہ پیدا کرتا ہے اس نیت سے نہیں کہ ہر شخص اُن میں سے اپنی راہ لے بلکہ اس نیت سے

کہ اپنے منصوبوں میں ریاست کی تکمیل کے لیے ان سے کام لے۔
سچ ہے۔ اس نے جواب دیا میں بھول گیا تھا۔
پس اے گلاکن غور کرو کہ یہ بہت بعید ہے کہ آیندہ آنے والے فلاسفہ سے اپنی ریاست کے بدسلوکی کی جائے ہم ان کے ساتھ انصاف کی مراعات کریں گے اگر ہم ان کے اس لیے بھی ممنون ہوں کہ وہ ہم شہریوں کی نگہداشت کرتے ہیں اور ان کی حفاظت کرتے ہیں۔ ہم کہیں گے کسی سبب معقول سے تمہارے ہمسر کہیں اور اپنی ریاستوں میں پیچھے بعد دیگری شرکت کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ ایک شہر میں خود بخود جڑ پکڑتے ہیں بمقابلہ مروجہ آئین کے اور یہ بالکل منصفانہ ہے کہ ایک خود بخود خدمت جو اپنی داشت کے لیے کسی کا ممنون نہیں ہے وہ مائل نہ ہو گا کہ کسی کو اپنی خدمت کی اجرت ادا کرے۔ درصورت تمہارے وہ ہم ہیں جنھوں نے تم کو پیدا کیا ہے ریاست کے لیے اور بالذات تمہارے لیے وہ بجائے پیشوا اور بادشاہاں زنبور خانہ کے ہیں —— وہ بہتر ہیں اور زیادہ تکمیل کے ساتھ ان کی تربیت ہوئی ہے بہ نسبت اوروں کے زیادہ تر اس کے قابل ہیں کہ دونوں قسم کی حیات میں شریک ہوں پس تم کو چاہیے کہ باری باری سے تنزل کرو اور باقی ماندہ جماعت کے ساتھ معاشرت کرو اور اپنے کو اشیاء مجہولہ پر غور و خوض کا عادی بناؤ۔ کیونکہ جب تم عادی ہو جاؤ گے تو باشندگان شہر سے ہزار مرتبہ بہتر دیکھ سکو گے اور شناخت کر سکو گے کہ ہر تصویر کیا ہے اور اصل شے کیا ہے کیونکہ تم نے ان حقیقتوں کو دیکھا ہے خوبصورت اور عادلانہ اور نیک اشیا جن کی نقلیں یہ ہیں اور اس طریقہ سے تم اور ہم معلوم کر سکیں گے کہ حیات ریاست کی ایک جوہر ہے نہ کہ محض وہم و خیال ہے مثل حیات ہماری موجودہ ریاستوں کے جو اکثر یہ ایسے انسانوں پر شامل ہیں جو آپس میں سایوں پر لڑا کرتے ہیں اور نظم امور کے باب میں دشمنی رکھتے ہیں جس کو وہ بڑی نعمت سمجھتے ہیں۔ درحالیکہ مجھ کو یہ ادراک ہوتا ہے کہ حقیقت حسب ذیل ہے:- کہ وہ شہر جس میں معینہ حکام

کم سے کم شائق حکومت کے ہیں یہ شہر لامحالہ بہترین طریقہ سے حکومت کیا جائے گا اور فتنہ پردازی بہت ہی کم ہوگی اور اس کے برعکس نتیجہ ہوگا اگر حکام کا مزاج برخلاف ہوگا۔

تم بالکل حق پر ہو۔

اور کیا تم خیال کرتے ہو کہ ہمارے شاگردوں سے اس طرح خطاب کیا جائے تو ہمارے احکام کی نافرمانی کریں گے اور باری باری سے کام کرنے پر انکار کریں گے درحالیکہ وہ اپنا وقت اکثر نورانی ساحت میں صرف کریں گے؟

اس نے جواب دیا۔ غیر ممکن ہے کیونکہ یقیناً یہ حکم عادلانہ ہوگا اور جو محکوم ہیں وہ عادل انسان ہیں۔ نہیں بلاشبہ ہر ایک ان میں سے اس حکومت کو فرض لابدی سمجھ کے داخل ہوگا ــــ اور ان کی سیرت برعکس موجودہ حکام کی سیرت کے ہوگی ہر ایک ریاست میں۔

243

سچ ہے میرے دوست۔ صورت یہ ہے۔ اگر تم ایک ناموجودہ حکام کے لیے بہ نسبت ان کے جواب حکمران ہیں تو تم کو ایسے شہر کا تحقق جس پر بہترین حکمرانی ہو کیونکہ صرف ایسے ہی شہر میں حکام ایسے ہوں گے جو درحقیقت دولت مند ہوں نہ سونے سے دولتمند بلکہ عاقلانہ اور نیک زندگی کے اعتبار سے جو کہ ایک سعید انسان کے لیے مخصوص ہے۔ لیکن اگر فقیر ہوں اور ایسے اشخاص جو گرسنہ ہیں ذاتی خوبیوں کے مفقود ہونے سے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لیں اس خیال سے کہ ان میں یہ تخصیص ہے کہ وہ خوبیوں کو بقوت دوسروں سے چھین سکتے ہیں تو بالکل خرابی ہو جائے گی کیونکہ مجسٹریٹ کا عہدہ اس صورت میں متنازع فیہ ہو جائے گا۔ کیونکہ اس طرح کے ملکی اور خانگی جھگڑے صرف فریقین ہی کو تباہ نہیں کرتے بلکہ باقی ماندہ ریاست کی بربادی کے بھی باعث ہوتے ہیں۔

یہ بہت سچ ہے۔

اور کیا تم کسی زندگی کا ذکر کر سکتے ہو جو ریاست کے عہدوں سے

نفرت کرتی ہے سوائے سچے فلسفہ کے؟

نہیں بے شک میں ذکر نہیں کر سکتا۔

مگر سرکاری کام ایسے لوگوں کو لینا چاہیے جو اس کے فریفتہ نہ ہوں ورنہ اُن کے رقیب ان کے دعوے میں تنازع کریں گے۔

لاکلام ایسا ہی ہونا چاہیے۔

پس تم اور کن اشخاص کو مجبور کرو گے کہ محافظین ریاست کے فرائض میں داخل ہوں اگر تم ان لوگوں پر توجہ نہ کرو گے جو کماحقہ ان وسیلوں کو سمجھتے ہیں جو سب سے اعلیٰ درجہ کی خوبی ایک ملک کی حکمرانی میں حاصل کر سکتے ہیں اور جو مختلف انواع کے اعزاز رکھتے ہیں جن کو مدبر سلطنت سے شریف تر زندگی حاصل ہے؟

اس نے جواب دیا میں ان پر بے توجہی نہ کروں گا میں صرف انھیں سے خطاب کروں گا۔

اور اب تم ہم کو اس بات پر غور کرنے دو گے کہ کس طریقے سے ایسے اشخاص ریاست میں پیدا ہو سکتے ہیں اور کس طرح وہ عالم نور تک پہنچ سکتے ہیں مثل ان بہادروں کے جن کی نسبت کہا جاتا ہے کہ انھوں نے عالم سفلی سے آسمان پر صعود کیا؟

یقیناً میں چاہوں گا کہ تم ایسا کرو۔

ظاہرا یہ سوال رکھنا محض ایک گھونگھے[لے] کے پلٹ دینے کا نہیں ہے بلکہ انقلاب نفس کا معاملہ ہے جو ایک ایسے راستے کو طے کرتا ہے جس کے سفر کا آغاز ایسے دن سے ہے جو مثل رات کے تاریک ہے اس روز تک جو حقیقی وجود کا دن ہے اور یہ شاہراہ ہم کہے دیتے ہیں کہ سچا فلسفہ ہے۔

ٹھیک ہی ہے۔

244

لے یہ تلمیح ایک کھیل سے ہے جو گھونگھوں سے کھیلا جاتا تھا ۱۲

تو کیا ہم اس پر غور نہ کریں کہ کونسی شاخ تحصیل کی قوت مطلوبہ رکھتی ہے ؟

یقیناً ایسا ہی چاہیئے۔

پس گلاکن تم مجھ سے کہہ سکتے ہو کہ وہ کونسا علم ہے جو نفس کو کھینچ کر تغیر سے باز رکھ کے حقیقت پر لائے ؟ جب میں یہ کہہ رہا ہوں میں خود خیال کرتا ہوں کہ ہم نے یقیناً کہا تھا۔ کیا نہیں کہا تھا۔ کہ ہمارے نوجوانوں کو آغاز شباب میں فن حرب کی ورزش کرائی جائے۔

ہاں ہم نے ایسا ہی کہا تھا۔

پس وہ علم جس کی ہم تلاش میں ہیں چاہیئے کہ یہ صورت رکھتا ہو مثل پہلی صورت کے۔

کونسی صورت ؟

یہ کہ وہ ایسا بنایا جائے کہ اس کو جنگجو انسان کام میں لائیں ؟

یہ عین مصلحت ہے اگر لائق عمل ہو۔

سابق کے مباحثہ میں ہم نے یہ رائے اختیار کی تھی کہ طلبہ کو بذریعہ موسیقی اور جمناسٹک کے ذریعہ سے۔

سچ ہے۔

جمناسٹک مجھے یقین ہے کہ قابل تغیر اور فانی میں مشغول ہے کیونکہ اس کا تصرف نمو اور جسمانی فضلات پر ہے۔

یہ تو ظاہر ہے۔

لہذا جمناسٹک وہ تحصیل نہیں ہو سکتی جس کی طرف ہماری نظر ہے۔

نہیں یہ نہیں ہو سکتی۔

لیکن تم موسیقی کو کیا کہتے ہو اس حد تک جس پر ہم نے بحث کی تھی ؟

اس نے جواب دیا نہیں موسیقی محض مقابل جمناسٹک کا تھی اگر تم کو یاد ہو کیونکہ اس نے ہمارے محافظوں کو عادت کے اثر سے

تربیت کی تھی اور ان کو ایک قسم کی ہم آہنگی بذریعہ توازن کے بخشتی اور ایک قسم کی بے کاری بوسیلہ وزن کے عطا کی اور جن مضامین سے بحث کی خواہ وہ افسانہ سے متعلق تھے یا صحیح (تاریخ) ہے اس نے ایک اور سلسلہ متوافق صفات کا موجود کیا لیکن اس میں کوئی شعبہ تحصیل جس کا رجحان کسی فائدے کی طرف نہ تھا جو اس چیز کے مشابہ ہو جس کو اب ہم تلاش کرتے ہو؟

میں نے جواب دیا تمہارا حافظہ بہت ٹھیک ہے کیونکہ موسیقی میں درحقیقت کوئی چیز اس قسم کی نہ تھی لیکن میرے فاضل گلاکن ہم کو وہ شئے کہاں ملے گی جس کو ہم تلاش کرتے ہیں۔ تمام مفید ہنر میں تعین کرتا ہوں کہ ہم نے تصور کیا تھا کہ تنزل کے باعث ہوتے ہیں۔

245 لاکلام ہم نے کہا تھا۔ تاہم کون سی تحصیل اب تک باقی ہے موسیقی اور جمناسٹک اور فنون سے علٰحدہ؟

پس آؤ اگر ہم کچھ نہیں پاتے ماورا ان کے اور مستغنی ان سے تو ہم کو چاہیئے کہ ایک مطالعہ کو ان میں سے اختیار کر لیں جس کا پورا لگاؤ ہو۔

مہربانی کرکے کہو کونسا؟

وہ کلی علم مثلاً جس کے تمام فنون اور ورزش عقل اور علوم سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور یہ اُن اول چیزوں سے بھی ہے جو ہر ایک کو سیکھنا چاہیئے؛ مجھکو اس کی ماہیت بتاؤ۔

میں اس مشترک عمل کی طرف اشارہ کرتا ہوں اعداد کی شناخت کا ایک دو تین اور میں اس کو مختصر اً عدد اور حساب کہتا ہوں۔ کیونکہ کیا ان کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ہر فن اور علم مجبور رہے ایک حصہ ان میں سے مانگے؟

یقیناً یہ ہو سکتا ہے۔

اور کیا علم حرب عدد کا علم نہیں ہے؟

بلاشک و شبہ ایسا ہی ہے۔

میں نے کہا ٹریجڈی سے ایک مثال لو پالامیڈیس ہر موقع پر دریافت کر لیتا ہے کہ اگاممنن نہایت ہی مضحک جنرل تھا کیونکہ تم نے کہا ہے - کیا نہیں کہا - کہ اعداد کے ایجاد سے وہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس نے طبقات فوج کے مرتب کئے مقام ٹرائے میں - اور اس نے جہازوں کو اور دوسری چیزوں کو شمار کر لیا گویا کہ وہ چیزیں اس کے شمار میں نہ آئی تھیں - گویا کہ اگاممنن اس سے بھی ناواقف تھا کہ کتنے فٹ وہ رکھتا تھا جو ازروئے ماہیت صورت ہوتی اگر اس کو نہ معلوم ہوتا کیونکر شمار کرتے ہیں؟ تاہم اگاممنن کو جنرل ہونے کی حیثیت سے تم کیا خیال کرتے ہو؟

میری رائے میں وہ عجیب جنرل تھا بشرطیکہ یہ کہانی سچ ہو۔

ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ حساب و شمار کرنا ایک جزو علم ہے جو ایک مبارز کے لئے لازمی ہے؟

ہاں بالکل لازمی ہے اگر اس کو یہ سمجھنا ہو کہ فوجوں کو کیونکر کام میں لائیں یا بلکہ اگر وہ کچھ انسانیت رکھتا ہے۔

اور کیا مفہوم اس علم کا میرے ساتھ مطابق ہے؟

مہربانی کر کے کہو تمہارا کیا مفہوم ہے؟

یہ ازروئے ماہیت معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کے مطالعوں سے جو غور و فکر کی طرف جاتے ہیں جس کی ہم تلاش میں ہیں لیکن کوئی شخص ایسا نہیں معلوم ہوتا جو اس کا صحیح استعمال کرتا ہو - یہ ایسی چیز ہے جو کلیتہً حقیقی وجود کی جانب مائل کرتی ہے۔

اپنے معنی واضح بیان کرو۔

میں کوشش کروں گا کہ اپنی رائے صاف صاف تم سے بیان کروں اور تم اپنی طرف سے میرے ساتھ شریک ہو کے اُن چیزوں کا مطالعہ کرو جن کو میں اپنے ذہن میں امتیاز کروں گا کہ وہ مقصد زیر نظر کے حصول میں معاون ہیں یا نہیں ہیں اور تم اپنی رضامندی یا نارضامندی

246

ظاہر کرو تاکہ ہم صاف صاف دیکھ سکیں کہ بار دیگر کہ ہیں اپنے قیاسات میں حق پر ہوں یا نہیں اس علم کی ماہیت کے متعلق۔

مہربانی کرکے اپنے امتیازات جاری رکھو۔

میں ایسا ہی کروں گا۔ اگر تم مشاہدہ کرو کہ بعض معروضات ہمارے ادراکات کے فکر کو تحریک نہیں دیتے کہ وہ عمل کرے کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ ادراک نے کلیتہً قبول کر لیا ہے درحالیکہ دوسرے معروضات افکار کو سرگرمی ان کے جانچنے پر مستعد کرتے ہیں اس سبب سے کہ ادراک بظاہر نادرست نتیجہ پیدا کرتا ہے۔

یہ ظاہر ہے کہ تم ان معروضات کا ذکر کرتے ہو جو دور سے دیکھے جاتے ہیں اور تصویر کا جو تناظر کو ظاہر کرتی ہے

تم نے میرا مفہوم درست نہیں سمجھا ہے۔

تو پھر مہربانی کرکے کہو کس قسم کے اشیاء تم مراد لیتے ہو؟

میں ان جملہ معروضات کو غیر محرک کہتا ہوں جو اپنی تمامی پر اسی وقت میں دو متناقص ادراک نہیں دیتے۔ دوسری جانب تمام معروضات جو اپنی تمامی پر اس طریقے سے میں سمجھتا ہوں محرک ہیں۔ یعنی وہ صورتیں جن میں ادراک خواہ واقع ہو قریب ہے خواہ دور سے دو مساوی طور کے جلی مگر متناقص ارتسام پیدا ہوتے ہیں تم میرا مطلب زیادہ صاف صاف اس طرح سمجھو گے:۔ یہ تین انگلیاں ہیں تم کہتے ہو چھنگلیا بیچ کی انگلی اور تیسری انگلی۔

بہت خوب۔

اچھا فرض کرو کہ میں ان کے بارے میں کلام کرتا ہوں جس طرح وہ دقیق نظر سے ظاہر ہوتی ہیں۔ پس یہ نقطہ ہے جس کو میں چاہتا ہوں کہ تم امتحان کرو ان کے حوالے سے۔

مہربانی کرکے کہو وہ کیا ہے؟

یہ ظاہر ہے کہ وہ یکساں طور سے انگلیاں ہیں اور اس حد تک

ان میں کوئی فرق نہیں ہے خواہ وہ انگلی جس کو ہم دیکھ رہے ہیں درمیان میں ہو یا دہنی جانب خواہ وہ گوری ہو خواہ کالی موٹی ہو یا دبلی ہو وغیرہ۔ کیونکہ جب تک ہم حصر کرتے ہیں ان نقطوں پر تو ذہن فکر سے مستفسر نہیں ہوتا کہ انگلی کیا ہے؟ کیونکہ کسی صورت میں نگاہ نے ذہن کو آگاہ کیا ہے کہ ایک ہی آن میں انگلی مقابل ہے انگلی کی۔

نہیں یقیناً نہیں۔

پس قدرتاً ایسے ارتسامات محرک یا بیدار کرنے والے فکر کے نہیں ہو سکتے۔

247

سچ ہے

لیکن یہ کیونکر ہے انگلی کے اضافی قدوں کے ساتھ؟ مہربانی کر کے بیان کرو کیا بصر قابل اطمینان طور سے امتیاز کر سکتی ہے؟ اور اس میں کوئی فرق نہیں کرتی خواہ ایک کا مقام ان میں سے درمیان میں ہو یا باہر کی طرف؟ اور اسی طرح لامسہ موٹائی اور دُبلاپے نرمی اور سختی کا تخمینہ کر سکتی ہے قابل اطمینان طور سے؟ اور ایسے ہی افادہ اطلاع میں دوسرے حواس کے کیا کوئی نقص نہیں ہے؟ بلکہ وہ سب اسی طرح کام نہیں کرتے؟ ادراک سے ابتدا کر کے جو سخت چیزوں کی شناخت کرتا ہے۔ کیا یہ خبر نہیں ہے کہ وہ نرم چیزوں کو بھی شناخت کرے اور کیا وہ ذہن کو اطلاع نہیں دیتا کہ وہ ایک ہی چیز کو سخت اور نرم دونوں حس کرتا ہے؟

ہاں کرتا ہے۔

پس ایسی صورتوں میں ذہن کو حیرت نہ ہوگی کہ ادراک کی سختی سے کیا مراد ہے کیونکہ اسی چیز کو یہ نرم بھی ظاہر کرتا ہے، ادراک وزن کا ہلکے اور بھاری سے کیا مراد لیتا ہے جب وہ ذہن کو خبر دیتا ہے کہ بھاری ہلکا ہے اور ہلکا بھاری ہے؟

اس نے جواب دیا ہاں۔ کیوں ایسی تاویلیں ذہن کے لیے

عجیب ہوں گی اور آزمائش کی ضرورت ہو گی۔
اسی لیے ذہن کے لیے یہ قدرتی امر ہے کہ ایسی صورتوں میں استدلال اور فکر و تامل سے مدد لے اور کوشش کر کے معلوم کرے آیا ایسے اطلاع اکہری ہے یا دوہری۔
بلاشک۔
اگر دوسری نظر کی جانب مائل ہو تو یہ ظاہر نہیں ہے کہ ہر جزو ہر اطلاع کا ایک وحدت رکھتا ہے اور اس کا ذاتی خاصہ ہے؟
یہ ظاہر ہے۔
پس اگر ہر ایک واحد ہے اور دونوں مل کے دو پیدا کرتے ہیں تو ذہن یہ نتیجہ نکالے گا کہ دونوں قابل افتراق ہیں کیونکہ اگر قابل افتراق نہ ہوتے تو ذہن صرف یہ نتیجہ نکالتا کہ وہ ایک ہیں نہ کہ دو۔
سچ ہے۔
اچھا حاسۂ باصرہ نے۔ ہم کہتے ہیں کہ ہم کو ایک ارتسام

248

دیا ہے جس میں احساسات بڑے اور چھوٹے کے مخلوط ہو گئے ہیں بعوض اس کے کہ جدا جدا ہوں۔ کیا میں حق نہیں کہتا؟
تم حق کہتے ہو۔
لیکن دوسری طرف فکر عمل بصری کے منقلب کرنے کے بعد اس امر پر مجبور تھا کہ ارتسام حسی کو واضح کرنے کے لئے چھوٹی بڑی اشیاء کو علیحدہ علیحدہ خیال کرے اور مخلوط نہ سمجھے۔
سچ ہے۔
پس اس قسم کا کوئی تناقض جو ہم کو پیشتر اس کے پوچھنے پر آمادہ کرتا ہے کہ پھر آخر کار بڑا ہونا کیا ہے اور چھوٹا ہونا کیا ہے؟
بلاشک یہی ہے۔
اور اس طرح ہم اس طرف جاتے ہیں کہ معروضات فکر اور معروضات باصرہ میں امتیاز کریں۔

بالکل ٹھیک یہی ہے۔

پس یہ مفہوم تھا جس کو میں عبارت میں لانے کی کوشش کرتا ہوں جب میں نے کہا تھا کہ بعض معروضات تعقل کو تحریک دیتے ہیں جبکہ دوسرے کوئی سرگرمی تفکر کو پیدا کرنے کی نہیں رکھتے۔ پہلے مقولے میں میں ایسی ہر چیز کو جگہ دیتا ہوں جو اپنے بلا واسطہ مقابل کے ساتھ جو اس پر اثر کرتے ہیں اور دوسرے میں ہر ایسی چیز جس کے باب میں یہ نہیں کہہ سکتے۔

اس نے جواب دیا اب میں تمہارا مطلب سمجھتا ہوں اور تمہارے ساتھ اتفاق کرتا ہوں۔

اچھا:۔ تو ان دو طبقوں سے تم کس کے ساتھ عدد اور وحدت کو متعلق خیال کرتے ہو؟

میں خود اس کا فیصلہ نہیں کر سکتا۔

بیشک میرے پیشتر کے بیانات تم کو نتیجہ نکالنے میں مدد دینگے اگر وحدت کسی شئے میں یا بذات خود کما حقہ باصرہ سے سمجھ لی جائے یا کسی اور حس سے مثل انگلی کے جس کا ذکر ہوا اس میں صفت ذہن کے رجوع کرنے کی طرف حقیقی وجود کے نہیں ہے۔ لیکن اگر کوئی تناقص ہمیشہ اس کے تمام مظاہر میں مرکب ہے جو اس کو مقابل وحدت کے ظاہر کرتا ہے ٹھیک اسی طرح جس طرح خود وحدت کو اس صورت میں فوراً ایک نقاد کی ضرورت ہوگی اور ذہن مجبور ہوگا کہ مشکل میں پریشان ہو اور اندرونی قوت کو عقل کی حرکت دے اس تحقیق کی جانب اور یہ سوال کرے گا ''بالآخر وحدت بذاتِ خود کیا ہے؟ اور اس طرح مطالعہ واحد کا ان چیزوں سے ایک ہوگا جو اس طرف رجوع کر کے ہم کو وجود حقیقی کی طرف اس نے کہا تم حق پر ہو مشاہدہ واحد کا یہ خاصہ کچھ کم درجہ میں نہیں رکھتا ہے کیونکہ ایک ہی شئے ایک ہی آن میں ایک شئے ظاہر کرتا ہے اور پھر لا انتہا اشیا پس اگر یہ صورت واحد کے ساتھ ہے تو کیا یہی صورت جملہ اعداد کے ساتھ ہوگی۔

249

بلا استثنا؟

بلا شک یہی ہے۔

اچھا مگر محاسبہ اور ارثماطیقی (اصول علم حساب) اعداد ہی سے بحث کرتے ہیں (نہ کسی اور شئے سے)

یقیناً وہ ایسا کرتے ہیں۔

اور بظاہر وہ ہم کو سچائی کی طرف رہنما ہوتے ہیں۔

ہاں ایسے طریقہ سے جو بالکل غیر معمولی ہے۔

لہٰذا بظاہر اعلم اعداد ضرور ہے کہ ایک ان مطالعوں سے ہے جس کی ہم جستجو میں ہیں۔ کیونکہ فوجی آدمی اس کے علم کو ضروری جانتا ہے فوج کشی میں اور فلسفی ضرور ہے کہ اس کا مطالعہ کرے کیونکہ اس کو تغیر سے بالاتر جانا ہے اور حقیقت سے وابستہ ہوتا ہے کیونکہ اگر ایسا نہ کرے تو وہ ایک ہنر مند استدلالی نہیں ہو سکتا۔

سچ ہے۔

مگر ہمارا محافظ سپاہی بھی ہے اور فلسفی بھی ہے۔

بلا شک ہے۔

لہٰذا اگلا کن مناسب ہوگا کہ اس کا مطالعہ قانوناً واجب کیا جائے اور ترغیب دیجائے ان لوگوں کو جو ریاست کے سب سے اعلیٰ درجہ کے مہمات کے لئے مقدر ہیں کہ اس میں شریک ہوں کہ محاسبہ سیکھیں اور اس میں مشغول ہوں نہ مثل عطائیوں کے بلکہ انہماک کے ساتھ یہاں تک خالص عقل کی مدد سے اعداد کی ماہیت پر غور کرنے کو حاصل کریں خرید و فروخت کی غرض سے ترقی نہ کریں مثل تاجروں اور دوکانداروں بلکہ محاربوں کے مقاصد سے اور اس لیے کہ خود نفس کو بسہولت قابل تغیر سے سچی اور حقیقی حالت میں منقلب کر سکیں۔

جو تم کہتے یہ تو قابل تعریف ہے۔

میں نے کہا اس علم پر گفتگو کرتے ہیں جو محاسبہ سے بحث کرتا ہے

ابھی میرے دل میں آیا کہ یہ علم کیسا عمدہ ہے اور کسقدر قیمتی یہ ہمارے لیے
ہو سکتا ہے اکثر وجوہ سے کہ ہم اپنی خواہشوں کو پورا کریں بشرطیکہ اس کو
محض علمی غرض سے حاصل کریں اور نہ حرفت کے اغراض سے۔

اس نے پوچھا کیونکر؟

اس سبب سے جیسا کہ ہم ابھی کہہ رہے تھے کہ یہ کیس قوت کے ساتھ
نفس کو اعلیٰ کی جانب کھینچتا ہے اور مجرد اعداد پر عقل آرائی کرنے کو مجبور
کرتا ہے اور مستعدی کے ساتھ ایسی بحث سے انکار کرتا ہے جس میں
ان سے اعداد تجویز کیے جائیں جو اجسام رکھتے (جن کا معدود جسم طبیعی
ہے) جو دیکھے جا سکتے ہیں اور چھوئے جا سکتے ہیں۔ کیونکہ میں فرض کرتا ہوں
کہ تم جانتے ہو کہ اچھے ریاضی داں تمسخر کرتے ہیں اور جائز نہیں رکھتے کہ اثنائے
استدلال میں واحد کی کسی طور سے تقسیم کی جائے۔ اور اگر تم ان کو تقسیم کرو
مثل خوردہ کے تو پھر ان اجزا کی اور تقسیم بھی ہوگی اور پھر ہر طرح کی احتیاط
کرو کہ واحد اپنی وحدت کو نہ گم کر سکے اور حسب ظاہر کثیر معلوم ہو۔

250

یہ بالکل درست ہے۔

گلاکن اب فرض کرو کہ کوئی ان سے اس سوال کو دریافت کرے:-
میرے فاضل دوست کس قسم کے عدد پر تم بحث کرتے ہو؟
کہاں ہیں وہ اعداد جن میں واحد موافق تمھارے بیان کے موجود
ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ ہر واحد ایک دوسرے کے مساوی ہے بغیر
چھوٹے سے چھوٹے فرق کے اور جس میں اجزا شامل نہیں ہیں تم کس جواب
کی ان سے توقع رکھو گے؟

اگر تم مجھ سے پوچھتے ہو تو میں توقع کروں گا کہ وہ یہ کہیں گے۔ کہ اعداد
جن کے بارے میں وہ گفتگو کرتے ہیں صرف ان کا ادراک عقل میں ہو سکتا
ہے اور کسی طرح ان سے بحث نہیں ہو سکتی۔

پس اے میرے دوست کہ یہ علم بہر طور ہمارے لیے مطلقاً ضروری
ہے کیونکہ بداہتہً ذہن کو مجبور کرتا ہے کہ عقل خالص کو کام میں لائے خالص

سچائی کے تعاقب میں؟

اس میں یہ صفت اعلیٰ درجہ کی ہے۔

پھر تم نے کبھی اس طرف توجہ کی ہے کہ جو لوگ علم حساب سیکھنے کی استعداد رکھتے ہیں وہ بغیر کسی استثنار کے تمام علوم زود فہم ہیں اور جو لوگ زود فہم نہیں ہیں اگر ان کو اس علم کی مشق کرائی جائے اگر ان کو اس سے کوئی اور فائدہ نہ ہوگا مگر بہرطور اس قدر ترقی ضرور کریں گے کہ بلا اختلاف بہ نسبت سابق کے زیادہ تر تیز ہو جائیں گے؟

یہ سچ ہے۔

اور مجھ کو خوب یقین ہے کہ تم بہ سہولت بہت سے علوم جو سیکھنے والے کو اور طالب علم کو اسقدر تکلیف اور مشقت دیتے ہوں جیسے علم حساب نہ پاؤ گے۔

نہیں تم نہ پاؤ گے۔

پس ان جملہ وجوہ سے تم اس علم کو مسترد نہ کروگے ہم اس کو عمدہ ترین تعلیم میں کام میں لائیں گے۔

اس نے کہا میں تم سے اتفاق کرتا ہوں۔

251

پس ہم یہ سمجھیں کہ ایک نکتہ طے ہو گیا۔ بجائے دیگر ہم کو یہ دریافت کرنے دو آیا ہم اس علم سے وابستگی کریں جو حساب کے قریب قریب ہے وہ کیا ہے؟ کیا تم (جیومطریہ) علم ہندسہ سے مراد لیتے ہو۔

میں نے جواب دیا ہاں یہی۔

اس نے کہا کہ وہ کل حصہ اس علم کا جو صف آرائی سے تعلق رکھتا ہے ہم سے متعلق ہے۔ کیونکہ چھاؤنی ڈالنے مقامات کو گھیرنے فوج کو تھوڑی جگہ میں رکھنے یا پھیلا دینے میں اور فوجی قواعد کرنے میں میدان جنگ میں یا فوج کی حرکت میں فوجی آدمی کی دیکھ بھال میں یہ ملحوظ ہوگا کہ وہ اعلیٰ درجہ کا مہندس ہے یا نہیں۔

تاہم میں نے جواب دیا۔ علم ہندسہ اور حساب کا سطحی علم ان مقاصد کیلئے کافی ہوگا۔ سوال یہ ہے کہ بڑا اور اعلیٰ درجہ اس تحصیل کا

اصلی صورت خیر پر غور و خوض کرنے میں بھی مفید ہے یا نہیں موافق ہمارے مذہب کے یہ رجحان ہر اسی چیز کا ہے جو نفس کو مجبور کرتا ہے کہ اس مقام کی طرف انتقال کرے جس میں نہایت مبارک جزو وجود حقیقی کا شامل ہے جس کا مشاہدہ نفس کے لیے بہت اہم ہے۔

تم سچ کہتے ہو۔

لہٰذا اگر علم ہندسہ نفس کو مجبور کرتا ہے کہ وجود حقیقی پر غور کرے تو یہ ہم سے تعلق رکھتا ہے۔ لیکن اگر یہ صرف متغیر اور فانی کو ہمارے ملاحظہ میں بزور داخل کرتا ہے تو یہ ہم سے تعلق نہیں رکھتا۔

ہاں ہم یہی کہتے ہیں

اچھا پس بہر طور ایک نقطہ پر ہم کو کسی سے مقابلہ نہ کرنا پڑے گا ان لوگوں سے جن کو علم ہندسہ کا بہت ہی خفیف علم ہے۔ جب ہم کہتے ہیں کہ یہ علم اس مقام پر ہے جو صاف صاف متناقض زبان کے ہے وہ زبان جو اس علم کے استعمال کرنے والوں کی ہے۔

کیونکر؟

میں یقین کرتا ہوں کہ وہ لوگ بہت ہی اور افلاس زدہ طرز میں گفتگو کرتے ہیں کیونکہ وہ بلا تغیر مربع کرنا اور بڑھانا اور اضافہ کرنا وغیرہ کہتے ہیں گویا کہ وہ کسی کاروبار میں مشغول ہیں اور گویا کہ ان کے تمام قضایا ایک عملی انجام پیش نظر رکھتے ہیں درحالیکہ حقیقت میں میں تصور کرتا ہوں کہ اس علم کا تعاقب کلیتہً بغرض علمی ہوتا ہے۔

یقیناً یہی ہے۔

ایک نقطہ ہے جس کے بارے میں ہم کو متفق ہونا چاہیئے کیا نہیں ہے؟

کیا ہے؟

یہ کہ اس علم کا تعاقب اس چیز کے علم کی غرض سے کیا جاتا ہے جو ازل سے موجود ہے نہ اس چیز کے لیے جو ایک آن کے لیے موجود ہوتا ہے

252 اور پھر فنا ہو جاتا ہے۔ ہم اس کے باب میں بہت جلد اتفاق کر لیں گے۔
علم ہندسہ بلا شک علم ہے اس چیز کا جو قدم سے موجود ہے۔
اگر ایسا ہو میرے فاضل دوست علم ہندسہ چاہیئے کہ نفس کو صدق کی طرف لے جائے اور فلسفی کی روح تکمیل کا نشان بخشے۔ اسطرح ممد ہو کہ اس چیز کو بلند کرے جس کو بالفعل ہم غلطی سے پست کرتے ہیں۔
ہاں بہت قوت کے ساتھ ایسا کرے گی۔
پس تم کو لازم ہے کہ نہایت قوت کے ساتھ اپنے خوبصورت شہر کے باشندوں کو ہدایت کرو کہ وہ علم ہندسہ کی تحصیل میں کامیابی کے ساتھ منہمک ہوں۔ کیونکہ اس کے ثانوی فوائد بھی کچھ کم نہیں ہیں۔
مہربانی سے کہو کہ وہ کیا ہیں؟
ان کا ذکر چھوڑ کے جن کو تم نے مخصوص کیا ہے کہ ان کا علاقہ کاروبار جنگ سے ہے میں نہایت خصوصیت کے ساتھ اس واقعہ پہ زور دوں گا جس کا ہم کو یقین ہے۔ جبکہ فوری استقبال کسی قسم کے علم کا مطمح نظر ہو تو اس میں بڑا تفاوت ہو گا آیا شاگرد نے اپنے آپ کو علم ہندسہ میں مشغول کیا ہے یا نہیں۔
ہاں بلاشبہ یہ ہو گا۔
کیا ہم اس کو بطور ایک ثانوی تحصیل کے نوجوان طالب علموں کے لیے متعین کریں؟
اس نے جواب دیا ہاں ہم کو یہ کرنا چاہیئے۔
پھر کیا ہم اسطرانومیہ (علم ہیئت) کو تیسری تحصیل بنائیں؟ یا تم اس کو ناپسند کرتے ہو؟
اس نے کہا میں اس کو بالکل پسند کرتا ہوں۔ کیونکہ قریبی واقفیت فصلوں اور مہینوں اور برسوں کے ساتھ ایسا مفید ہے نہ صرف کاشتکار اور جہازراں کے لیئے بلکہ عموماً مفید ہے۔
تم مجھ کو اپنی ظاہری تنبیہ سے اس طرح بہلاتے ہو

نہیں ایسا نہ ہو کہ جماعت کثیرہ یہ خیال کرے کہ تم غیر مفید مطالعوں پر اصرار کرتے ہو تاہم یہ معاملہ سہل نہیں ہے بلکہ بخلاف اس کے نہایت دشوار ہے اس امر کو یقین کرنا کہ ان مطالعوں کے درمیان ایک آلہ ہمارے نفوس کا عدم بصارت سے شفا پاتا ہے اور چالاک بنایا جاتا ہے مردگی کی حالت سے جس کا باعث دوسرے اکتساب ہوتے ہیں۔ یہ وہ آلہ ہے کہ اسکی حفاظت مہمات امور سے ہے بہ نسبت ہزار آنکھوں کے کیونکہ صرف اسی آلہ سے صدق کو دیکھ سکتے ہیں لہذا جو لوگ ہمارا سا خیال رکھتے ہیں ان اکتسابات کو جن کو تم بیان کرتے ہو مطلقاً پسند کریں گے۔ درحالیکہ وہ لوگ جن کو اس مسئلہ کی طرف میلان نہیں ہے وہ علوم مذکورہ محض بیفائدہ خیال کریں گے کیونکہ وہ کوئی نفع نہیں دیکھتے سوائے عملی اشغال کے۔ لہذا فوراً اس بات پر غور کرو کہ دونوں فریقوں سے تم کس کے ساتھ کلام کرتے ہو یا اس کے علاوہ اگر تم اس بحث کو خصوصاً اپنے طور جاری کرتے ہو بغور رعایت کسی ایک فریق کے تم یقیناً کسی فائدے کو اور کسی اور انسان سے دریغ نہ کروگے جو وہ اس گفتگو سے حاصل کرسکتا ہے۔

253

میں اس پچھلے طریقے کو ترجیح دیتا ہوں۔ یعنی کچھ کہنا بعض سوالات کرنا اور اپنی طرف سے جوابات دینا خصوصاً من جانب خود۔

میں نے کہا پس ایک قدم پیچھے ہٹو ہم اس لمحہ کے پہلے غلطی کی کہ ہم نے علم ہندسہ کے بعد ہی ایک علم کا مرتبہ رکھا۔

ہم نے کیا اختیار کیا؟

کیونکہ سطوح مستویہ پر غور کرنے کے بعد ہم نے مجسمات متحرکہ پر نظر کرنا شروع کیا قبل خود مجسمات پر غور کرنے کے۔ حالانکہ صحیح طریقہ یہ ہو سکتا ہے کہ ذوالبعدین پر غور کرنے کے بعد ذوالبعاد ثلاثہ پر غور کرتے یہ طریقہ ہم کو مجھے یقین ہے کہ تکعیب کی بحث پر لاتا اور وہ شکلیں جن میں عمق داخل ہوتا ہے سقراط سچ ہے مگر یہ مضامین میرے خیال سے ابھی دریافت نہیں ہوئے ہیں۔

میں نے جواب دیا نہیں دریافت ہوئے اور اس کے دو سبب ہیں۔ اولاً یہ مشکل مسائل ہیں اور نہایت کمزوری کے ساتھ ان پر بحث ہوئی ہے کیونکہ کوئی ریاست ان کی قدر کا اندازہ نہیں کرتی اور ثانیاً جو لوگ تحقیق کرتے ہیں ان کو ایک مہتمم کی ضرورت ہے جس کے بغیر وہ کچھ دریافت کریں گے۔ اب ایسے شخص کا پانا ابتدا میں سخت دشوار کام ہے۔ اور پھر یہ غرض کرکے کہ کوئی دستیاب ہو گیا جیسی اب صورت واقعات ہے مغروران لوگوں کا جو اس مضمون کی تفتیش کے درپے ہیں اس کے مشوروں کو سننے نہیں گے لیکن اگر کوئی ریاست اپنی اجتماعی حیثیت سے اس مطالعہ کی عزت کرے اور اپنے کو اس کا مہتمم بنالے تو یہ طلبہ مطیع ہو جائیں گے اور اصلی ماہیت اس مضمون کی جب علی الاتصال قوت کے ساتھ بحث میں آئے گی تو روشن ہو جائے گی۔ کیونکہ اب بھی کمزور اور ناقص کی ہوئی نہ صرف اکثر کی بلکہ کامل محققین کی جیسی یہ ہے جو اس کی وسعت فائدہ رسانی کا پتا نہیں دیتے پھر بھی یہ ترقی کرتی ہے باوجود ان تمام موانع کے بوجہ اپنی ذاتی عمدگی کے اور مجھ کو بالکل تعجب نہ ہوگا اگر اس کی مشکلیں دفع ہو جائیں۔

اس میں ایک مخصوص دل فریبی ہے۔ لیکن براہ عنایت اس کی توضیح صاف بیان کرو تم ابھی کیا کہتے تھے۔ میں خیال کرتا ہوں تم نے علم ہندسہ کی تعریف کی کہ وہ تحقیق سطوح مستویہ کی ہے۔

میں نے تعریف کی تھی۔

پھر تم نے علم ہیئت کو علم ہندسہ کے بعد رکھا تھا اگرچہ پھر تم پیچھے پلٹ گئے تھے۔

ہاں میں نے کیا تھا جتنا زیادہ میں زمین پر چلنے کی جلدی کرتا ہوں اتنی ہی بری چال چلتا ہوں۔ تحقیق ابعاد ثلاثہ ہندسۂ مستوی کے بعد آتی ہے۔ لیکن چونکہ اس کی تحصیل مہمل طریقے سے ہوتی ہے تو میں نے اس کو فروگزاشت کیا اور علم ہیئت کو بیان کرنے لگا جو اشکال مجسمہ کی

254

حرکت سے مراد ہے یہ دوسرا قدم ہے علم ہندسہ کے بعد۔
تم درست کہتے ہو۔
پس چاہیئے کہ ہم اپنے اکتساب میں علم ہیئت کو چوتھے مرتبہ پر رکھیں یہ علم جو بالفعل ترک کر دیا گیا ہے اس کے وجود کو مان کے کہ اس کو انتظار اس وقت کا ہے کہ کوئی ریاست اس کا ذمہ لے۔
یہ معقول خیال ہے سقراط اور اب اس ملامت کی طرف رجوع کرتا ہوں جو اس سے کچھ پہلے اس بیے کہ میں نے عامیانہ طور سے علم ہیئت کی ستائش کی تھی اب میں اس تجویز کی تعریف کرتا ہوں جس پر تم اس علم کا تعاقب کرتے ہو۔ کیونکہ میں خیال کرتا ہوں یہ ہر شخص پر واضح ہے کہ علم ہیئت بہر طور نفس کو مجبور کرتا ہے کہ عالم بالا پر نظر رکھے اور اس کو اس عالم کی چیزوں سے پھیر کے دوسرے عالم کی طرف متوجہ کرے۔
میں نے جواب دیا۔ یہ مجھ پر واضح نہیں ہے اگرچہ شاید ہر شخص پر واضح ہو کیونکہ یہ میری رائے نہیں ہے۔
پھر تمھاری رائے کیا ہے؟
مجھ کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ علم ہیئت جس کی مزاولت وہ لوگ کرتے ہیں جو فلسفہ پر اتارو ہیں وہ جو با نفس کو نیچے کی طرف نظر کرنے پر مجبور کرتا ہے۔
یہ کیونکر؟
میں خیال کرتا ہوں کہ اس علم کی ماہیت کے تصور میں تم سے کسی قسم کی کمی دلیری کی نہیں ظاہر ہوئی جب علم میں عالم بالا کی چیزوں سے بحث ہوتی ہے کیونکہ غالباً اگر کوئی شخص اپنے سر کو پیچھے کی طرف موڑے اور چھت کے نقش و نگار پر غور کرکے کچھ سیکھے تو وہ آنکھوں سے نہیں بلکہ عقل سے غور کرتا ہے۔ اب شاید تمھارا مفہوم درست ہو اور میرا ابلہانہ ہو۔ کیونکہ میں بجائے خود میں نہیں تصور کر سکتا کہ کوئی علم نفس کو اوپر کی طرف نظر کرنے پر مجبور کرے جب تک کہ تعلق نہ ہو حقیقی اور غیر مبصر (وجود) سے،

255

اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ کوئی شخص حماقت سے آسمان میں گھورتا ہے یا نیم بند آنکھوں سے زمین کو دیکھتا ہے، جب تک کہ وہ کسی حسی شئے کے مطالعہ کی کوشش کرتا ہے میں منکر ہوں کہ اس کے باب میں یہ کہا جائے کہ اس نے کچھ سیکھا ہے کیونکہ معروضات علمی سلوک کو نہیں قبول کرتے اور میں مانتا ہوں کہ اس کا نفس پستی کی دیکھتا ہے نہ کہ بلندی کی طرف اگرچہ وہ پیراک کی طرح چت لیٹا ہوا ہو خواہ سمندر کے اندر نظر کرتا ہو خواہ خشک زمین پر۔

میں نے جواب دیا مجھ کو واجبی تعذیر دی گئی کیونکہ میں تمھاری ملامت کا سزاوار تھا۔ لیکن براہ عنایت یہ تو کہو اس کہنے سے تمھاری کیا مراد کہ علم ہیئت کی تحصیل ایسے نظام سے کی جائے جو طریقہ موجودہ سے بہت متفاوت ہے اگر اسکی تحصیل ہمارے اغراض پیش نظر کے نفع پہنچانے کے لیے ہو؟

میں تم سے کہوں گا۔ چونکہ یہ فلک منقش اس مبصر عالم کا ایک جزء ہے ہم اس امر کے ماننے پر مجبور ہیں۔ اگرچہ مبصرات میں بذاتِ خود نہایت خوبصورت اور کامل ہے معہذا بہت ہی کم رتبہ ہے بہ نسبت ان سچے انقلابات کے جو حقیقی سرعت اور حقیقی بطور صحیح عاد سے اور جملہ صحیح صورتوں میں موجود ہے ایک دوسرے کی اضافت سے تحصیل کو پہنچاتے ہیں ان تمام چیزوں کو ساتھ لئے ہوئے جو ان میں شامل ہیں عقل اور خیال کما حقہ مفہوم ہوتے ہیں نہ کہ نگاہ سے یا تم اس کے خلاف تصور کرتے ہو؟

اس نے جواب دیا نہیں بلا شبہ۔

پس ہم کو چاہئے کہ اس بوقلموں آسمان کو بطور ایک نمونے یا منصوبے کام میں لائیں تحصیل علم کو آگے بڑھانے کے لیے جس کا مقصود اعلیٰ درجہ کے معروضات ہیں۔ بعینہ اسی طرح جیسے ہم نقشوں کو کام میں لاتے رہیں جو اتفاقاً راہ میں پڑے جن کو دیدالس یا کسی صناع یا نقشہ نویس نے کھینچا اور مرتب کیا ہے۔ کیونکہ میں خیال کرتا ہوں کہ کوئی شخص جو علم

ہندسہ کا ماہر ہوا ان نقشوں کو دیکھ کے یہ سمجھے گا کہ وہ نہایت خوبی سے تمام کئے گئے ہیں مگر اس امر کو مضحک سمجھے گا کہ ان کو سنجیدگی سے مطالعہ کرے اس امید سے کہ ان کے وسیلہ سے حقیقتیں مساوات یا تضعیف یا کسی اور نسبت کی پہچانے۔

نہیں بلاشبہ یہ امر مضحک ہوگا۔

اور کیا تم نہیں خیال کرتے کہ حقیقی منجم (ماہر علم ہیئت) ویسے ہی حسیات کے ساتھ ستاروں کی حرکت پر نظر ڈالیں گے؟ یعنے کیا وہ خود آسمان کو اور ان اجسام کو جو اس میں موجود ہیں تصور کرے گا کہ آسمان کے صنعت گر کا کمال ہے حسن و خوبی کے ساتھ جہاں تک ایسی صنعتوں کیلیے امکان ہے؟ مگر اس نسبت کے باب میں جو دن کو رات کے ساتھ اور مہینے کے ساتھ اور مہینے کو سال کے ساتھ اور دوسرے ستاروں کو آفتاب اور ماہتاب کے ساتھ ہے اور ایک دوسرے کے ساتھ کیا وہ تم کو یہ نہ خیال کرے گا کہ تم انسان کو جو ایسے جسمانی اور بصرا اشیا کو غیر متبدل یقین کرتے ہو اور تمام اضطرابات سے مستثنیٰ جانتے ہو اور کیا وہ اس کو لغو نہ خیال کرے گا کہ غیر معمولی تکلیف اس کوشش پر کیجائے کہ اُن کی صحیح حالت میں سمجھ میں آئے؟

256

ہاں میں بعینہ یہی خیال کرتا ہوں اب جبکہ میں تمھارا مشورہ سنتا ہوں۔ لہٰذا ہم علم ہیئت کا تعاقب مدد سے مسائل کے کریں گے جسطرح ہم علم ہندسہ کا تعاقب کرتے ہیں۔ مگر ہم اجرام آسمانی علیحدہ رکھیں گے اگر ہماری یہ تجویز ہو کہ حقیقتاً علم ہیئت سے واقف ہو جائیں اور اس کے وسیلہ سے طبیعی عقل کو نفس کی ایک غیر مفید اکتساب سے مفید میں بدل دیں۔

اُس نے کہا۔ جو منصوبہ تم بیان کرتے ہو مجھ کو اعتماد ہے متعدد بار محنت طلب ہے بہ نسبت علم ہیئت سیکھنے کے موجودہ طریقے کے۔

میں نے جواب دیا ہاں اور میں خیال کرتا ہوں کہ ہم کل دوسری

چیزوں کو بھی اسی پیمانہ پر جاری کریں گے اگر ہم مقنن کی حیثیت سے مفید ہو سکتے ہیں۔ لیکن اور کون سے علوم ہیں جن کا مشورہ دینا مناسب جانتے ہو؟

ایسی جلد اطلاع ملنے کے بعد میں کسی کا مشورہ نہیں دے سکتا۔

اچھا اگر میں غلطی نہیں کرتا تو حرکت ایک سے زائد قسموں کو قبول کرتی ہے صحیح تعداد ان اقسام کی شاید کوئی عالم فلسفی مہیا کر سکے۔ جو ہم ایسے لوگوں پر واضح ہیں وہ تعداد میں دو ہیں۔

مہربانی کر کے بیان کرو وہ کیا ہیں؟

ایک کو تو ہم نے بیان کر دیا ہے دوسری اس کا تتمہ ہے۔

وہ کیا ہے؟

میں نے جواب دیا ظاہر ہوگا کہ ہمارے کانوں سے مطلوب ہے کہ مرتب حرکات کو پہچان سکیں جس طرح ہماری آنکھوں سے مقصود تھا کہ اجرام سماوی کی حرکات کو پہچانیں اور یہ ایک طریقہ سے شامل ہیں دو برابر کے علموں پر جیسا کہ فیثاغورس نے بیان کیا اور ہم اے گلاکن ان کو تسلیم کرنے کے لیے آمادہ ہیں۔ اگر یہ نہ ہو تو پھر کونسا راستہ ہم اختیار کریں؟

ہم اس راستہ کو اختیار کریں گے جو تم نے پہلے بیان کیا تھا ہم واقعہ کو تسلیم کرتے ہیں۔

پس چونکہ یہ کام دیر طلب معلوم ہوتا ہے ہم فیثاغورس کے تابعین اس سوال پر مشورہ کریں گے اور شاید اور سوالوں پر بھی۔ اسی وقت میں اپنے ذاتی اصول کو قائم رکھیں گے۔

کس اصول سے تم مراد لیتے ہو؟

اپنے شاگردوں کو ہرگز اجازت نہ دیں گے کہ علوم کی ناقص شاخ کے حاصل کرنے کی کوشش کریں یا کوئی چیز یا بالآخر اس نقطہ پر پہنچنے میں ناکام رہتی ہے جس پر ہر چیز کو پہنچنا لازم ہے جس کو ہم نے ابھی علم ہیئت کی بحث میں کہا تھا۔ کیونکہ ہارمونی (لے) پر بھی اسی طرح بحث کی جاتی ہے

جیسے علم ہیئت اس باب میں۔ اس کے ماہرین بھی مثل علمائے ہیئت کے اس امر پر قانع ہیں کہ سروں اور نغموں کا اندازہ کریں کان سے جن کی شناخت ہوتی ہے ایک دوسرے کے خلاف اور اس لیے بغیر نتیجہ کے محنت کرتے ہیں۔

ہاں بیشک اور وہ اپنے کو بالکل مسخرہ بناتے ہیں۔ وہ تکراروں پر گفتگو کرتے ہیں اور اپنے کانوں کو متصل کر دیتے گویا کہ وہ اس امر پر رجوع کہ اپنے ہمسایوں سے سر پیدا کریں اور پھر ایک فریق دعویٰ کرتا ہے کہ ایک درمیانی آواز اب بھی شناخت ہوتی ہے جو نہایت ہی چھوٹی وسط ہے اور اس آواز کو اندازہ کا واحد ہونا چاہیئے جبکہ دوسرا فریق اس پر نزاع کرتا ہے کہ اب آوازیں یکساں ہیں۔ دونوں ایک ہی طور سے اپنی حجت کو کانوں پر ملتوی کرتے ہیں

میں دیکھتا ہوں کہ تم ان نیک آدمیوں کی طرف اشارہ کرتے ہو جو تاروں کو چھیڑتے اور کھونٹوں کو مروڑتے ہیں لیکن استعارہ کو بہت طول نہ دینا چاہیئے کہ ان ضربوں پر بات بڑھائی جائے جو مضراب سے لگائی جاتی ہیں اور زود رنجی اور سرکشی تاروں کی محفوظ رکھتے ہیں۔ یہاں میں اس طرز عبارت کو ترک کرتا ہوں اور تم سے کہتا ہوں کہ میری مراد ان اشخاص سے نہیں ہے بلکہ وہ جن کا میں نے قصد کیا تھا اب ہم ہارمونی کے مضمون سے متعلق مشورہ کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ ٹھیک مثل علمائے ہیئت کے عمل کرتے ہیں یعنی وہ عددی تعلقات جو ان قابل سماعت نغمات میں واقع ہیں ان پر بحث کرتے ہیں مگر مسائل میں مشغول ہونے سے انکار کرتے ہیں اس غرض سے کہ اس کو جانچیں کہ کون سے اعداد متعلق ہیں اور کون سے نہیں ہیں اور اس فرق کا سبب کیا ہے۔

کیوں یہ کام جس کا تم بیان کرتے ہو اس کے لیے فوق البشری قوتیں درکار ہیں بلکہ یہ کہو کہ یہ کام جمیل اور خیر کی تلاش میں مفید ہوگا اگر اور نتائج کے خیال تعاقب کیا جائے تو غیر مفید ہے۔

ہاں یہ ظن غالب کے خلاف نہیں ہے

میں کہا اس کے ساتھ ہی اگر تحصیل ان علوم کی جن کو میں نے گنوایا ہے ان کے باہمی تلازم اور تعلقات پر پہنچا دے اور ان پیوندوں کی ماہیت جو ان کو ایک دوسرے سے وابستہ کئے ہوئے ہے سکھا دے میں یقین کرتا ہوں کہ عقلی مباحثہ ان کا مقاصد کو آگے بڑھا دیگا جو ہمارے مدنظر ہیں اور وہ محنت جو اور طرح سے بیکار ہوتی اچھے کام میں صرف ہوئی ہوگی۔

سقراط میرا بھی یہی خیال ہے۔ لیکن جس کام کو تم کہتے ہو یہ اکام ہے۔

میں نے جواب دیا کیا تم تمہید کی طرف اشارہ کرتے ہو؟ یا کس کی طرف؟ یقیناً ہم کو مطلوب نہیں ہے کہ ہم کو یاد دلایا جائے کہ جو کچھ ہم نے کہا اصلی مناجات کی تمہید ہے جو ہمیں سیکھنا ہے؟ کیونکہ میں فرض کرتا ہوں کہ تم اس کے ماہرین کو ان علوم کے متکلمین خیال کرتے ہو۔

نہیں بے شک میں نہیں خیال کرتا ہوں بہت ہی تھوڑے مستثنیات کو چھانٹ کے جو میرے راستے میں پڑے۔

مگر بلاشک تم نہیں سمجھتے جو اشخاص اصول اولیہ کی بحث میں شریک نہیں ہو سکتے بھی جا سکتے ہیں کہ وہ ایک ذرہ بھی ان چیزوں سے نہیں جانتے ہیں جن کو ہم کہتے ہیں کہ ان کو جاننا چاہیئے۔

نہیں یہ بھی میری رائے نہیں ہے۔

پس گلاکن کیا اس مقام پر اصلی مناجات نہیں ہے کلامی استدلال جس کا مصرف ہے؟ یہ مناجات عالم عقلی میں واقع ہے کیا اس کی مثال قوت بصر سے دے سکتے ہیں جو کہ ہمارے حسب قول مستقلاً دیکھتی ہے پہلے مادی حیوانات کی طرف پھر خود ستاروں کی طرف اور سب کے بعد خود سورج کی طرف۔ اسی طریقہ سے جب کبھی کوئی شخص کوشش کرتا ہے کلام کی مدد سے ہر حقیقت کے تعاقب کیلیے استدلال کے ایک سادہ عمل سے جس افادہ سے بے نیاز ہو کے ہرگز نہیں پہنچاتا تا اینکہ عقل کے عمل سے اصل ماہیت کو خیر کی سمجھ لے۔ وہ عقلی عالم کی انتہا تک پہنچتا ہے ٹھیک اسی طرح جیسے وہ شخص جس کا ذکر عنقریب کیا گیا ہے

عالم مبصرات کی انتہا کو پہنچا۔

لاکلام

اور اس طریقے کو تم کلامی کہتے ہو کیا نہیں کہتے ؟

یقیناً میں کہتا ہوں۔

بجائے دیگر قیدیوں کی رہائی زنجیروں سے اور ان کا انتقال تماثیل کے سایوں سے خود تمثالوں تک اور روشنی تک اور ان کا صعود غار سے آفتاب کی روشنی میں اور جبکہ وہاں واقعہ ان کے اس قابل ہونے کا کہ وہ نظر کریں نہ طرف حیوانات اور نباتات اور سورج کی روشنی کے مگر ابھی ان کے عکس میں جو پانی میں پڑتا ہے جو بلاشک خدائی ہیں اور عکس حقیقی ہیں عوض تمثالوں کے سائے ہونے کے جو روشنی نے ڈالے ہیں جو خود تمثال کہی جا سکتی ہے جب سورج سے مقابلہ کیا جائے۔ یہ نقطے ہیں کہتا ہوں کہ اپنا تمہ مذکورۂ بالا فنون کے تعاقب میں پاتے ہیں جو شریف ترین جزو نفس کے بلند کرنے کی قوت رکھتا ہے اور اس چیز کے مراقبہ کی طرف بڑھاتا ہے جو اُن چیزوں میں سب سے عمدہ ہے جو فی الواقع موجود ہیں جس طرح دوسری صورت میں سب سے صاف آلہ جسم کا اس چیز کے مراقبہ کی طرف بڑھایا گیا تھا جو جسمانی اور مبصر قلمرو میں سب سے زیادہ درخشاں ہے۔

اس نے جواب دیا میں بجائے خود اس بیان کو قبول کرتا ہوں اور تاہم میں اعتراف کرتا ہوں کہ اس کا قبول کرنا میرے لیے دشوار ہے اور اسی وقت میں اس کو ایک اور طریقے سے دیکھ کے مجھے اس سے انکار کرنا دشوار ہے بہر کیف چونکہ اس کا مباحثہ اس موقعہ پر منحصر نہیں ہے بلکہ اکثر آیندہ موقعوں پر اس کی تکرار ہو سکتی ہے۔ ہم کو چاہیئے کہ تمھارے موجودہ نظریہ کی حقیقت کو تسلیم کر لیں بس خود مناجات کی جانب رجوع کرنا چاہیئے اور اس پر بحث کرنا چاہیے جیسے تمہید پر بحث کی تھی پس مجھ سے کہو کہ قوت کلامی کی عام خاصیت کیا ہے اور کن اجزائے نوعیہ

میں تقسیم ہو سکتی ہے اور بالآخر اس کے طریقے کیا ہیں۔ اس لئے کہ وہ طریقے غالباً وہی راستے ہیں جو اس مقام پر لیجائیں گے جہاں ہم اپنی سیر کو تمام کریں گے اور اپنے سفر سے آرام لیں گے۔

میں نے جواب دیا میرے عزیز گلاکن تم اس سے زیادہ میری پیروی نہیں کر سکتے اگر میری طرف سے رضامندی میں کوتاہی نہ ہوگی۔ تم اس سے زیادہ اس کی تشبیہہ کی طرف نہ دیکھا کرو گے جس پر ہم نے گفتگو کی ہے لیکن خود اس صدق کی جانب جس شکل سے مجھ پر ظاہر ہوتی ہے خواہ میں صحیح کہتا ہوں یا نہیں میں اس حد تک نہیں جا سکتا کہ اسکا واجبی اس کا فیصلہ کر دوں لیکن میں فرض کرتا ہوں کہ میں اس کے کہنے پر مجبور ہوں کہ ہم لیسا غلط نہیں ہیں۔

بلاشک تم ایسے ہی ہو۔

اور میں کیا یہ بھی نہ کہوں کہ صرف قوت کلامی صدق کا انکشاف کر سکتی ہے ایسے شخص پر جوان علوم میں استاد کامل ہے جس کا ہم نے ابھی شمار کرایا ہے اور یہ کہ کسی اور طریقہ سے ایسا علم ممکن نہیں ہے؟

ہاں اس لفظ پر بھی تم مجبور رہو کہ واجبی بیان کرو۔

میں نے کہا ہر طور کوئی شخص ہمارے بیان کا نقض نہ کرے گا جب ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کوئی طریقہ جس کی بہ ترتیب کوشش سے مفہوم ہر ایک چیز کی حقیقی ماہیت کا پیدا ہو سکے۔ بلکہ بخلاف اس کے جملہ فنون باستثنائے چند ظنیات اور انسانوں کی خواہشوں کی طرف رجوع کرتے ہیں یا اپنے کو اجسام کی تکوین اور ترکیب سے وابستہ کرتے ہیں یا ان چیزوں کی بحث سے جو نشو ونما پاتی ہیں اور مرکب ہوتی ہیں اور ان چند مستثنیات کے باب میں جیسے علم ہندسہ اور وہ علوم جو اس کے ساتھ تلازم رکھتے ہیں جو ہمارے نزدیک فی الجملہ حقیقت وجود کے فہم سے متعلق ہیں ہم کو دریافت ہوا ہے کہ اگرچہ وہ حقیقی وجود کا خواب دیکھیں مگر وہ اس کو حالت بیداری میں نہیں دیکھ سکتے جب تک وہ مفروضات کو استعمال کرتے ہوں جن کو

وہ بغیر جانچے ہوئے چھوڑ دیتے ہیں اور جس کی وہ کوئی توجیہ نہیں دے سکتے کیونکہ جب کوئی شخص ایک اصل اول کو تسلیم کرے جس کو وہ جانتا نہ ہو۔ جس غیر معلوم اصل پر ایک بافت درمیانی فضا یا اور نتیجہ کی موقوف ہو۔ کس امکان سے ایسے اعتراف پر علم کی بنا ہو سکتی ہے؟

یہ بیشک غیر ممکن ہے۔

لہٰذا کلامی طریقہ اور صرف وہی حسب ذیل طریقہ اختیار کر سکتا ہے یہ مفروضات کو پھیر کے اصل اول کی طرف لیجاتا ہے تاکہ ان کو مضبوطی سے متعین کرے اور نفس کی آنکھ کو وحشیانہ جہالت کی دلدل میں مطلقاً دبا ہوا پا کے اس کو نرمی سے نکالتا ہے اور اونچا کرتا ہے اس انقلاب کے کام میں ان علوم کو جن پر ہم نے بحث کی مثل خادماؤں کے استعمال کریں کے۔ ان کو ہم نے اکثر علوم کہا ہے کیونکہ یہی جاری ہیں لیکن ان کے لیے اور نام کی ضرورت ہے جو زیادہ ترصفائی کو ظاہر کرتا ہو بہ نسبت ظن کے مگر کمتر امتیاز بہ نسبت علم کے۔ پہلے کسی موقعہ پر ہم نے "سمجھ" بطور اصطلاح معین کیا تھا اس ذہنی عمل کے ظاہر کرنے کے لیئے مگر یہ ہمارے مقصد کا جزء نہیں ہے کہ نام پر جھگڑا کریں جبکہ ہم نے ایسے مضامین مہمہ پر غور کرنا تجویز کیا ہے۔

اس نے کہا تم بالکل حق پر ہو۔ ہم صرف ایک نام چاہتے ہیں کہ جب ذہنی حالت پر اس کا اطلاق ہو تو وہ صاف صاف دلالت کرے کہ کس مظہر کو وہ بیان کرتا ہے۔

میں نے کہا میں اس بات پر قانع ہوں کہ مثل سابق کے پہلی قسم کو (سائنس) علم کہوں دوسرے کو فہم (سمجھ) تیسرے کو یقین اور چوتھے کو تخمینہ کہوں۔ پچھلے دو کو ملا کے ظن کہتے ہیں اور پہلے دو کو عقل ظن کو متغیر سے اور عقل کو حقیقی سے۔ اور جو نسبت حقیقی کو ہے متغیر سے وہی نسبت عقل کو ہے ظن سے۔ اور جو نسبت عقل کو ہے ظن سے وہی علم کو ہے یقین سے اور (سمجھ) فہم کو ہے تخمین سے لیکن تمثیل درمیان معروضات ان ذہنی افعال کے اور دوہری تقسیم ظن کے علاقوں کی اور عقل کی گلا کن بہتر ہے کہ ترک

کردیں تاکہ پیشتر کی تقریر کی تعداد کے بڑھانے کے لیئے ہم پر بار پڑنے کو مانع ہو۔

اچھا میں یقیناً تم سے اتفاق کرتا ہوں تمام ان دوسرے نکتوں پر جس حد تک میں تمھاری تقریر سمجھ سکوں۔

کیا تم خطاب متکلم کا اس شخص کو دوگے جو عاقلانہ حساب ہر چیز کے جوہر کا رکھتا ہو؟ اور کیا تم اس کو تسلیم کروگے کہ جس حد تک ایک ایسا حساب نہیں رکھتا جو خود یا دوسروں کو دیکھے اس حد تک وہ خالص عقل کے اس مضمون پر عمل میں لائے ناکامیاب رہتا ہے؟

ہاں اس نے جواب دیا مجھے اس میں شک نہیں ہے۔

پس کیا تم ایسی تقریر خیر یہ نہیں کر سکتے؟ جب کوئی شخص سختی کے ساتھ عمل عقلی سے اصلی صورت کی خیر کے تعریف کرے دوسری ہر شے سے مجرد کرکے اور جب تک وہ جملہ اعتراضات پر لڑ بھڑ کے غالب آکے راہ نکال لے اور ان کی تردید پر قادر ہو نہ ظنی ضابطوں سے نہیں بلکہ اصلی وجود کے ضابطوں سے اور جب تک ان جملہ نزاعات میں وہ نتیجہ تک جائے اور اپنے سلسلہ خیالات میں ایک قدم بھی غلط نہ کرے اور جب تک یہ سب نہ ہو کیا تم نہ کہوگے کہ نہ وہ خیر کے جوہر کو جانتا ہے اور نہ کسی اچھی چیز کو جانتا ہے اور اگر کوئی (بھوت) سایہ اس کا اگر وہ اتفاقاً سمجھ لے وہ ثمرہ ظن کا ہے نہ کہ علم کا اور وہ اپنی موجودہ زندگی میں خواب دیکھتا ہے اور سوکے گزار رہا ہے اور آئندہ دنیا کی زندگی کے اس طرف وہ ہرگز نہ جاگے گا جہاں اس کے مقدر میں ہمیشہ سونا ہے؟

اس نے کہا ہاں قطعاً یہ سب کہوں گا۔

پھر یقیناً اگر تم واقعی تربیت اپنے ان لڑکوں کی کرتے جن کی طبیعت اور تعلیم کا تم لفظاً اہتمام کرتے ہو میں خیال نہیں کرتا ہوں کہ تم ان کو کبھی ریاست میں مجسٹریٹ ہونے کی اجازت دوگے ایسے اختیارات کے ساتھ کہ وہ بھاری مقدمات کا فیصلہ کریں درحالیکہ وہ ایسے ہی بے عقل ہیں جیسے نوک قلم۔

نہیں بیشک مجھ کو نہ چاہئے۔
بلا شک تم ایک قانون نافذ کرو گے۔ ان کو حکم دو گے کہ اس تعلیم میں مصروف ہوں جس سے وہ متکلمین کے اسلحہ کو علمی طریقہ سے کام میں لا سکیں
یں تمھاری مدد سے یہی کروں گا۔
پس تو کیا تم کو نہیں معلوم ہوتا کہ علم کلام منڈیر کے پتھر کی طرح علوم سے بالاتر ہے اور یہ غلطی ہے کہ کسی علم کو اس سے بالاتر رکھیں کیونکہ فہرست علوم کی کامل ہو چکی ہے۔
اس نے جواب دیا ہاں مجھ کو یقین ہے کہ تم درست کہتے ہو۔
میں نے کہا اب تمھارے لیئے باقی رہ جاتا ہے کہ ایسے اشخاص کو متعین کرو جن سے یہ اکتسابات منسوب کئے جائیں اور اصول اس کی تقسیم کے معین کردو۔
ظاہرا یہی صورت ہے۔
تم کو یاد ہے کہ ہم نے کس قسم کے اشخاص انتخاب کئے تھے جب ہم مجسٹریٹوں کو چن رہے تھے اس سے پہلے؟
ہاں مجھ کو یاد ہے۔
اچھا میں تم کو صفات کی طرف متوجہ کردوں گا جن کو ہم نے بیان کیا تھا تاکہ جو ان صفات سے موصوف ہوں وہی منتخب ہونے کے مستحق ٹھہریں یعنی ہم اس کے پابند ہیں کہ نہایت مضبوط نہایت مردانہ اور جس حد تک ہم کو ممکن ہو نہایت خوبصورت ہوں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی امور مذکورہ کے علاوہ ان سے مطلوب ہو شریف اور ثابت قدم اخلاقی ماہیت رکھتے ہوں اور ان میں ایسے صفات ہوں جو اس طریقہ تعلیم کے مناسب ہوں۔
مہربانی کر کے بیان کرو وہ کون سے صفات ہوں جو ان میں ہونا چاہتے ہیں؟
ضرور ہے کہ وہ اپنے ساتھ تیز دل میں اتر جانیوالی آنکھ رکھتے ہوں

اے میرے عزیز گلاکن اپنے اکتسابات کے ساتھ اور سہولت سے سیکھ سکتے ہوں کیونکہ یقیناً سخت مطالعے ذہن کی ہمت کو اس سے زیادہ آزماتے ہیں بہ نسبت جسمانی ورزشوں کے کیونکہ محنت زیادہ موثر ہے صورت اولیٰ میں کیونکہ یہ منحصر ہے ذہن ہی پر بعوض اس کے کہ جسم بھی اس کے ساتھ شریک ہو۔

سچ ہے۔

پس اچھے حافظے کو بھی مطلوبات میں اپنی تلاش کے ہم کو داخل کرنا چاہیئے اور بے خوف وضع اور انتہائی محبت اپنے کام کے ساتھ۔ نہیں تو تم کس طرح توقع کر سکتے ہو کہ ایک انسان کو جسمانی محنت کی ترغیب دے سکتے ہو اور اس کے مادرا اور بہت کچھ سیکھے اور اسی قدر خود مشق کر سکے؟

نہیں ہم ایسے شخص کو ترغیب نہیں دے سکتے جس کی ذکاوت اعلیٰ مرتبہ کی ہو۔

میں نے کہا بہر طور یہ یقینی ہے کہ غلط معاینہ فلسفہ کا جو بالفعل جاری ہے اور وہ بدنامی جس میں فلسفہ پڑی ہوئی ہے اس کا سراغ۔ جیسا کہ میں نے پہلے کہا تھا۔ اس واقعہ پر موقوف ہے کہ لوگ فلسفہ میں مصروف ہو جاتے ہیں اور اپنی نالایقی کا لحاظ نہیں کرتے درحالیکہ اس کا مطالعہ کام اس کے اصلی فرزندوں کا ہے نہ کہ ناجائز بچوں کا۔

تم اصلی سے کیا مراد لیتے ہو؟

اولاً جو کوئی اس کا مطالعہ کرے وہ اپنے کام کی محبت کو ترک نہ کرے۔ نہ چاہیئے کہ وہ کچھ محنتی ہو اور کچھ سست یہ صورت اس طرح ہوتی ہے جبکہ ایک آدمی ورزش کو دوست رکھتا ہے اور شکار کو اور جملہ بدنی محنت کو لیکن مطالعہ کو ناپسند کرتی ہے اور اس کو سننے اور دریافت کرنے سے نفرت ہے اور فی الواقع تمام عقلی محنت سے نفرت کرتا ہے۔ دوسری طرف وہ لوگ بھی ویسے ہی لنگ ہیں جس کی محبت کام کی مقابل کی صورت لئے ہوئے ہے۔

جو تم کہتے ہو بالکل سچ ہے۔

اسی طرح کیا ہم نہیں کہہ سکتے کہ نفس باعتبار سچائی کے بالکل بیکار ہے جبکہ وہ نفرت کرتا ہے عمداً جھوٹ بولنے سے اور اپنی ذات میں اس کو برداشت نہیں کر سکتا اور بہت نفرت کرتا ہے جب اور لوگ جھوٹ کے مجرم ہیں اس پر بھی خاموشی سے وہ غیر ارادی جھوٹ کو قبول کر لیتے ہیں اور کمی علم کی شناخت ہونے پر بعوض رنجیدہ ہونے کے وحشی سور کی طرح جہالت کی نجاست میں لوٹنے سے خوش ہوتے ہیں؟

بلاشک تمھاری رائے درست ہے۔

میں نے کہا سب کے اوپر یہ ہے کہ ہم کو اصل اور کم اصل کی نگہبانی بمقابلہ اعتدال اور شجاعت رفعت مرتبت ذہن کے اور جملہ افراد فضائل کے کیونکہ جب ریاستیں یا اشخاص بذات خود صفات مذکورہ پر نظر نہیں رکھتے تو وہ بے شعوری سے مجسٹریٹ یا احباب اس قسم کے اختیار کر لیتے ہیں جو باعتبار صفات ناقابل اور کمینہ ہوتے ہیں۔

لاکلام ایسا ہی ہے

لہذا ہم کو بجائے خود اس عنوان کے امور میں ہر طور کی احتیاط لازم ہے کیونکہ اگر ہم ایسے اشخاص مہیا کر سکیں جن کے اعضا سالم اور ذہن مستقیم ہوں اور ان علوم کے تحت اثر ان کی سختی سے تعلیم اور تربیت ہو تو خود عدالت ہم کو قصوروار نہ ٹھہرائیگی اور ہم اپنی ریاست اور آئین کو محفوظ رکھ سکیں گے درحالیکہ اگر ہم دوسری نوع کے شاگرد انتخاب کریں گے تو ہماری کامیابی ناکامی میں بدل جائے گی اور ہم فلسفہ پر اور بھی بھاری طوفان مضحکہ کا اٹھائیں گے۔

واقعی بڑے شرم کی بات ہوگی۔

ضرور ہوگی مگر غالباً اپنے آپ کو اس لحظہ میں مسخرا بنایا۔

اس نے پوچھا یہ کیونکر؟

میں نے جواب دیا ہم بھول گئے کہ ہم سنجیدہ حالت میں نہ تھے اور نہ مشتاقانہ سرگرم گفتار تھے۔ کیونکہ جب میں کلام کرتا تھا میری نظر فلسفہ (دیوی) پر تھی اور یہ دیکھ کر کہ اس پر نا واجب گستاخی کی چڑھائی ہے میں سخت برہم ہوا اور غصہ آیا ان لوگوں پر جو اس تحقیر کے ذمہ دار تھے کہ مجھے یقین ہے کہ میں نے زیادہ تر سنجیدہ گفتگو کی۔

تو بلاشک تم نے نہیں کہا کم از کم یہ کہ میں نے ایسا نہیں سنا۔

اچھا اثنائے گفتگو میں مجھے اس کا خیال آیا جو میں نے کہا لیکن آیندہ گفتگو میں ہم کو بھولنا نہ چاہئیے کہ اس صورت میں یہ غیر ممکن ہوگا کہ ایسے اشخاص کا انتخاب کیا جائے جن کا سن زیادہ ہو جیسا ہم نے پیشتر کہا تھا۔ کیونکہ ہم کو سولن کی ترغیب پر توجہ نہ کرنا چاہئیے کہ جب کسی آدمی کا سن زیادہ ہو جاتا ہے تو وہ اکثر چیزیں سیکھ سکتا ہے بخلاف اس کے ایک مسن آدمی جس طرح دوڑ سکتا ہے اسی طرح سیکھ سکتا ہے اور وسیع سلسلہ سخت محنتوں کا بالکلیہ جوان آدمی پر پڑنا چاہئیے۔

بلاشک ایسا ہی ہے۔

لہذا حساب اور ہندسہ اور جملہ شاخیں اس ابتدائی تعلیم کی جو علم کلام کا راستہ صاف کرتی ہیں ہمارے شاگردوں کو بچپن میں سکھانا چاہئیے اس بات کی خبرداری رکھنا چاہئیے کہ تعلیم اس صورت سے کی جائے کہ ان کو سیکھنے میں یہ نہ معلوم ہو کہ ان پر جبر ہے۔

کیوں ایسا ہو؟

میں نے جواب دیا تاکہ شائبہ غلامی آزاد آدمی کی تحصیل میں نہ ملے کیونکہ یہ سچ ہے کہ مجبوراً نہ بجا آوری جسمانی محنتوں کی کوئی بد اثر جسم پر نہیں کرتی مگر ذہن کی صورت میں کوئی تحصیل جو مجبوراً عمل میں آئے اس کی تاثیر حافظہ میں نہیں باقی رہتی۔

یہ سچ ہے

لہذا میرے فاضل دوست بچوں کی تربیت کھیل کود کے طریقے سے

ہونا چاہیئے بغیر کسی وضع مجبوری کے مزید برآں اس کی غرض یہ ہے تاکہ نہایت آسانی سے ان کی سیرت کا طبعی رخ دریافت ہو جائے۔

تمہاری نصیحت معقول ہے۔

کیا تم کو ہمارا یہ کہنا یاد ہے کہ بچوں کو گھوڑوں کی پیٹھ پر عین معرکہ رزم میں لے جانا چاہیئے اور کسی محفوظ موقعہ پر ان کو میدان جنگ میں رکھیں تاکہ شکاری کتوں کی طرح خونخواری کے مزے لیں؟

مجھے یاد ہے۔ اس نے جواب دیا۔

اسی طرح ہم کو چاہیئے کہ منتخب فہرست بنائیں اس میں ان کو داخل کریں جن سے نمایاں خودداری کا ظہور رہا ہو۔ ان تمام محنتوں میں تحصیل علم میں اور خطرات ہیں؟

کس عمر میں ایسا کیا جائے؟

جیسے ہی وہ ضروری جسمانی ورزشوں سے نجات پائیں جس اثنا میں خواہ دو تین برس ان کے ضائع ہوں کچھ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ تھکن اور نیند دشمن ہیں طالب علمی کے۔ اور علاوہ ازیں خصلت ہر ایک کی اس کی ورزشوں میں ان کے چال چلن کی جانچ ہے اور بہت اہم بھی ہے۔

بلا شک یہی ہے۔

میں نے کہا اس مدت کے بعد یہ منتخب سیرتیں جن کا انتخاب بیس برس کے سن کے نوجوان سے ہوا ہے چاہیئے کہ اعلیٰ عزتیں حاصل کریں بہ نسبت باقی کے اور متفرق علوم جن میں ان کی تعلیم ہوئی ہے بچپن سے لازم ہے ایک پیمائش کے احاطہ میں لائی جائیں اس کی باہمی نسبت کے ظاہر کرنے کے لیے جوان میں ہے اور ماہیت حقیقی وجود کی۔

یقیناً یہی قسم تربیت کی ہے جو دائمی پائی جائے گی جبکہ ایک بار یہ داخل ہو گئی۔

ہاں اور یہ نہایت قوی جانچ بھی ہے کلامی سیرت کی۔ کیونکہ موافق اس امر کے کہ ایک انسان ایک مضمون کی پیمائش کر سکتا ہے بتمامیہ یا نہیں

وہ متکلم ہے یا نہیں ہے۔

میں تم سے اتفاق کرتا ہوں۔

لہٰذا یہ تمہارا فرض ہوگا کہ تم ایسے لوگوں پر نظر رکھو ان لوگوں پر جو بڑی سے بڑی قابلیت ان مسائل میں ظاہر کرتے ہیں اور زیادہ استواری نہ صرف تحصیل علم میں بلکہ جنگ میں بھی اور دوسری شاخوں میں قواعد کی۔ اور جب وہ تیس برس کے ہوں اور اس سے اوپر تم کو لازم ہے کہ ان کو اپنے برگزیدہ طبقات سے انتخاب کرو اور ان کو زیادہ تر عزتوں پر بلند مرتبہ کرو اور ان کو کلامی لیاقت کی جانچ سے جانچو اس کے دیکھنے کے لئے کہ کون ان میں ایسا ہے جو اپنی آنکھوں اور دوسرے حواس سے کنارہ کرکے سچائی کے ساتھ ہوکے وجود حقیقی کی طرف بڑھتا ہے۔ اور اس محل پر اے میرے دوست بڑی احتیاط درکار ہے۔

اس نے سوال کیا کس خاص سبب سے؟

میں نے کہا کیا تم نہیں ادراک کرتے ہو کیسی عظیم بدی بالفعل کلام کے ساتھ ہے۔

مہربانی سے کہو وہ کیا ہے؟

میں نے جواب دیا مجھے یقین ہے عدول حکمی جس کے ساتھ متکلمین کی تعلیم ہوتی ہے۔

بے شک تم ٹھیک کہتے ہو۔

کیا تم متعجب ہو اس واقعہ سے اور تم اشخاص زیر سوال کی کوئی مراعات نہیں کرتے۔

مہربانی کرکے اپنے قول کی توضیح کرو۔

بطور موازنات ایک فرضی لڑکے کی صورت بناؤ جس نے دولت عظیم میں تربیت پائی ہو اور اس کے تعلقات خاندانی بہت وسیع ہوں اور خوشامدیوں سے گھرا ہوا ہو اور جب وہ سن (بزرگی) بلوغ کو پہنچے تو اس کو معلوم ہو کہ جو اس کے والدین کہے جاتے ہیں اس کے حقیقی والدین

نہیں ہیں اگرچہ وہ حقیقی والدین کو نہیں دریافت کر سکتا۔ تم گمان کر سکتے ہو کہ اسکا سلوک خوشامدیوں سے کیا ہو گا اور جبلی والدین سے اولاً اس زمانے میں جبکہ وہ اپنی قائم مقامی کے واقعہ سے بے علم تھا اور ثانیاً جبکہ وہ اس سے آگاہ ہوا ہے یا تم میرے گمان کو سننا پسند کرو گے؟

میں پسند کروں گا۔

اچھا تو میں گمان کرتا ہوں کہ جب تک وہ حقیقت سے واقف نہیں ہے وہ اپنے باپ اور ماں اور دوسرے عزیزوں کی عزت کرے گا بہ نسبت خوشامدیوں کے اور نہ چاہے گا کہ اس کے ظاہری والدین کسی چیز کے خواہشمند ہوں فوراً نہ کہ دوسرے لوگ اور وہ عدول حکمی اور نافرمانی کا مرتکب ہو گا لفظاً یا فعلاً اور نافرمانی کریگا اُمور اہم میں بمقابلہ خوشامدیوں کے نہ کہ طرف اپنے مفروضہ والدین کے۔

غالباً وہ ایسا کرے گا

بجائے دیگر میں خیال کرتا ہوں جب اس کو حقیقت کا علم ہو گا اسکی اور اسکی اعانت نسبت اپنے والدین کے کمتر ہو جائے گی درحالیکہ عزت خوشامدیوں کی زیادہ ہو جائے گی اب ان کی بات وہ زیادہ سنے گا بہ نسبت سابق کے اور انہی طور سے زندگی بسر کرے گا جیسی وہ چاہیں گے۔ ان کے ساتھ بغیر کسی حجاب کے ہم نشین ہو گا۔ اپنے جبلی باپ سے اس کو کوئی تعلق نہ رہے گا اور نہ جھوٹے عزیزوں سے البتہ اگر اس کا مزاج ایسا ہی نیک ہو تو وہ اور بات ہے۔ تمھارا موافق طبیعت بالکل سچ ہے مگر یہ بیان ان لوگوں سے کیا تعلق رکھتا ہے جو علم کلام میں مشغول ہوتے ہیں؟

میں تم سے کہوں گا مجھے یقین ہے کہ ہم بچپن سے مفصل رائے ایسی چیزوں کے باب میں مثل عادلی اور جمیل کے اور ہم نے اسی کی تربیت پائی ہے کہ ان آرا کی متابعت اور عزت کریں جس طرح ہم نے اطاعت میں اپنے والدین کے نشوونما پائی ہے۔

سچ ہے۔

اب ان آراء کا بعض شادمانی کے مشغلوں سے مقابلہ کیا جاتا ہے جو ہمارے نفوس کی خوشامد کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ وہ ہمارے طرف دار بنجائیں اگرچہ وہ ہم کو ترغیب نہیں دے سکتے اگر ہم کچھ بھی نیک ہوں اس صورت میں ہم ان موروثی آراء کی عزت کرتے ہیں اور ان کے وفادار رہتے ہیں۔

سچ ہے۔

اچھا مگر جب ایسے شخص کی اس سوال سے مدبھیڑ ہوتی ہے کہ حسن کیا ہے اور جواب دیگر جس کو وہ مقنن سے سنا کرتا تھا اس کی تردید کلامی عمل سے ہوتی ہے اور جب متواتر اور مختلف نے ان کو مجبور کیا کہ اس کو یقین جانے کہ اسی قدر بدصورتی بھی جس قدر حسن ہے جس کو وہ حسن کہتا ہے اور یہ کہ عدالت نیکی اور جملہ اشیا جن کی وہ بہت عزت کرتا تھا اسی قسم کے مقولے سے ہیں۔ تم کو کیونکر خیال ہوا کہ وہ اس وقت سے نیک سلوک کرے گا قدیم آرا کے ساتھ جس حد تک عزت اور اطاعت کا تعلق ہے؟ بے شک وہ ان کی ویسی عزت نہ کرے گا نہ اطاعت جیسی پہلے کرتا تھا اور جب تک چونکہ نہ وہ عزت کرتا ہے نہ اپنے اگلے یقین کو قبول کرتا ہے جیسی کیا کرتا تھا درحالیکہ اسی وقت میں وہ سچے اصول کے دریافت کرنے میں کامیاب نہیں ہوا تو کیا وہ خوشامدانہ زندگی ہی ایک شے ہے جس سے وہ غالبا اپنے آپ کو وابستہ کریگا؟

یہی ہے۔

بالفاظ دیگر ظاہر اوہ میرے خیال میں وہ وفاداری کو ترک کردیگا اور مخالف قانون ہوجائے گا۔

اس میں کوئی شک نہیں ہوسکتا۔

اچھا اب کیا یہ شرط طلاب کلام کی طبیعی نہیں ہے اور جیسا میں نے ابھی کہا تھا کیا اس قابل نہیں ہے کہ بڑے تحمل کے ساتھ برداشت کی جائے۔

اس نے جواب دیا ہاں اور رحم کے ساتھ تھی۔
پس تا کہ تم کو اس رحم کا حس نہ ہو توان تیس برس کے کیا لازم نہیں ہے کہ تم ہر طرح کی احتیاط کو کام میں لاؤ ان کو علم کلام سے روشناس کرنے میں؟
یقیناً۔
اور کیا یہ سب سے بڑی احتیاط نہیں ہے کہ جوانی میں اس سے اختلاط ممنوع ہو؟ کیونکہ میں سمجھتا ہوں تم نے دیکھا ہوگا کہ جب کبھی لڑکے علم کلام کا مزا پہلے پہل چکھتے ہیں وہ اس کو تفریح میں بدل دیتے ہیں اور ہمیشہ اس کو نقض کرنے کے لیے کام میں لاتے ہیں اور ان لوگوں کے حیلوں کی نقل کرتے ہیں جو تردید (مناظرہ) کی تحصیل کرتے ہیں کتوں کے پلوں کی طرح کشاکش اور چیر پھاڑ سے خوش ہوتے ہیں منطق کے ذریعہ سے ہر شخص کے ساتھ جو ان کے قریب آتا ہے ایسا ہی سلوک کرتے ہیں۔
اس سلوک کو وہ انتہائے فضولی تک پہنچا دیتے ہیں۔
لہذا جب وہ بہت سی فتح مندیوں اور شکستوں کا امتحان کر چکتے ہیں تو وہ جلدی سے سرگرمی کے ساتھ اپنے اگلے اعتقادات سے بدیقین ہو جاتے ہیں اور اس سے وہ خود اور فلسفہ کے پورا مقدمہ کو ضرر پہنچتا ہے تمام دنیا کی نظروں میں۔
یہ بالکل سچ ہے۔
انسان زیادہ عمر کا بخلاف اس کے گوارا نہ کریگا کہ اس جنون کی پیروی کرے بلکہ ایسے لوگوں کی تقلید کرے گا جو عزم بالجزم رکھتے ہیں کہ صدق پر بحث کریں اور اس کو جانچیں بہ نسبت اس کے کہ وہ مشغلہ کے طور پر تناقض سے کھیلیں اور بوجہ اپنے عمدہ بیان کے اس شغل کی قدر کو ترقی دیں گے بعوض کم کرنے کے۔
تم درست کہتے ہو۔
پھر اگر احتیاط کا لحاظ نہ کرتے سرے سے آخر تک جب کہ ہم نے

اس کے پیشتر کہا تھا کہ وہ سیرتیں جن کو کلام کا رازدار کرتا ہے ضرور ہے کہ استوار اور باترتیب ہوں مقابلہ میں موجودہ نظام کے جو مجاز کرتا ہے ہر شخص کو وہ نالایق ہی کیوں نہ ہو کہ اس میدان میں در آئے؟

ہم یقیناً احتیاط کرتے تھے۔

پس تحصیل علم کلام کے لیئے کیا یہ کافی ہوگا کہ جو اس تحصیل کا گرویدہ ہو وہ استقلال اور سرگرمی کے ساتھ علی الاتصال محنت کرتا رہے۔ اور ہر شغل کو ترک کردے جیسا کہ جب جمناسٹک کی تحصیل کے وقت کیا تھا۔ اس مدت تک کے لیئے جو ورزش جسمانی کی مدت سے دوچند ہو؟

کیا تم چھ برس مراد لیتے ہو یا چار؟

میں نے جواب دیا اس کا کچھ ایسا مضائقہ نہیں ہے فرض کرو پانچ برس اس کے بعد تم ان کو غار میں دوبارا بھیج دوگے جس کا ذکر ہم کر چکے ہیں اور ان کو مجبور کریں گے کہ جنگ کے لیئے کماندار ایسے عہدوں پر متعین ہوں جو نوجوانوں کو سزاوار ہیں اور وہ ہمسایوں کے ساتھ بھی موافق رہیں علمی تیز دستی میں۔ اور اس محل پر بھی تم کو چاہئے کہ ان کو جانچو اس کے دیکھنے کے لیئے کہ وہ مستقل رہیں گے باوجود ہر طرح کے اغوا کے یا کچھ بہک جائیں گے اور تم اس کے لیئے کس قدر وقت مقرر کرتے ہو؟

میں نے جواب دیا پندرہ برس۔ پس جوں ہی وہ پچاس برس کے ہوں وہ لوگ جو جملہ ترغیبات سے سلامتی کے ساتھ گزر چکے ہیں اور جنھوں نے ہر امتیاز فعلی اور علمی حاصل کر لیا ہے ضرور ہے کہ فی الفور اپنے اخیری کام سے لگادیئے جائیں اور مجبور کیئے جائیں کہ نفس کی آنکھ اٹھا کے اس چیز پر لگادیں جو کل چیزوں کو نور بخشتی ہے خیر کے جوہر کا اندازہ کر کے اس کو بطور نمونہ کے اختیار کریں اپنے ملک اور اہل ملک اور اپنی ذات خاص کے انتظام میں کہ اس کی نقل کی جائے

تاکہ باقی ماندہ زندگی میں ہر ایک اپنے مقام پر معمور ہو - اور اگرچہ ان کو اپنا
اکثر وقت فلسفیانہ اشغال میں صرف کرنا ہے تاہم ہر ایک جب اس کی باری
آتی ہے چاہیئے کہ اپنے آپ کو سخت فرائض میں عوام الناس کی زندگی کے
مصروف کرے اور اپنے ملک کے لیے معیارہ کو قبول کرے نہ بطور آرزومندی کے
بلکہ لابدی کام کے اور اس طرح ایک گروہ جو علی الاتصال مہیا ہوتا ہے
اور تعلیم پاتا ہے جو ان کے مثل ہیں جو ان کے مقامات پر بطور محافظوں
کے ریاست میں کارگزار ہوں اور یہ خود رخصت ہو کے جزائر متبرکہ میں
سکونت اختیار کریں - اور ریاست ان کی یادگار میں روضے تعمیر کرائے
سرکاری خرچ سے اور نیم دیوتاؤں کے طور سے قربانیاں چڑھائے اگر پیتھیہ
thiau اس کی اجازت دے یا کم از کم ان کی تعظیم و تکریم
مثل خدا رسیدہ بزرگوں کے کیجائے۔

ایک بت ساز کی حیثیت سے سقراط تم نے ان مقبول عام مقتداؤں (1)
(کے مجسموں) کی تکمیل کی ہے ایسی کہ ان کے حسن میں کوئی نقص نہیں ہے

گلاکن مقتدا عورتوں کا بھی ذکر کرو - یہ نہ خیال کرو کہ میرا بیان زیادہ تر صرف
مردوں سے متعلق تھا نہ عورتوں سے جب تک ہم ایسی عورتیں پا سکیں
جن کے ذہن مردوں کے مثل اس مقام کے لئے مردوں کے برابر ہوں۔

اس نے کہا تم درست کہتے ہو اگر وہ مردوں کے ساتھ ہر چیز میں شریک
ہوں مساوات کے طور پر موافق ہمارے بیاں کے۔

اچھا تو کیا تم اس امر میں موافقت کرتے ہو کہ ہمارا نظریہ ریاست
اور آئین کا محض ایک آرزو نہیں ہے بلکہ اگرچہ مشکلات سے بھرا ہوا ہے
اس ایک طریقہ سے قابل ہے کہ حقیقت ہو جائے مگر وہ ایک ہی طریقہ
ہے جو بموجب ہمارے قول کے اس کا مقتضی ہے کہ اگر زیادہ نہ ہوں تو
ایک ہی کو سچے فلاسفہ سے ایک ریاست میں کامل اختیارات بخشے جائیں
اور آج کل کی عزتوں کی تحقیر کی جائے اس یقین سے کہ وہ کمینی اور بے قیمت
ہیں اور اعلیٰ درجہ کی اہمیت حق کی اور عزتوں کا گہرا نقش دل میں بیٹھ جائے

جو عزتیں حقیقت سے ماخوذ ہوں اور چونکہ عدالت سب سے اعلیٰ اور لازمی فریضوں سے ہے وہ (فلسفی) ایک خاص ملازم اور عدالت کے قدرشناس کی حیثیت سے اپنی خاص ریاست کی کماحقہ اصلاح کرے۔

یہ کیونکر ہوگا؟

کل وہ لوگ شہر کے جو دس برس سے زیادہ عمر کے ہوں وہ باہر ملک میں بھیجدیئے جائیں اور بچے ضرور لے لئے جائیں اور مشترک سیرت کے اثر کے ماورا اُن کی تربیت کی جائے جو ان لوگوں میں ان کے والدین رکھتے ہیں طریقے اور قوانین سچے فلاسفہ کے جس کی ماہیت کو ہم پہلے بیان کرچکے ہیں اور مجھ سے کہو کہ یہ طریقہ عاجلانہ اور سہل الحصول نہیں ہے جس سے ایک ریاست اور آئین ویسی جس کو ہم نے بیان کیا ہے قایم ہو اور کامیاب ہو اور اسی وقت میں اس قوم کے لئے موجب برکت ہو جس میں اس نے جڑ پکڑی ہے؟

اس نے جواب دیا ہاں ٹھیک ایسا ہی ہے۔ اور میں یقین کرتا ہوں سقراط تم نے ان وسیلوں کو بالکل صحت سے بیان کیا ہے جو کام میں لائے جائیں گے اگر ایسا آئین کبھی درحقیقت پیدا ہوگا۔

اور کیا ہم نے اب تک اس ریاست پر اور اس فرد انسان پر جو اس کے مشابہ ہو کماحقہ بحث نہیں کی؟ کیونکہ میں خیال کرتا ہوں کہ یہ بھی صاف ظاہر ہے کہ کس قسم کا شخص ہم توقع کرتے ہیں کہ وہ ہوگا۔

اس نے جواب دیا یہ صاف ظاہر ہے۔ اور یہ بحث اب ختم ہوئی۔

مقالہ ہشتم

بہت خوب گلاکن بس ہم ان امور پر اتفاق رکھتے ہیں۔ یعنی کہ اگر آئین ایک ریاست کا درجہ کمال تک پہنچایا جائے ضرور ہے کہ وہ عورتوں کی ایک جماعت کو بھی امتیاز بخشے اور بچوں کی بھی جماعت کو اور تعلیم کو شعبہائے علمی میں قبول کرے۔ اور اسی طرح ایک مجموعہ اشتغال جنگ و صلح اور اس کے بادشاہ وہ لوگ ہوں جنھوں نے فلسفہ میں اعلیٰ درجہ کی لیاقت پیدا کی ہے۔ اور اعلیٰ قابلیت جنگ کی رکھتے ہوں۔

ہاں اس حد تک ہم متفق ہیں۔

اور اس کے ہم نے یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ جب حکام اپنے مقام پر قائم ہو جائیں تو وہ سپاہیوں کو لیں اور ان کو مکانات سکونت میں آباد کریں جو ایک خاص وضع کے ہوں جن میں بموجب ہماری ہدایت کے حقوق ذاتی نہیں قبول کیے جاتے بلکہ وہ سب کی مشترکہ ملکیت ہے۔ اور علاوہ ان کے مساکن کی ماہیت دریافت کرنے کے ہم نے یہ بھی دریافت کیا تھا۔ تم کو یاد ہوگا۔ کہ کس حد تک ان کو ایسی ملکیت کے رکھنے کی اجازت ہے جس کو وہ اپنی کہہ سکیں۔

ہاں۔ اس نے جواب دیا۔ مجھے یاد ہے کہ ہم نے ایسی ملکیت رکھنے کے خلاف کہا تھا جیسا کہ آج بھی عموماً مانا جاتا ہے اور یہ فیصلہ کیا تھا کہ قواعد دان سپاہی اور محافظوں کی حیثیت سے کہ ان کو بمعاوضہ کار محافظت دوسرے شہریوں سے سالانہ بسر اوقات کے لئے کچھ ملنا چاہیے

جوان کے عہدے کے مناسب ہو اور وہ اپنی توجہ کو تمام ریاست کی طرف مبذول کریں مع اپنی ذات کے۔

تم حق کہتے ہو مگر اب جبکہ ہم نے اس مضمون کو ختم کر دیا ہے ہم اس نقطہ کو یاد کریں گے جہاں سے ہم نے انحراف کیا تھا تاکہ ہم اپنے قدیم راستہ پر آجائیں۔

اس نے جواب دیا یہ تو کچھ مشکل نہیں ہے۔ تم وہی کہہ رہے تھے جو اب کہہ رہے ہو۔ تم یہ سمجھاتے ہو کہ تم بحث دولت مشترکہ کی ختم کر چکے تھے اور تم نے اصطلاح خیر ایسی ریاست کے بارے میں کہا تھا جس کو تم نے اسوقت بیان کیا تھا اور اس انسان کے لئے جو اس ریاست کے مشابہ تھا اگر بظاہر تمھاری قوت میں تھا تم اس سے عمدہ تر ریاست کے بارے میں کہتے اور اس سے فاضل تر شخص کے لئے کہتے۔ اور اسی وقت تم نے یہ بھی ظاہر کیا تھا کہ اگر تمھاری ریاست درست ہو تو دوسری ریاستیں نادرست ہونگی باقی ماندہ آئینوں کے باب میں مجھ کو یاد ہے تم نے چار قسمیں بیان کی تھیں جن کو تم نے کہا تھا کہ ان پر غور کرنا مناسب ہوگا۔ تم نے ان کے نقائص کو ملاحظہ کیا تھا اور ان انسانوں کے بارے میں جو ان ریاستوں کے مماثل ہیں تاکہ بعد ان سب کے ملاحظہ کے اور ان میں بہترین اور بدترین کے باب میں اتفاق کرنے کے ہم اس امر کو جانچتے کہ آیا بہترین سعید ترین ہے یا نہیں اور بدترین زیادہ بدبخت ہے۔ اور میری درخواست پر چار آئینوں کی تم نے تخصیص کی تھی جن کی طرف تم نے اشارا کیا تھا ہم کو پولی مارخس اور ایدیمانطس نے ٹوک دیا تھا اور اس پر تم نے یہ بحث شروع کی جو تم کو اس نقطہ پر لائی۔ تمھارا حافظہ کامل ہے صحیح ہے؛

اب میں تم سے مثل ایک کشتی گیر کے لپٹ پڑوں گا اپنی پرانی وضع سے اور جب میں اپنے پہلے سوال کی تکرار کروں تو تم اپنی کوشش سے جواب دو جو اس وقت تمھارے لبوں پر تھا۔

میں نے جواب دیا میں بہترین کوشش صرف کروں گا۔

اچھا یہ میری خاص آرزو ہے کہ مجھ سے کہا جائے وہ چار آئین کیا ہیں

جن کی طرف تم نے اشارہ کیا تھا۔

تمھارے سوال کے جواب دینے میں مجھ کو کوئی دشواری نہ ہوگی۔ وہ آئین جن کی طرف میں اشارہ کرتا ہوں اور جن کو فی الواقع خاص نام دیے گئے ہیں حسب ذیل ہیں۔

اولاً آئین کریٹ اور اسپارٹا کا ہے جو عموماً پسند کیا جاتا ہے۔ دوسرا حسب ترتیب وازروے قدر اولی گارگی جس کو کہتے ہیں ایک دولت مشترکہ جو اکثر نقائص سے بھرا ہوا ہے۔ اس کے بعد ویما کریسی ہے جو کہ مخالف اور اولی گارگی کے بعد آتا ہے اور بالآخر وہ ذی شان شئے حکومت خودمختاری ہے جو اگلی حکومتوں سے مختلف ہے یہ چوتھا ہے اور بدترین بیماری ریاست کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ تم کسی اور دستور سیاست کو مجھ سے نہیں بیان کرسکتے جو نمایاں طور سے کوئی قسم قرار دی جائے؟ کیونکہ میں یقین کرتا ہوں کہ اس سلسلہ میں بطور چھوٹی کڑیوں کے ہم زینداریوں اور خرید کردہ شاہیوں اور اسی کے مثل دوسرے آئینوں کو سمجھ سکتے ہیں جو اسی قدر بربری ممالک میں اور نیز یونان میں بھری پڑی ہیں:

ہاں ہم یقیناً اکثر عجیب صورتیں اُن کی سنا کرتے ہیں:

پس تم آگاہ ہو کہ قسمیں انسانی سیرت کی اور اقسام موجودہ آئینوں کے ضرور ہے کہ ٹھیک برابر ہوں ازروے عدد کے؟ یا تم فرض کرتے ہو کہ آئین کسی درخت یا پہاڑ پر اُگتے ہیں بجائے اس کے ہر ریاست کے ارکان کے خلقی امزجہ سے پیدا ہوں گویا کہ موافق تبدیلی اخلاق کے پیمانہ بدل جاتا ہے اور یہ انقلاب ہر چیز کو اپنے راستہ پر کھینچ لاتا ہے؟

میں یقین کرتا ہوں کہ جو آخر میں بیان ہوا ہے وہی ان کا خاص مبدا ہے؟ لہذا اگر پانچ قسمیں دولت مشترکہ کی ہیں ضرور ہے کہ پانچ ہی قسمیں ذہنی دستور کی ہوں افراد انسان میں۔

یقیناً۔

ہم نے اُس انسان پر بحث کرلی ہے جو مشابہ ارسطا کریسی کے ہو

جس کو ہم حق حق نیک اور عادل کہتے ہیں۔

کہتے ہیں۔

اب ہم ادنیٰ درجہ کے انسانوں کا بیان کرنا چاہتے ہیں یعنی جھگڑالو اور لالچی آدمی جو اسپارٹا کے آئین کے مشابہ ہے اور اسی طرح اولی گارکی اور ویما کریسی اور خود مختار حکومت کے مشابہ انسان ہوتا ہے تاکہ ہم سب سے ظالم انسان پر نظر کر سکیں اور اس کو سب سے عادل انسان سے مقابلہ کریں اور اس طرح اپنی تحقیق انسانوں کی ترتیب وار قابلیتوں کی پوری کریں تاکہ خالص عدالت اور خالص ظلم کی قابلیتوں کو بہ ترتیب ملاحظہ کر سکیں جس حد تک کہ سعادت یا شقاوت سے ان صاحبان اخلاق کے تعلق ہے۔ تاکہ ہم یا تو تھریسیماخس کی بات سنیں اور ظلم کا تعاقب کریں یا اس دلیل کو قبول کریں جو نظر میں آ رہی ہے اور عدالت کا تعاقب کریں؟

ہم کو بہر طور ایسا کرنا چاہئیے۔

اچھا پس چونکہ ہماری عادت اول سے یہ تھی کہ پہلے اخلاقی خصوصیات کو ریاست کی جانچیں قبل فرد انسان کو جانچنے کے کیونکہ اس طریقہ میں زیادہ تر صفائی مد نظر ہوتی ہے پس اگر تم مہربانی کرو تو ہم اس موقعہ پر لالچی دستور کے جانچنے سے ابتدا کریں۔ (میں اور کوئی نام جو اس کے لئے مستعمل ہو نہیں جانتا چاہئے کہ ہم اس کو ٹیما کریسی یا ٹیمارخی کہوں) اور اس کو پیش نظر رکھ کے ہم حریص آدمی کے جانچنے کی طرف توجہ کریں۔ اور اس کے بعد پھر اولی گارکی طرف جاؤں اور پھر اس کے متعلق انسان پر نظر کروں اور اسکے بعد جمہوریت پر نظر کر کے جمہوری انسان پر غور کروں اور سب کے بعد پھر ہم ایسے شہر میں داخل ہوں جہاں خود مختار حکمراں ہو اور اس کا مشاہدہ کروں اور پھر اس نفس میں غور کروں جو کہ مقابل ہے اور اس مسئلہ مجوزہ کے لائق قاضی ہونے کی کوشش کروں۔

اس نظام مشاہدہ اور فیصلہ کے لئے کم از کم عقل سلیم ہونا چاہئیے۔

میں نے کہا پس آؤ ہم بیان کرنیکی کوشش کریں کہ ٹیما کریسی ارسطا کریسی سے کس طرح پیدا ہوگی۔ کیا ہم یہ ضابطہ نہ مقرر کریں کہ کسی آئین کے تغیرات بغیر کسی استثنا کے فرقہ حکام میں پیدا ہوتے ہیں اور فقط اس صورت میں جبکہ نزاعات اس میں جاگزیں ہوجاتے ہیں؟ کیونکہ جب تک اُن میں اتحاد رہتا ہے تو اس میں تزلزل نہیں ہوتا اگرچہ ازروئے شمار یہ کیسا ہی خفیف ہو۔

ہاں یہ سچ ہے۔

مہربانی کرکے گلاکن کہو کیونکر ہماری ریاست میں تزلزل ہوگا اور کس طریق سے تقسیمیں پیدا ہونگی خواہ معاونوں میں خواہ قضاۃ میں یا خود ان جماعتوں میں؟ کیا تم میوزز کے سامنے ہم سے التجا کراؤ گے مثل ہومر کے کہ ہم سے کہے وکیونکر پہلی تقسیم داخل ہوئی، اور تم ہم سے اُن کو بیان کراؤ قصہ غم انجام کی طرح اعلیٰ درجہ کی عبارت میں مثل بچوں کے ہم سے کھیلو جب وہ سنجیدہ گفتگو کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں تو تمسخر کرتے ہیں؟

ان کے جواب کیا ہوں گے؟

کچھ اس معنی سے:- یہ بلاشک مشکل کہ جس ریاست کا یہ آئین ہو وہ متزلزل ہوجائے۔ لیکن چونکہ ہر چیز جو وجود میں آئی ہے ضرور ہے کہ ایک دن فنا ہوجائے گو ہمارے نظام کی طرح ہو ہمیشہ باقی نہ رہے گا بلکہ ضرور ہے فاسد ہوجائے۔ فساد حسب ذیل ہوگا:

نہ صرف نباتات بلکہ حیوانی مملکت بھی قابل تغیرات ہیں بارآوری اور بے بری میں۔ ذہنی اور جسمانی۔ اور یہ تغیرات مطابق ہوتے ہیں بعض دوری انقلابات کے ساتھ جن میں تفاوت ہوتا ہے ہر صورت میں طول کے لحاظ سے موافق طول حیات اس چیز کے۔ اب بارآوری اور عدم بارآوری پر اپنی نسل کے نظر کرو اگرچہ وہ لوگ جن کو تم نے تربیت کیا ہے کہ وہ حکام ہوں سیاست میں اہل عقل ہیں لیکن باوجود مشاہدات اور حسابات کے مبارک زمانہ ان سے چھوٹ جائے گا۔ یہ ان کی لغزش کا باعث ہوگا اور ان کے بچے ہوں گے خلاف اوقات پر۔ اب دور

ایک خدائی نسل کی شامل ہے عدد تام میں لیکن دور انسانی نسل کا ظاہر ہوتا ہے عدد ہندسی سے جن پر نیک یا بد ہونا صفات پیدائش کا موقوف ہے۔ اور جب تمھارے محافظ جہالت سے بے وقت شادیوں کا انعقاد کرتے ہیں۔ ان شادیوں کے بچے بے بہرہ اور بدنصیب ہوں گے ان میں سے بہترین اپنے متقدمین کے ذریعہ مقام حکومت پر قائم ہوں گے لیکن باوصف اس کے وہ اس کے قابل نہ ہونگے اور باپوں کے کام پر فائز ہوں گے سب سے پہلے وہ ہماری تحقیر کرنا شروع کریں گے اور بحیثیت محافظ اپنے فرائض کا لحاظ نہ کریں گے اور اول موسیقی کو بے حقیقت جانینگے اور پھر جمناسٹک کو۔ اس طرح تمھارے نوجوان تعلیم یافتہ بدترین ہوتے جائیں گے اور اس کا یہ نتیجہ ہوگا کہ ایسے مجسٹریٹ عہدہ پر قائم ہوں گے جو اپنے فرائض میں ناکامیاب رہیں گے اور ہر ہیوڈ کی نسلوں میں اور تمھاری نسلوں میں امتیاز نہ کر سکیں گے یعنی وہ جو سنہری روپہلی برنجی اور آہنی ہیں اور یہ آمیزش لوہے کی چاندی کے ساتھ اور پیتل کی سونے کے ساتھ مساوی طور سے پرورش پائینگی اور غیر متناسب بے انتظامی میں رہیں گے اور جب کبھی جڑ پکڑیں گے اُن کی نشو و نما سے ہمیشہ دشمنی اور جنگ پیدا ہوگی اس طرح سے ہم ایجاباً کہہ سکیں گے کہ ایسی نسل کا پیدا ہونا بلا اختلاف تقسیمات سے نمودار ہوگی۔

ہاں اور ہم اس کو تسلیم کریں گے کہ جواب میوزز کا درست ہے اور طرح کیونکر ہو سکتا ہے جبکہ یہ گفتگو میوزز کی ہے۔

اس نے دریافت کیا اس کے بعد میوزز کیا کہتے ہیں؟

جوں ہیں ایک تقسیم پیدا ہوتی ہے تو غالباً دونوں فریق جلد منحرف ہو جائیں گے۔ نسلیں آہنی اور برنجی روپیہ پیدا کرنے کی طرف راغب ہوں گی اور حاصل کرنا زمین اور مکانات اور چاندی اور سونے کا اختیار کریں گی جبکہ باقی ماندہ دونوں مالامال بہرہ ور نسلیں افلاس کے نہ ہونے کی وجہ سے اپنے ذہن کو نیکی اور قدیم آئین اشیاء کی طرف رجوع کرینگے

مگر شدت اُن کی نزاعات کی دونوں فریقوں کو موافقت کی جانب راغب کرے گی یہ سمجھ کے کہ زمین اور مکانات کو باہمی طور سے بانٹ کے اپنا کرلیں اور اپنے آزاد متولیوں اور دوستوں پرورش کنندوں کو غلام بنائیں اور مابعد اس عہد کے اُن کو ادنیٰ درجہ کا قبیلہ تصور کریں بطور اپنے خدام کے اور جنگ اور حفاظت ذات میں مصروف ہوں۔

میں یقین کرتا ہوں کہ تم نے نہایت صحت کے ساتھ دیماکریسی کے طریقہ کو بیان کیا۔ تو کیا یہ آئین ارسطا کریسی اور اولی گارکی مثل اوسط کے نہ ہوگا۔

ضرور ہوگا۔

جب یہ طریقہ ہے تو کس طرح ریاست زیر بحث اپنے آپ کو چلائے گی بعد انقلاب کے؟ کیا یہ ظاہر نہیں ہے کہ جب یہ ریاست اپنے پہلے آئین اور اولی گارکی میں اوسط ہے تو یہ کچھ ایک کی تقلید کریگی اور کچھ دوسرے کی علاوہ اپنی ذاتی خصوصیات کے؟

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

پس اس عزت میں جو کہ طبقہ مبارز مجسٹریٹوں کے لئے کرے گا اور اس طبقہ کے زراعت دست کاری بلکہ جملہ اشغال تحصیل منافع سے اجتناب کرنے میں اور قائم کرنے میں عام لنگر خانوں کے اور جمناسٹک کی سرگرمی میں اور فنون جنگ کی تعلیم میں —— ان جملہ امور میں وہ پہلے آئین کی تقلید کرے گا۔ کیا نہ کرے گا۔

کرے گا۔

مگر دانشمندوں کو سرکاری عہدہ دینے کے خوف سے۔ کیونکہ دانشمند عہدوں پر قابض ہونے کے اعتبار سے بطور کافی سادہ اور خالص مادہ کے نہیں ہوتے بلکہ اُن کی ماہیت مرکبہ ہوتی ہے۔ اور اپنے ذلیل میلان طرف صاحبان جوش اور ان لوگوں کے جن کی سیرت میں فراخدلی کم ہے جن کو زیادہ تر شوق جنگ کا ہے بہ نسبت صلح کے اور وہ فنون کی زیادہ قدر

کرتے ہیں اور حیلوں اور فریبوں کو پسند کرتے ہیں جن کی جنگ میں ضرورت ہوتی ہے اور متواتر مخاصمے جو جنگ کی وجہ سے جاری رہتے ہیں ___ اکثر ان امور میں اس کی سیرت مخصوص ہوگی کیا نہ ہوگی؟

ہوگی۔

میں نے کہا پھر ایسے اشخاص ارکان اولی گارکی کو پسند کرینگے دولت کے حریص ہوں گے اور نہایت جوش کے ساتھ مگر پوشیدہ توجہ سونے اور چاندی کی طرف رکھتے ہوں گے اس واقعہ کہ وہ گوداموں کے مالک ہوں گے اپنا ذاتی خزانہ رکھتے ہوں گے جن میں وہ اپنا مال رکھیں اور دیواروں سے مکانات رکھتے ہوں گے جو بلاشک ان کی خلوت گاہیں ہوں گی جن میں وہ فضولی کے ساتھ دولت صرف کریں گے اپنی بیبیوں پر یا اور چیزوں پر جو ان کو خوش رکھے۔

اس نے کہا بالکل سچ۔

لہذا جبکہ ان کی حریص طبیعت دوسرے لوگوں کے روپیہ کو فضولی سے خرچ کرائیگی مگر اسی وقت میں اپنے روپیہ میں کفایت شعار ہوں گے کیونکہ وہ مال کی قدر کرتے ہیں اپنے تمول کو پوشیدہ کرتے ہیں اور چھپا کے عیش و طرب کرتے ہیں اور قانون سے دبکتے ہیں جس طرح بچے باپ سے دبکتے ہیں کیونکہ ان کی تعلیم ترغیب سے نہیں ہوئی بلکہ قوت سے اس سبب سے کہ انھوں نے استخفاف کیا ہے حقیقی میوز (گانے کی دیوی سرستی) کا جو ساتھ ہی ساتھ گہری فلسفیانہ تحقیق کے چلتی ہے اور جمناسٹک کو موسیقی سے زیادہ عزت دی ہے۔ تم ایسے آئین کا بیان کرتے ہو جو مرکب ہے نیکی اور بدی سے

میں نے جواب دیا ہاں یہ مرکب ہے لیکن یہ سبب غلبہ جوشیلے عنصر کے ایک خاص بات ہے جس کو یہ صاف رنگوں میں نمایاں کرتی اور وہ فرقہ کا جوش ہے اور امتیاز کی محبت۔

ہاں قطعاً ایسا کرتی ہے۔

پس ایسا مبدء ہوگا اور ایسا یا تقریباً ایسا ہوگا خاصہ اس آئین کا اگر ہم ایک نظری خاکہ اس کی صورت کا کھینچ کے مطمئن ہو جائینگے بغیر اس کے کہ اُسے کامل طور سے بناؤ جس کی ہم کو ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہم اس خاکہ سے سب سے زیادہ عادل اور سب سے زیادہ ظالم انسان کو بطور کافی امتیاز کر سکتے ہیں اور اس سبب سے کہ اس میں طول فضول ہے کہ بغیر کسی امر کو ترک کئے ہوئے ہر آئین پر بحث کر سکیں اور ہر سیرت کو۔

اس نے کہا تم درست کہتے ہو۔

پس وہ انسان کون ہے جو اس آئین کا جواب ہے اُس کا مبدء کیا ہے اور اس کی سیرت کیسی ہے؟

ایڈی مانٹس نے کہا میں خیال کرتا ہوں کہ بحیثیت ایک انسان کے جس کو فرقہ کا جوش ہو چاہیئے کہ وہ تقریباً مشابہ ہمارے دوست گلاکن کے ہو۔

میں نے جواب دیا شاید ایسا ہو ایک فریق کے انسان ہونے کی حیثیت سے لیکن امور ذیل میں میں نہیں خیال کرتا کہ اس کی طبیعت گلاکن کے ساتھ مطابقت رکھتی ہے۔

وہ امور کیا ہیں؟

بہ نسبت گلاکن کے ضرور ہے کہ وہ زیادہ خود رائے ہو اور علم ادب کا کمتر شایق ہو۔ تاہم وہ تحصیل علم میں منہمک ہو اور سننے کا شایق ہو مگر مقرر نہ ہو۔ ایسی سیرت کا شخص غلاموں کو حقیر نہ جانتا ہوگا بہ نسبت کامل تعلیم یافتہ کے اگر وہ ان کے ساتھ بخشونت سلوک کرے اور اسیوقت میں نرمی کا سلوک کرے اولاد احرار کے ساتھ۔ وہ بہت ہی مطیع ہوگا مجسٹریٹوں کا امتیاز اور حکومت کے شوق سے۔ جس کا وہ دعویٰ کرتا ہے نہ خطابت کی بنیاد پر یا کوئی اور چیز مثل اس کے بلکہ سلاح جنگ کے کاموں کی بنیاد پر اور دلیری کے جو جنگ سے موافقت

رکھتے ہوں اور وہ جسمانی ورزشوں اور میدان داری کے امور میں انہماک رکھتا ہے۔

سچ ہے یہ سیرت ہے اس کے مطابق حکومت مشترکہ کی۔

اور اس کے ساتھ ہی کیا ایسا شخص ایام طفلی ہی سے دولت کو ناچیز سمجھتا ہے؟ اور زیادہ عمر کا ہوتا ہے کیا وہ ہمیشہ اس کی عزت نہ کرے گا کیونکہ اس میں ایک شائبہ زر دوست کی طبیعت کا موجود ہے اور اس سبب سے کہ اس کی نیکی بے داغ نہیں ہے اس لئے کہ اس نے بہترین محافظوں سے جدا ہو گیا تھا؟

ایدی مانٹس نے پوچھا وہ محافظ کون ہے۔

میں نے جواب دیا عقلی تحقیقات موسیقی کے ساتھ ملی ہوئی کیونکہ صرف یہی اپنی موجودگی اور سکونت ہم خانگی اس کے صاحب کو ایک عمر کی نیکی کیساتھ محفوظ رکھ سکتی ہے۔

یہ خوب کہا۔

ہم ایسی سیرت پاتے ہیں عزت کی حکومت کے نوجوان کی جو مشابہ عزت کی ریاست کے ہے۔

بالکل سچ ہے۔

میں نے کہا اس کے مبدء کا سراغ حسب ذیل ہے وہ نوجوان لڑکا ایک فاضل باپ کا جو ایک شہر میں رہتا ہے جیسا کہ عموماً ہوتا ہے جس کا آئین ناقص ہے وہ اعزازی عہدوں اور قانونی نزاعات سے اجتناب کرتا ہے اور ایسی ہی اور نشانیوں سے ایک بیچین روح کی اور وہ نقصان برداشت کر لیتا مگر تکلیف نہیں اٹھاتا۔

مہربانی کر کے ایسی سیرت کی ساخت کو بیان کرو۔

اس کی ابتدا اس تاریخ سے ہوتی ہے جبکہ لڑکا اپنی ماں کی شکایتوں کو سنتا ہے جبکہ اور عورتیں اس کو حقیر سمجھتی ہیں اس لئے کہ اس کا شوہر کوئی رکن حکومت نہیں ہے اور جو یہ بھی دیکھتی ہے کہ وہ روپیہ سے زیادہ تعلق خاطر

نہیں رکھتا اور وہ مقدمہ بازوں کی طرح قانونی عدالتوں یا عوام الناس کے جلسوں میں شور نہیں مچاتا ان جملہ امور سے وہ بالکل بے پروائی ظاہر کرتا ہے مزید برآں وہ ادراک کرتا ہے کہ وہ ہمیشہ دل میں غور کرتا رہتا ہے اور وہ زیادہ تر زوجہ کی عزت نہیں کرتا اگرچہ تحقیر بھی نہیں کرتا ان جملہ اسباب سے وہ پریشان رہتی ہے اور اپنے لڑکے سے کہتی ہے کہ تیرا باپ کوئی مال نہیں ہے اور اس کا بیچکارہ ہونا گناہ کی حد تک پہنچتا ہے اور جملوں کا کیا ذکر جو عورتیں ایسے مردوں کو کہا کرتی ہیں۔

ایدی مانٹس نے کہا ہاں عورتیں بہت کچھ کہتی رہتی ہیں جو بالکل ان کی سرشت سے مناسبت رکھتا ہے۔

میں نے کہا بلاشک تم آگاہ ہو کہ نوکر بھی ایسے اشخاص کے — وہ نوکر جو اپنے آقاؤں کے منافع اپنے دل میں رکھتے ہیں۔ بعض اوقات بجائے خود ایسے خیالات کا اظہار لڑکوں سے کرتے رہتے ہیں اور یہ کہ جب کسی آدمی کو باپ کا قرضدار دیکھتے ہیں یا کسی اور طریق سے اس کا قصور کرتے ہیں اور کوئی کارروائی اس کے خلاف نہیں کی جاتی تو وہ لڑکے کو نصیحت کرتے ہیں کہ جب وہ بڑا ہو تو ایسے لوگوں سے انتقام لے اور باپ سے بڑھ کے مردانگی کرے۔ اسی طرح جب لڑکا سفر پر جاتا ہے تو وہ اور متاثیں اسی چیز کی دیکھتا اور سنتا ہے کہ خاموش اور مداخلت نہ کرنے والے شہر میں سادہ لوح کہے جاتے ہیں اور دیکھتا ہے کہ ان کی بہت کم عزت ہوتی ہے درحالیکہ جو لوگ مشغول رہتے ہیں ان کی عزت کی جاتی ہے اور تعریف ہوتی ہے اس پر نوجوان سن کے اور دیکھ کے ان جملہ امور کو اور دوسری طرف اپنے باپ کی گفتگو سن کے اور نہایت دقت کے ساتھ اپنے اشغال کا امتحان کر کے دوسرے لوگوں کے مقابل دو اثروں سے دو طرف کھینچا جاتا ہے۔ ایک طرف اس کا باپ پرورش اور آبیاری کرتا ہے عقلی عنصر کی اپنے نفس میں دوسری جانب اور لوگ آبیاری اور پرورش کرتے ہیں قوت شہوی اور غضبی کی اپنے سرشت میں۔ اور اس لئے کہ گو اس کا مزاج برے آدمی کا سا نہیں ہے

وہ خود اس کے قطع نظر بری صحبت میں دوسرے لوگوں کی شریک ہوا ہے وہ ان مرکب اثروں اوسط کے مقام کھنچ آیا ہے یہاں وہ حکومت اپنی اوسط کے عنصر کو سپرد کر دیتا ہے جو گرم مزاج اور جھگڑالو ہے اور آتش مزاج حریص انسان ہو جائے گا۔

اس نے کہا مجھے معلوم ہوتا ہے تم نے ایسی سیرت کی پیدائش کا ٹھیک بیان کیا ہے۔

بس ہم دوسرے آئین اور دوسرے انسان پر قابض ہیں۔

ہم ہیں۔

تو کیا ہم کو لازم نہیں ہے کہ ہم ایس کائی لوس کے الفاظ بیان نہ کریں۔

ایک اور آدمی ایک اور ریاست کے سزاوار ہی

یا بلکہ اپنے منصوبہ کے موافق ریاست کے بیان سے کیوں نہ شروع کریں؟

اس نے جواب دیا بہر طور۔

اچھا تو میں خیال کرتا ہوں کہ دوسرا آئین جو ترتیب میں آتا ہے وہ اولی گارکی ہے؟

میں نے جواب دیا وہ آئین جو جائداد کے وصف پر مبنی ہے جس میں دولت مند فرمانروائی کرتے ہیں اور مفلس کا کوئی حصہ حکومت میں نہیں ہے۔

میں سمجھتا ہوں۔

کیا ہم کو لازم نہیں کہ تیمارکی سے اولی گارکی میں جو انقلاب ہوتا ہے اس کے پہلے مراتب کو بیان کریں؟

ہم کو یہی چاہئے۔

اچھا بلاشائبہ ایک اندھا بھی معلوم کر سکتا ہے کہ یہ انتقال کس طرح عمل میں آتا ہے۔

کیونکر؟

کثرت سونے کے سیلاب کی ذاتی خزانوں میں اس آئین کو جس کا ابھی ذکر ہوا ہے تباہ کر دیتا ہے۔ کیونکہ پہلا نتیجہ اس کا یہ ہے کہ مالکان زر اپنے روپیہ کے صرف کرنے کے طریقے ایجاد کرتے ہیں اور قوانین کو فاسد کر دیتے ہیں نیت فساد سے اور بذات خاص قانون کی نافرمانی کرتے ہیں اور ان کی بیبیاں بھی۔

تعجب ہوگا اگر وہ ایسا نہ کریں۔

پھر وہ۔ اگر میں غلطی نہ کرتا ہوں۔ آگے چلتے ہیں رشک کی نظروں سے ایک دوسرے کو گھورتے ہیں اور رقابت کے طریق پر عمل کرتے ہیں جس سے شخص ریاست پر جس کے یہ ارکان ہیں اس سیرت کا نشان مرتسم ہو جاتا ہے۔

یہ وہ بات ہے جس کی ہم توقع کر سکتے ہیں۔

اور اس کے بعد وہ حصول زر پر زور ڈالتے ہیں اور نیکی کی قدر چھوڑ دیتے ہیں جس قدر دولت کی قدر ان میں زیادہ ہوتی اسی نسبت سے نیکی کم ہوتی ہے کیا تم اس کا انکار کر سکتے ہو کہ دولت اور نیکی میں ایک خلیج حائل ہے جب اس کو ترازو میں تولیں تو ایک پلہ اترے گا اور دوسرا چڑھ جائے گا؟

یہ بالکل سچ ہے۔

لہذا جب دولت اور دولتمند کی کسی ریاست میں عزت کیجاتی نیکی اور نیک قعر مذلت میں ڈوب جاتے ہیں

ظاہر ہے۔

اور جس کی عزت ہوتی ہے اس سے کام چلتا ہے اور جس کی بیعزتی کی جاتی ہے اس سے غفلت کی جاتی ہے۔

سچ ہے۔

لہذا بجائے جھگڑالو اور لالچی ہونے کے ان لوگوں کا انجام یہ ہوتا ہے کہ

وہ لوگ سود دوست اور طامع ہو جاتے ہیں اور جب وہ ستائش اور قدر شناسی دولتمندوں کی کرتے ہیں اور ان کو عہدے دیتے ہیں تو وہ مفلسوں کی تحقیر کرتے ہیں۔

یقیناً وہ ایسا کرتے ہیں۔

بالآخر وہ ایک قانون نافذ کرتے ہیں جو کہ جان اولی گارکی آئین کا ہے وہ ایک مقدار پر رضامند ہو جاتے ہیں جس کی کمی بیشی حسب قوت اصول اولی گارکی کے ہوتی ہے اور جس کے پاس مقدار قرار دادہ کے مساوی جائداد نہیں ہوتی اس کو حکومت میں کوئی حصہ نہیں ملتا۔ اور وہ ان تدابیر کو بزور قوت جاری کرتے ہیں مسلح ہو کے اگر وہ پہلے سے مجوزہ آئین کے قایم کرنے میں کامیاب نہیں ہو جاتے اس خوف سے جو انھوں نے دلوں میں ڈال دیا ہے۔ یا میں غلطی پر ہوں؟

نہیں تم صحیح کہتے ہو۔

اور یہ المتحضر قیام اولی گارکی کا ہے۔

سچ ہے لیکن التماس یہ ہے کہ اس آئین کا کیا خاصہ ہے۔ اور وہ کون سے قصور ہیں جو ہم نے اس کی طرف منسوب کئے ہیں؟

میں نے جواب دیا اس کا پہلا قصور اصل ماہیت میں اس کے قانون کے موجود ہے۔ کیونکہ غور کرو کیا نتیجہ ہوگا اگر ہم اپنے ملاحوں کو متعین کریں جائداد کی صفت کے اصول پر نادار آدمی کو وہ جگہ نہ دیں اگرچہ وہ بہتر ملاح ہو۔

اس نے جواب دیا بحری سفر کی کیسی تباہی ہو گی۔

کیا ایسی حالت کا اطلاق اور کسی چیز کے انتظام کا نہ ہوگا خواہ وہ کچھ ہی ہو؟

ہاں میں یہی خیال کرتا ہوں۔

میں نے پوچھا کیا تم ریاست کو اس سے مستثنیٰ کرتے ہو؟ یا تم اس کو بھی داخل کرتے ہو؟

اس نے جواب دیا میں اس کو یہ سمجھ کے کہ یہ انتظام نہایت مشکل ہے اور اہمیت رکھتا ہے نہایت تخصیص کے ساتھ داخل کرتا ہوں۔

پس اس میں بھی ایک قصور اولی گارکی ہے اور یہ کہ وہ ہے بدیہی ہے۔

پھر کیا حسب ذیل قصور کسی طرح کم رنج دہ نہیں ہے بہ نسبت پہلے قصور کے؟

وہ کیا ہے۔

اس لیے کہ ایسا شہر ضرور ہے کہ اپنے اتحاد کو مفقود کر دے گا اور دو شہر ہو جائیں گے ایک میں متمول ہوں گے اور دوسرے میں مفلس یہ دونوں فریق ایک ہی مقام پر ساکن ہوں گے اور ایک دوسرے کے خلاف منصوبے کرینگے۔

پھر تو یہ قصور مجھے یقین ہے ویسا ہی خراب ہے جیسا کہ پہلا۔

دوم یہ کہ: یقیناً یہ کوئی قابل ستائش امر نہیں ہے کہ وہ ناقابل (جنگ) ہوں جیسا کہ غالباً ہوگا) اور کسی سے محاربہ نہ کر سکیں۔ واقعہ یہ ہے کہ اگر وہ مسلح ہوں اور عوام سے کام لیں تو ضرور ہے کہ وہ ان سے ایسے ہی خائف ہوں جیسے دشمن سے اور اگر ان سے کام لینے میں متردد ہوں تو ضرور ہے کہ وہ اولی گارکی کے ارکان معلوم ہوں گے بہ تحقیق عین معرکۂ جنگ میں اس کے ساتھ ہم یہ ضرور اضافہ کریں گے کہ بسبب زر دوستی کے وہ محصول جنگ کا ادا نہ کریں گے۔

تم صحیح کہتے ہو۔

پھر ہم ایک نقطہ پر رجوع کرتے ہیں جس کی تم کچھ وقت پہلے مذمت کرتے تھے۔ کیا تم اس کو بجا سمجھتے ہو کہ وہی آدمی بعینہ مختلف پیشوں میں مشغول ہو ایک ہی وقت میں زراعت و حرفت و جنگ جو صورت اس آئین میں ہے؟

نہیں اس کے موافق کچھ نہیں کہا جا سکتا۔
اب غور کرو کہ یہ بدی جو تمام بدیوں سے بڑھ کے ہے نہیں تسلیم کی جاتی اور اگلوں میں کسی نے اس کو تسلیم نہیں کیا۔
وہ کیا ہے؟
میں اشارہ کرتا ہوں اس عادت کی طرف کہ ایک شخص کو اجازت دی جائے کہ وہ اپنی کل جائداد فروخت کر دے اور دوسرا اس کو خرید لے۔ پہلا مالک شہر میں رہتا ہو بغیر اس کے کہ وہ جزو ریاست رکھتا ہو خواہ اہل حرفہ یا صناع یا سوار یا پیادے کی حیثیت سے بلکہ وہ کہا جاتا ہے ایک نادار شخص اور مفلس۔
اگلے آئینوں میں کسی نے اس عادت کو تسلیم نہیں کیا۔
کم سے کم یہ کہہ سکتے ہیں یہ اتفاق ان شہروں میں ممنوع نہیں ہے جن کا آئین اولی گارکی سے منسوب ہے۔ دوسری طرح یہ غیر ممکن ہو گا کسی شخص کے لئے کہ وہ لاانتہا متمول ہو جبکہ دوسرے مفلس ہیں۔
سچ ہے۔
میں چاہتا ہوں کہ تم ایک اور امر کو جانچو اس وقت پر جبکہ یہ شخص روپیہ کو صرف کر رہا تھا اپنے تمول کے زمانے میں کیا وہ ایک ذرہ کے برابر زیادہ مفید تھا ریاست کے لئے ان مقاصد سے جن کو ہم ابھی بیان کرتے تھے؟
یا یہ صورت تھی کہ اگرچہ وہ ایک سرکاری معلوم ہوتا تھا لیکن نہ وہ درحقیقت حاکم تھا نہ ملازم ریاست بلکہ اس کے مال کا صرف کرنے والا؟
اس نے جواب دیا بیان گزشتہ سچی توجیہ ہے۔ وہ بقول تمھارے وہ نہ تھا جو تم کہتے ہو درحقیقت ایک صرف کنندہ اس کی دولت کا تھا؟
کیا تم ہم سے یہ کہوانا چاہتے ہو کہ جس طرح شہد کی مکھی کا نر چھتے میں نشوونما پاتا ہے وہ شہد کے لئے ایک آفت ہے یہ شخص مذکور بھی

نرگس کی طرح پرورش پاتا ہے اپنے مکان میں ریاست کے لئے آفت ہے؟

سقراط بلاشک وہ ایسا ہی کرتا ہے۔

اور ایدیمانٹس کیا یہ صحیح نہیں ہے اگرچہ خدائے تعالی نے اڑنے والے نروں سے کسی کو ڈنک نہیں دئے ہیں لیکن اس (عزّ اسمہ) نے چلنے والے نروں سے بعض کو بے ڈنک جبکہ بعض بڑے مہیب ڈنک بخشتے ہیں؟ اور یہ جبکہ بے ڈنک کے نر بوڑھے ہوکے گدائی میں زندگی تمام کرتے ہیں اور ڈنک مارنے والے نر بخلاف آن کے اپنے زمرہ سے جو مجرمین سے نام زد ہوتے ہیں ان کو خارج کر دیتے ہیں؟

یہ بالکل سچ ہے

پس یہ صاف ظاہر ہے کہ جب کبھی تم گداگروں کو کسی شہر میں دیکھو تو تم کو یقین کرنا چاہئے کہ اسی مقام پر چور جیب کترے مندروں کو لوٹنے والے اور ایسے ہی جرموں کے مرتکب چھپے ہوئے ہیں۔

سچ ہے۔

اور جن ریاستوں میں اولی گارکی ہے کیا تم ان میں گداگر نہیں دیکھتے؟

اس نے کہا ہاں تقریباً سب گداگر ہیں سوا حکام کے۔

پس کیا یہ ہماری رائے ہے یا نہیں ہے کہ ایسی ریاستوں میں بہت سے بدکار بھی ہوتے ہیں نیش سے مسلح جن کو مجسٹریٹ خاص قوت سے دبائے رکھتے ہیں؟

یقیناً یہی ہماری رائے ہے۔

تو کیا ہم یہ نہ کہیں کہ وہ سبب جس سے ایسے اشخاص پیدا ہوتے ہیں کمی تعلیم کی ہے اور بری تربیت اور خراب حالت دولت مشترکہ کی؟

ہاں ہم یہ کہیں گے۔
پس یہ یا کچھ اسی طرح کی اس ریاست کی طرح ہے جہاں اولی گارکی ہو اور اس میں ٹھیک اتنی ہی برائیاں ہونگی یا اگر اس سے زیادہ نہ ہوں۔
اس نے کہا تم نشانہ سے قریب ہو۔
پس ہم اس دولت مشترکہ کے بیان کو ختم کرتے ہیں جس کو اولی گارکی کہتے ہیں بہر طور ہم کو ایسا کرنا چاہیے۔
پس مجھ سے کہو کہ انقلاب زمینداراشاہی کے انسان سے جس کو میں بیان کر چکا ہوں اولی گارکی کے انسان میں اس طرح ہوتا ہے یا تقریباً اسطرح کیونکر؟
زمینداراشاہی کے انسان کا ایک لڑکا ہے جو اولاً اپنے باپ سے دعوی ہمسری کرتا ہے اور اس کے قدم بقدم چلتا ہے اور پھر یکبارگی وہ اس کو ریاست میں غرق دیکھتا ہے جیسے جہاز تہ آب چٹان پر بیٹھ جاتا ہے اور اس کی جائداد اور اس کی ذات جہاز سے باہر پھینک دی جاتی ہے اس کو دیکھتا ہے کہ وہ ملکی افواج پر حکومت کر چکا ہے اور بالاتر عہدہ پر رہ چکا ہے جھوٹے مخبر اس کو تباہ کرکے ماخوذ کرادیتے ہیں اور اس کی رد بکاری ہو رہی ہے قتل کیا جاتا ہے یا جلاوطن ہوتا ہے یا رائے دہی سے محروم کر دیا جاتا ہے اور اس کی کل دولت ضبطی میں آجاتی ہے۔
یہ سب اچھی طرح واقع ہو سکتا ہے۔
اچھا میرے دوست جس وقت لڑکا یہ دیکھتا اور حس کرتا ہے اور اپنی جائداد کھو دیتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ خوف زدہ ہو جاتا ہے تو وہ اپنے دل کے تخت حرص و ہوس کی فوج کو آگے بڑھاتا ہے اور جوش اور سرگرمی کو رو براہ کرتا ہے اور افلاس سے عاجز ہو کے وہ روپیہ پیدا کرنا شروع کرتا ہے اور وہ نہایت ہی حقیر اور کم کم بچاتا ہے

اور سخت کوشش کر کے دولت جمع کرتا ہے۔ کیا تم نہیں خیال کرتے کہ ایسا شخص اس تخت پر شہوت اور حرص کے عنصر کو متمکن کرتا ہے اور دل کو تاج اور طوق سے زینت بخشتا ہے اور ایک مشرقی بادشاہ بنا دیتا ہے اور اس کی کمر میں شمشیر لگا دیتا ہے؟

اس نے جواب دیا میں خیال کرتا ہوں۔

لیکن عقلی اور سرگرم عناصر کو میرے نزدیک اس تخت کے نیچے زمین پر بٹھا دیتا ہے اس پہلو اور اس پہلو پر مثل رعایا اور غلاموں کے اور اول کو منع کرتا ہے کہ کسی اور مسئلہ کی تحقیق اور تدقیق نہ کی جائے الّا یہ کہ دولت کس طرح بڑھائی جائے اور دوم یعنی حرص کو منع کرتا ہے کہ سوائے دولت اور دولتمند کے کسی کی قدر نہ کرو اور کسی شے کا حوصلہ نہ کیا جائے سوا اکتساب دولت کے اور وسائل دولت کے۔

انقلاب حوصلہ مند کا حریص نوجوان میں اسقدر جلد اور ایسا پورا نہیں ہو سکتا۔ پس اب مجھ سے کہو کہ ایسا شخص اولی گارکی سے منسوب ہے کہ نہیں؟

ہاں بہر صورت وہ شخص جس سے ایسا شخص انقلاب سے پیدا ہوا ہے اس آئین کے مشابہ ہے جو اولی گارکی پر مقدم تھی۔

اب ہم کو جانچنے دو کہ آیا وہ اولی گارکی سے مشابہ ہے یا نہیں ہے۔

ہاں ایسا کرو۔

اولاً کیا وہ اس امر میں اولی گارکی کے مشابہ ہے یا نہیں کہ وہ دولت کی سب سے زیادہ قدر کرتا ہے؟

بیشک ہوگا۔

اور بھی اس واقعہ سے کہ وہ کفایت شعار ہے اور سخت محنت کرتا ہے وہ صرف اپنی ضروری خواہشوں کو پورا کرتا ہے اور جملہ اخراجات سے اجتناب کرتا ہے اور اپنی دوسری خواہشوں کو بیکار سمجھ کے تابع کر لیتا ہے۔

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

دوسرے لفظوں میں وہ تخیل ہے ہر چیز سے نفع لیتا ہے اور اس کو جوڑنے کی عادت ہے ایک اُن شخصوں سے ہے جن کی انبوہ کثیر تعریف کرتا ہے یا میں غلطی پر ہوں اس خیال میں کہ ایسا وہ شخص ہوگا جو اُس آئین کے مشابہ ہوگا جس کی ہم نے ابھی تعریف کی ہے؟

اگر تم مجھ سے پوچھو تو میں خیال کرتا ہوں کہ تم حق پر ہو۔ بہر طور ریاست اولی گارکی اور وہ شخص جو زیر بحث ہے روپیہ کی سب سے زیادہ قدر کرتا ہے۔ سبب یہ ہے کہ اس شخص نے اپنی تعلیم میں محنت نہیں کی ہے۔

مجھے بھی خیال ہے کہ اس نے تعلیم میں محنت نہیں کی ہے: نہیں تو وہ بے بصیرت قائد طایفہ کا نہ مقرر کرتا اور نہ اس قدر اس کی عزت کرتا۔

بالکل سچ۔ اور اب میں یہ درخواست کروں گا کہ اس بات پر غور کرو کہ کیا ہم یہ ادعا نہ کریں کہ نرگس کی سی خواہشیں جو خواہ گدا یا نہ ہوں خواہ مجرمانہ اس شخص میں نشوونما پاتی ہیں بسبب کمی تعلیم کے اور یہ خواہشیں بقوت دوسری عاملانہ تدابیر سے دبا دی جاتی ہیں۔

بیشک ہم کو یہ دعوی کرنا لازم ہے۔

اور کیا تم کو معلوم ہے کہ ان کے افعال قبیحہ کا دیکھنا کہاں لازم ہے؟

کہاں؟

تم ان موقعوں پر نظر کرو جہاں کہیں وہ یتیموں کے ولی ہوں اور اسی قسم کے دوسرے اتفاقات جن میں ان کو کامل اقتدار ہو کہ وہ ظلم پر قدرت رکھتے ہوں۔

سچ ہے۔

تو کیا اس سے صاف ظاہر نہیں ہے کہ وہ اپنے دوسرے معاہدات

ہیں جن میں اس کی ظاہری عدالت اس کی نیک نامی کا باعث ہوتی ہے ایسا شخص ایک جبری اعتدال سے ایک درجہ کی بری خواہشوں کو جو اس کی ذات میں ہیں دبائے رکھتا ہے جن کو وہ بذریعہ عقل کے مغلوب نہیں کرتا نہ یہ یقین کر کے کہ ان خواہشوں کی تسکین خطا ہے بلکہ اتفاقات اور خود اس کا فہم اس کو سکھاتا ہے کہ ان کو دبانا چاہئے کیونکہ وہ اپنی باقیماندہ املاک کے خوف زوال سے لرزتا ہے؟

ہاں یہ بالکل صاف ہے۔

بے شک میرے دوست مجھے بالکل یقین ہے کہ جب یہ لوگ اس چیز کے صرف پر آتے ہیں جو ان کا نہیں ہے تو تم کو معلوم ہو گا کہ اکثر ان میں سے ایسی خواہشیں رکھتے ہیں جیسی نرگس کی۔

قطعاً ایسا ہی کرتے ہیں۔

لہٰذا ایسا آدمی سلیم القلب ہونے سے دور ہے اور وہ دو دلہ ہے نہ کہ ایک دلہ انسان اگرچہ عموماً اس کو معلوم ہو گا کہ اس کی پست خواہشیں اس کی بلند خواہشوں سے مغلوب ہو جائیں گی۔

سچ ہے۔

اور ان اسباب سے میں خیال کرتا ہوں کہ ایسا شخص کا ظاہر اکثر سے اچھا ہو گا لیکن حقیقی نیکی ایسے نفس کی جو تال میل سے درست ہے کہیں اوڑ جائیگی اس سے بہت دور۔

ایسا ہی میں بھی خیال کرتا ہوں۔

اور کچھ شک نہیں کہ کفایت شعار آدمی اکیلے شہری کا بدبخت رقیب ہے جب کسی انعام یا کسی معزز امتیاز پر مجادلہ ہوتا ہے ایسے مقابلہ میں نام و نمود حاصل کرنے کے لئے وہ کبھی روپیہ نہ صرف کرے گا اس خوف سے کہ کہیں قیمتی خواہشیں ہیجان میں نہ آجائیں اس کوشش اور رقابت میں شرکت کے لئے مدعو ہو گئے لہٰذا وہ ادنیٰ گارکی کی خصلت اختیار کرتا ہے جس میں کسی حد تک وہ شریک ہو گا معرکہ جنگ میں اور اکثر صورتوں میں

اپنی تحصیلی بچا لیتا ہے اور شکست قبول کر لیتا ہے۔

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

میں نے پوچھا کیا ہم اب اس مشابہت اور مطابقت کا اعتقاد نہیں رکھتے جو درمیان اولی گارکی ریاست اور کفایت شعار زر شکار کے ہے؟

نہیں اس نے جواب دیا ہرگز نہیں۔

اور اب ہم کو میرے نزدیک اس طرف چلنا چاہیئے کہ کس طریقہ سے جمہوریت (دیماکریسی) پیدا ہوتی ہے اور اس کی کیا خصلت ہوتی ہے جب وہ پیدا ہو جائے اب اس کے بعد ہم کو اس کے دریافت کی ضرورت ہوگی جس کی خصلت مطابق جمہوریت کے ہو۔ اور اس کا مقابلہ ہم اپنی ذات کے ساتھ کریں گے۔

اگر ہم مضبوطی کے ساتھ عمل کریں گے تو ہم کو وہ طریقہ اختیار کرنا چاہیئے کیا انقلاب اولی گارکی سے جمہوریت میں اس طرح نہیں ہوتا کہ بے اعتدالی کے ساتھ شوق حصول دولت کا پیدا ہو جو علی رؤس الاشہاد سب سے بڑھی ہوئی برکت تسلیم کی جاتی ہے اور اس کی تحصیل فرض تصور کی جاتی ہے یہ انقلاب حسب ذیل صورت اختیار کرتا ہے؟

مہربانی کر کے اس کو بیان فرمایئے۔

چونکہ قوت حکام کی اولی گارکی ریاست میں بالکلیہ ان کی دولت عظیم پر موقوف ہے وہ اس پر راضی نہیں ہیں کہ اپنے زمانہ کے خواہش پرست نوجوانوں کو زیر تہدید رکھیں اس حد تک کہ دولت کا صرف کرنا قانوناً ممنوع قرار دیں اس لئے کہ ان کو امید ہے کہ ایسے لوگوں کی مملوکات خرید کر کے اور ان کو روپیہ قرض دیکے وہ اپنے کو اور بھی مالدار بنا لیں گے اور معزز ہو جائیں گے۔

لاکلام ایسا ہی ہے۔

اور کیا فی الحال یہ ظاہر نہیں ہے کہ یہ غیر ممکن ہے کہ کسی ریاست کے

شہری دولت کی عزت کریں اور اسی وقت میں کافی مقدار اعتدال کی بھی اکتساب کر لیں۔ اس سبب سے کہ ان کو ایک سے ضرور غفلت کرنا ہوگا؟

اس نے جواب دیا یہ خاصے طور سے ظاہر ہے۔

لہٰذا حکام ایسی ریاستوں کے چونکہ وہ بے پروائی سے خواہش پرستی بغیر روک ٹوک کے جائز رکھتے ہیں اور اکثر شرفا زادوں کو افلاس پر مجبور کرتے ہیں۔

ہاں وہ یہی کرتے ہیں۔

اور جو لوگ اس طرح افلاس زدہ ہو گئے ہیں میرے خیال میں خفیہ طور سے شہر میں موجود رہتے ہیں جو آلات ایذا رسانی سے مسلح ہوتے ہیں بعض بوجہ قرضے کے اور بعض حق رائے دہی سے محروم ہو جاتے ہیں اور بعض دونوں بدبختیوں میں مبتلا ہیں —— وہ جدید قبضہ داروں سے انہی جائداد کے نفرت کرتے ہیں اور ان کے خلاف منصوبے کرتے رہتے ہیں اور جملہ ایسے لوگوں کے ساتھ ان کا یہی حال ہے جو ان سے بہتر حالت میں ہیں اور انقلاب پر شیفتہ ہیں۔

سچ ہے

دوسری طرف یہ سرمایہ دار اپنے منافع کی تاک میں لگے رہتے ہیں اور بظاہر اپنے دشمنوں کو نہیں دیکھتے جب کبھی باقی لوگوں سے کوئی ان کو موقع دیتا ہے وہ اپنا زہریلا روپیہ ان کو دے کے اس کو مجروح اور المضاعف سود جو چند مرتبہ اصلی زر سے زیادہ ہوتا ہے ان سے وصول کرتا ہے اور اس طرح نرگس اور فقرا ریاست میں بکثرت ہو جاتے ہیں۔

ہاں وہ ایسا ہی کرتے ہیں۔

اور ان کے دل اس کو نہیں مانتے کہ اس عظیم شر کو فنا کر دیں خواہ داغ دینے سے عمل سے اس طرح کہ وہ اپنی جائداد کو اپنی خوشی سے جدا نہ کریں یا دوسرا طریقہ اختیار کر کے جو ایک قانون کے ذریعہ سے ان خطرات کو دفع کریں۔

مہربانی کر کے بتاؤ کونسا قانون تم مراد لیتے ہو؟

میں ایسا قانون مراد لیتا ہوں جو اول سے دوسرے مرتبہ پر بہترین ہے جو شہریوں کو مجبور کرتا ہے کہ نیکی میں مصروف ہوں۔ کیونکہ اگر قانون نافذ ہو کہ اختیاری معاہدات بطور قاعدہ کلیہ معاہدہ کرنے والے کی ذاتی ذمہ داری پر ہوں۔ تو لوگ شہر کے زر کے لین دین میں بے شرمی کم کریں گے اور وہ برائیاں جن کو عنقریب ہم نے بیان کیا ہے ان کی نشوونما شہر میں کم ہو گی۔

ہاں عموماً بہت کم ہو گی۔

مگر چونکہ مختلف ترغیبات ہیں جن کا ہم نے ذکر کیا ہے فرقہ حکام کو جرأت دلاتے ہیں کہ رعایا کے ساتھ غیر شریفانہ افعال کے سلوک کریں۔ دوسری جانب جب ہم خود حکام پر نظر کرتے ہیں اور ان کے بچوں کو کیا ہم نہیں دیکھتے کہ نوجوان عیش پسند اور کاہل ہو جاتے ہیں جسم اور ذہن دونوں کے اعتبار اور ایسے نازک ہو جاتے ہیں کہ وہ لذتوں سے باز نہیں رہ سکتے اور نہ تکلیف کو برداشت کر سکتے ہیں؟

بلاشک ایسے ہی ہیں۔

اور جوان سے بالا دست ہیں وہ ہر چیز سے بے پروا ہیں الّا روپیہ پیدا کرنا اور نیکی سے ایسے ہی بےخبر ہیں جیسے خود مفلس؟

یقیناً وہ ایسے ہیں۔

ایسے حالات میں جبکہ حکام اور رعایا سے مڈبھیڑ ہوتی ہے سفر میں یا کسی اور مشترک شغل میں خواہ زیارت ہو خواہ میدان جنگ ہو جن میں وہ ایک ساتھ ملاح ہوں یا سپاہی ہوں یا وہ ایک دوسرے کے نگران ہوں اور حالت خطر میں ان کی کردار کو ملاحظہ کریں جس حالت میں مفلس کی کسی طرح ممکن نہیں ہے کہ متمول تحقیر کر سکیں کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک متمول آدمی جس نے نمائش میں پرورش پائی ہو جو کثرت تنعم سے سیر ہو چکا ہو اور میدان کارزار میں ایک لاغر محنت کشیدہ مفلس کے کھڑا ہو اور ہانپا چڑھتی ہوئی

سانس سے سخت مصیبت کا اظہار کرتا ہو۔ جب میں دُہراتا ہوں کہ یہ سب واقع ہوتا ہے کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ یہ مفلس آدمی یہ نہ سوچیں گے کہ انھیں کی بزدلی کا سبب ہے کہ ایسے ناقابل لوگ دولت مند ہیں یا یہ کہ وہ اجتناب کریں گے ایک دوسرے کے سامنے دہرانے سے اس حال میں جب وہ خلوت میں ملیں — "ہمارے حکام ہیچ ہیں"۔

نہیں بلکہ مجھ کو یقین ہے کہ وہ ایسا کرتے ہیں۔

اب ٹھیک جس طرح ایک مریض بدن کو حاجت ہے تھوڑے جوش کی خارج کی جانب سے تاکہ بیماری حملہ کرے اور کبھی بغیر کسی خارجی تحریک کے بھی اختلاف واقع ہوتا ہے بس اسی طریقے سے یہ شہر جس کی حالت ایک مریض بدن کے مماثل ہے چاہتا ہے کہ ایک خفیف بہانہ بیرونی موافقت ہو جس کو ایک فریق داخل کرے اولی گارکی شہر کی طرف سے یا دوسری جانب دولت جمہوریہ سے ہوتا کہ شاید بیماری پیدا ہو یا اندرونی جنگ ہو؟ اور یہ بھی کبھی بغیر خارجی اثرات کے نہیں ہوتا یہ اضطراب سازشوں سے پیدا ہوتا ہے؟

قطعاً ایسا ہے۔

جمہوریت میرے خیال سے اس طرح پیدا ہوتی ہے جبکہ مفلس فتح پاتے ہیں مخالفوں میں سے بعض کو قتل اور بعض کو ہزیمت دیے کے اور باقی ماندوں کو مساوی مشارکت سے داخل کر لیتے ہیں تمدنی حقوق اور عہدوں میں اور عموماً ایسی صورت میں عہدے ایسی ریاست میں قرعہ اندازی سے دئے جاتے ہیں۔

ہاں تم نے جمہوریت کے قیام نہایت صحیح طور سے بیان کیا خواہ سلاح جنگ کی مدد سے ہو خواہ دوسرا فریق خوف زدہ ہو کے دست بردار ہو جائے۔

میں نے کہا اب تم مجھ سے یہ کہو کہ کس طریقے سے یہ لوگ ریاست کا نظم ونسق کرتے ہیں اور اس تیسرے آئین کا خاصہ کیا ہے۔ کیونکہ ظاہراً

ہم اس کے مطابق جو انسان ہے وہ بھی کسی حد تک اسی آثار سے نمودار ہوگا۔

اس نے کہا سچ ہے۔

سب سے پہلے کیا وہ آزاد نہیں ہیں اور آزادی عمل اور گفتگو کی شہر میں عموماً پائی جائے گی اور ہر شخص وہاں مجاز ہوگا جو چاہے کرے؟

ہاں ایسا ہی ہم سے کہا گیا ہے۔

اور صاف صاف جہاں اس کا جواز تسلیم کیا جائے تو ہر شہری اپنے طریقہ زندگی کو اپنے حسب دلخواہ منتظم کرے گا۔

صاف یہ ہے کہ وہ کریگا۔

پس مجھ کو خیال کرنا چاہئیے کہ اس دولت مشترکہ میں بہت بڑا اختلاف سیرتوں میں ہوگا۔

لاکلام وہاں ایسا ہی ہوگا۔

میں نے کہا ممکن ہے کہ یہ آئین سب سے زیادہ خوبصورت ہو۔ ہر قسم کے سیرت کے نقش و نگار سے مزین ہو یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ وہ ایسا خوبصورت ہوگا جیسے رنگین جامہ جس میں ہر قسم کے پھول بوٹے ہوں۔ اور میں نے کہا شاید جس طرح بچے اور عورتیں اکثر رنگوں کے لباس کی بڑی قدر کرتے ہیں اسی طرح اکثر اشخاص دولت مشترکہ کی خوبی کے حق میں فیصلہ کریں گے کہ وہ نہایت خوبصورت ہے۔

بلاشبہ اکثر یہی کریں گے۔

ہاں میرے فاضل دوست یہ عمدہ منصوبہ ہے کہ اس کو دریافت کریں اگر ہم کو دولت مشترکہ کی تلاش ہے۔

فرمائیے ایسا کیوں ہو۔

اس سبب سے کہ اس میں ہر قسم کی دولت مشترکہ شامل ہے یہ نتیجہ اس جواز کا ہے جس کو میں نے بیان کیا ہے اگر کوئی اس خواہش سے کہ ایک ریاست کی بنا ڈالے جیسا کہ ہم ابھی کرتے تھے تو اس کو چاہئیے کہ

کسی جمہوری شہر میں جائے دول مشترکہ کا بازار تصور کرکے اور انتخاب کرے ایسی سیرت کو جو اس کے دل کو پسند ہو اور پھر اس انتخاب کے موافق ریاست کی بنا کرے۔

ہم بلا خوف اختلاف کہہ سکتے ہیں غالباً اس کو نمونوں کی تلاش میں نقصان نہ ہوگا۔

پھر غور کرو کہ اس ریاست میں تم مجبور نہیں ہو کہ کوئی عہدہ لو اگرچہ تمھاری لیاقت اس عہدے کے لائق ہو۔ اور ضرور نہیں ہے کہ تم حکومت کی اطاعت کرو اگر تم ناپسند کرتے ہو یا جنگ پر جاؤ جبکہ تمھارے ہم شہری جنگ پر جائیں یا صلح کرو جب وہ صلح کریں اگر تم صلح نہ چاہتے ہو۔ پھر یہ سوچو اگرچہ قانون اس عہدے کے قبول کرنے سے منع کرتا ہو یا جوری میں نشست کرنے سے تو بھی تم دونوں کام کر سکتے ہو اگر تم کرنا چاہو۔ اور اب مجھ سے کہو کہ کیا طریق زندگی خدائی طور سے ایک وقت کے لئے خوشگوار نہیں ہے؟

اس نے جواب دیا ہاں شاید ایک وقت کے لئے ایسا ہے۔

پھر کیا یہ حکم بعض کا ان میں سے جن کا مقدمہ کسی عدالت قانونی میں فیصلہ کیا گیا ہے عمدہ نہیں ہے؟ کیا تم اس کے ملاحظہ میں کامیاب نہیں ہوئے کہ اس دولت مشترکہ میں کس طرح انسان جن کو سزائے موت یا جلا وطنی دی گئی ہے باوصف اس کے ساکن ہیں اور سڑکوں پر چلتے پھرتے ہیں اور مثل غازیوں کے شان و شوکت دکھاتے ہیں گویا کہ کسی نے ان کو نہیں دیکھا نہ اس کی پروا کی؟

اس نے جواب دیا میں نے اس کی اکثر مثالیں دیکھی ہیں۔

اور کیا اس تحمل میں کوئی امر عظیم الشان نہیں ہے ایسی دولت مشترکہ میں اور اس کی کامل افضلیت ان ادنیٰ درجے کے امور میں؟ نہیں بلکہ یہ واجب طور پر تحقیر کرتا ہے اس مسئلہ کی جو کہ اس حالت میں جب ہم اپنی ریاست کی بنیاد ڈال رہے تھے ہم نے اہم سمجھ کے وضع کی تھی

اس غرض سے کہ کوئی شخص جس کو غیر معمولی ماہیت نہیں عطا کی گئی ہے کبھی ایک اچھا آدمی نہیں ہو سکتا جب تک کہ ابتدائے طفولیت سے وہ خوبصورت چیزوں میں نہیں کھیلا اور خوبصورت اشیا کا مطالعہ نہیں کیا۔ کس شان کیساتھ یہ دولت مشترکہ پامال کرتی ہے اور ذرا بھی اس کی تکلیف نہیں اٹھاتی کہ اگلے اشغال کیا تھے ان لوگوں کے جنھوں نے سیاسی طریقہ اختیار کیا اس طریقہ کو عزت بخشی اگر صرف یہ کہہ دیا کہ وہ عوام کے خیر خواہ ہیں۔

ہاں اس کا چال چلن بہت عظیم الشان ہے۔

پس یہ کچھ آثار جمہوریت کے ہیں جن کے ساتھ ہم اور خصائص اسی نوع کے اضافہ کر سکتے ہیں۔ اور یہ بہر نہج ایک خوشگوار بلا قانون کی دولت مشترکہ ہوگی جس پر فرقہ کا رنگ چڑھا ہوا ہے جو ہر ایک کے ساتھ مساوات کے طریقہ کا سلوک کرتی ہے وہ درحقیقت مساوی ہوں یا نہ ہوں۔

جو واقعات تم بیان کرتے ہو مشہور ہیں۔

اب میں تم سے اس کے مطابق فرد انسان کی سیرت کے جانچنے کا سوال کروں گا۔ یا ہم مثل دولت مشترکہ کے اس کے مبداء کی تحقیق سے ابتداء کریں؟

اس نے جواب دیا ہاں۔

پس کیا میں اس خیال میں حق پر نہیں ہوں کہ وہ انسان بیٹا کفایت شعار اولیگارکی کے انسان کا ہوگا جس نے اپنے باپ کی نظروں کے سامنے پرورش پائی ہے اپنے باپ کے چال چلن میں؟

بلاشبہ وہ ایسا ہی ہوگا۔

اور یہ لڑکا مثل اپنے باپ کے ان مسرتوں کی سخت روک ٹوک کرے گا جو اس کے باطن میں اسراف کی طرف راجع ہیں نہ کہ زرکشی کی جانب ایسی مسرتوں کو فضول کہتے ہیں۔

واضح ہے کہ وہ ایسا کرے گا۔
اب اس اجمال کی تفصیل کے لئے تاکہ تاریکی میں کلام نہ ہو تم چاہو گے کہ اولاً ضروری اور غیر ضروری خواہشوں کی تعریف کی جائے؟
مجھ کو چاہئے۔
پس کیا ہم کو اصطلاح ضروری کا ایسی خواہشوں پر اطلاق ہو جو ہم سے ترک نہیں ہو سکتیں اور ایسی جن کی تسلی ہم کو نفع پہنچاتی ہے؟ کیونکہ ہماری طبیعت اس کو محسوس نہیں کر سکتی کہ دونوں قسم کی خواہشیں نفع کرتی ہیں؟
یقیناً نہیں کر سکتی۔
پس ہم مجاز ہیں کہ ضروری انھیں پر محمول کریں۔
ہم ایسا کریں گے۔
پھر کیا ہم حق پر نہ ہوں گے اگر ہم ان جملہ خواہشوں کو غیر ضروری کہیں جن کو ہم اپنے سے دور رکھ سکتے ہیں بذریعہ تربیت کے۔ اور ان کی موجودگی اس کے علاوہ ہم کو کوئی نفع نہیں بخشتی بلکہ بعض حالتوں میں یقینی ضرر کرتی ہے؟
ہاں ہم حق پر ہوں گے۔
کیا ایسا نہ ہوگا کہ ان میں سے ایک مثال موجودہ خواہشوں کی ہر قسم کی انتخاب ہو تاکہ ہم عمومی تصور ان کا حاصل کر سکیں؟
قطعاً یہ ہوگا۔
کیا خواہش کھانے کی (یعنی سادی روٹی اور سالن) تاحد صحت و اصلاح بدن ضروری خواہش ہو؟
میں ایسا خیال کرتا ہوں۔
خواہش روٹی کی کم از کم ضروری ہے دوہرے حق سے کیونکہ نہ صرف مفید ہے بلکہ بقائے زندگی کے لئے لابدی ہے۔
ہاں۔

بجائے دیگر خواہش سالن کی ضروری ہے اس حد تک کہ وہ اصلاح بدن کے لئے سودمند ہو۔

یقیناً۔ پھر خواہش دیگر انواع طعام کی جن میں سادگی کم ہے جن سے طفولیت کی درستی اور تربیت کی وجہ سے اکثر لوگ اپنے کو بچا سکتے ہیں اور جو بدن کے لئے مضر ہے اور نفس کے لیے بھی دانش اور اعتدال حاصل کرنے کی کوششوں میں اس کو غیر ضروری خواہش کہتے ہیں۔ کیا یہ نہ ہوگی؟

ہاں نہایت حق کے ساتھ۔

اور کیا ہم یہ نہ کہیں کہ خواہشیں اس دوسرے درجہ کی گراں ہیں درحالیکہ دوسری حصول زر کا سبب ہوتی ہیں کیونکہ وہ پیداوار کو مدد دیتی ہیں؟

بلاشبہ۔

کیا ہم بھی جوش محبت اور دیگر خواہشوں کے باب میں نہیں کہہ سکتے؟

ہاں۔

اب کیا ہم نے اس انسان کا بیان نہیں کیا جس کو ہم نے نرگس کا نام دیا ہے جس پر اس گراں مسرتوں اور خواہشوں کا بار ہے اور جس پر غیر ضروری خواہشیں حکومت کرتی ہیں؟ درحالیکہ ہم نے اس انسان کو جس پر ضروری خواہشیں حاکم ہیں۔ کفایت شعار اور اولی گارکی سے منسوب کیا تھا؟

بلاشبہ ہم نے ایسا کہا تھا۔

میں نے کہا اب ہم کو رجوع کرنے دو اور واضح کرنے دو کہ جو انسان اولی گارکی سے منسوب ہے وہ کس طرح جمہوریت میں منقلب ہو جاتا ہے۔

یہ کس طرح؟

میں تم کو یہ سمجھاؤں گا کہ ابتداً ایک نوجوان کے انقلاب کی اولی گارکی کے باطن سے جمہوریت میں اس آن سے آغاز ہوتی ہے جبکہ بعد تربیت کے جس کا ہم نے ابھی ذکر کیا ہے جہالت اور کفایت میں اُس نے شہد نہ مکھیوں کا تناول کیا اور آتشخو اور ہولناک وحشی جانوروں سے تعارف پیدا کیا جو اس کے لیے جملہ اقسام کی مسرتیں مہیا کر سکتے ہیں جس کی فطرت میں اختلاف اور کثرت ہے۔

اس کے سوا نہیں ہو سکتا۔

اور ہم کہہ سکتے ہیں جس طرح یہ مدد بیرونی تعہد کے جو ایک کو دو فریقوں سے دی گئی اتحاد سیرت کی جہت سے ریاست میں انقلاب ہوا اسی طریقہ سے نوجوان کا انقلاب ہوا اسی کے مماثل بیرونی مدد سے جو بعض انواع نے خواہشوں کی دو فریقوں سے ایک کو دی جو خواہشیں موانست اور مشابہت کی وجہ اُس نوجوان میں موجود تھیں۔

یقیناً ہم کہہ سکتے ہیں۔

اور اولی گارکی کا عنصر جو اس کے باطن میں موجود ہے جس کو متقابل تعہد سے مدد پہنچتی ہے جو شاید اس کے باپ سے یا شاید دوسرے رشتہ داروں سے ماخوذ ہے جو اُس کو زجر و ملامت کرتے ہیں میں خیال کرتا ہوں کہ حقیقی جد و جہد فریقوں کی اور ایک اندرونی جنگ اپنی ذات کے ساتھ واقع ہوتی ہے۔

بلاشک۔

اور میں گمان کرتا ہوں کبھی کبھی جمہوری منافع اولی گارکی سے مغلوب ہو جاتا ہے اور بعض خواہشیں یا تو ریزہ ریزہ کر دی جاتی یا خارج کی جاتی ہیں اس وجہ سے کہ ایک احساس شرم کا نوجوان آدمی کے ذہن میں موجود ہے اور باقاعدگی بار دیگر پیدا ہو گئی ہے۔

ہاں بعض اوقات ایسا ہوتا ہے۔

لیکن میں نتیجہ نکالتا ہوں کہ بعض جدید خواہشیں جو خارج شدہ

خواہشوں کے مشابہ ہیں خفیہ طور سے پرورش پا جاتی ہیں اور چونکہ اس کے باپ کی تربیت میں علم کی کوتاہی ہے متعدد اور قوی ہو جاتی ہیں۔

ہاں عموماً یہ حالت ہے۔

اور یہ خواہشیں بے شک اس کو قدیم مصاحبوں سے قریب کر دیتی ہیں اور پوشیدہ اطلاع دہی سے اس کی ذات میں بکثرت دوسری خواہشیں پیدا کر دیتی ہیں۔

بلاشبہ۔

292

اور بالآخر میں خیال کرتا ہوں کہ نوجوان آدمی کے قصر دل پر قبضہ کر لیتی ہیں کیونکہ ان کو ادراک ہوتا ہے کہ صحیح علم اور خوبصورت مطالعوں اور سچے نظریات سے محروم ہے جو بہترین نگاہداشت اور پاسبانی کرتے ہیں انسانوں کے اذہان میں جن پر آسمانی عنایت ہے۔

ہاں بالکلیہ بہترین۔

اور ان کے مقام پر میرے گمان میں جھوٹے اور ادعائی نظریات اور ظنون خاسدہ اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور اس مرتبہ کو جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے حاصل کر لیتے ہیں۔

وہ یہی کرتے ہیں۔

اس کے نتیجہ میں کیا وہ عیش اور کاہلی کے بندوں میں پلٹ آتا ہے اور ان کے ساتھ علانیہ سکونت کرتا ہے اور اگر اس کے رشتہ دار کوئی مدد کفایت شعاری کے عنصر کو اس کے نفس کے بھیجتے ہیں تو یہ ادعائی نظریات پھاٹک کو اس شاہی قلعہ کے جو اس کے باطن میں ہے بند کر لیتے ہیں اور نہ صرف اس اصلی مددگار فوج کو داخلہ سے روکتے ہیں بلکہ اس سفارت افراد کو بھی جو بزرگوں کی جانب سے نصیحت گری کے لئے آتے ہیں نہیں قبول کرتے اور وہ بذاتِ خود جنگ کرتے اور فتح حاصل کرتے اور احساس شرم کو حماقت کے نام داغی کر کے بدنامی کے ساتھ جلاوطن کرتے ہیں اور عفت کی اہانت کر کے اس کو جبن کے نام سے

خارج البلد کر دیتے ہیں اور کیا وہ مدد سے بیکار خواہشوں کی ثابت نہیں کرتے کہ میانہ روی اور باقاعدہ اخراجات وحشی اور غیر آزاد قوموں کی خصلت ہے اور اس لئے ان کو حدود ریاست سے نکال دیتے ہیں۔

یقیناً وہ ایسا کرتے ہیں۔

اور کوئی شبہ نہیں ہے جبکہ ان فضیلتوں کے عمل سے انھوں نے اس کی نفس کا تصفیہ کیا جو اب ان کے اختیار میں ہے اور جب ان کے وسیلہ سے وہ ان عظیم اسرار کا محرم ہوا وہ فوراً سرکشی اور بے نظمی اور شہوت پرستی بے شرمی کے قیام کی طرف بڑھے نہایت شان و شوکت کے ساتھ اور حشم و خدم بکثرت ان کے جلو میں تھے اور ان کے سروں پر تاج تھا اور وہ ان خصائل کی ستائش کرتے تھے اور ان کے اسماء میں نزاکت پیدا کی گستاخی کو انھوں نے نیک تہذیب سے موسوم کیا اور بے نظمی کو آزادی اور شہوت پرستی کو شان و شوکت اور بے شرمی کو دلیری سے نامزد کیا۔ میں نے پوچھا کیا یہ بہت کچھ وہ طریقہ ہے جس میں وہ انسان جس کی تربیت محض نہایت ضروری خواہشوں کی تسلی سے ہوئی ہے جوانی میں اس حد تک بدل جاتا ہے کہ وہ محنت سے آزاد ہو اور غیر ضروری اور مضر لذتوں کو اختیار میں رکھے؟

اس نے جواب دیا ہاں یہ بالکل ظاہر ہے۔

اُس دن سے ایک انسان اس وضع کا میں سمجھتا ہوں کہ صرف اسی قدر روپیہ اور محنت اور وقت صرف کرے گا غیر ضروری لذتوں پر جتنا ضروری پر صرف کرے گا۔ لیکن اگر وہ ایسا خوش قسمت ہو جو اپنی دحشت کی ایک حد مقرر کرے اور جبقدر بڑھتا جائے جبکہ فتنہ خواہش کا اکثر دور ہو جائے تو وہ یہاں تک جائے کہ وہ کسی حد تک خارج کئے ہوؤں کے بعض اجزا کو پھر داخل کرے اور حملہ آوروں سے بالکلیہ مغلوب نہ ہو جائے۔ اس صورت میں یہ اس کی زندگی کی عادت

ہے کہ وہ لذتوں میں امتیاز نہ کرے اور لذت موجودہ کی متابعت قبول کرے جو اتفاقاً اس کے سامنے آگئی ہے اور جب یہ پہلی لذت تسلی پاچکے تو دوسری کی جانب متوجہ ہو۔ کسی کو ناچیز نہیں جانتا اور سب کی یکساں پرورش کرتا ہے۔

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

میں نے کہا ہاں اور جب کبھی اس سے کہا جاتا ہے کہ اگرچہ بعض لذتیں ایسی خواہشوں سے متعلق ہیں جو نیک اور معزز ہیں دوسری بدخواہشوں سے تعلق رکھتی ہیں اور پہلی خواہشوں کو عمل میں لانا چاہیئے اور ان کی عزت کرنا چاہیئے اور دوسری خواہشوں کو جھڑکنا چاہیئے اور غلام بنانا چاہیئے وہ اس سچے مسئلہ کو قبول نہیں کرتا اور نہ اپنے قلعہ میں داخل ہونے دیتا ہے۔ بخلاف اس کے ان جملہ بیانات پر وہ اپنے سر کو ہلاتا ہے اور یہ مانتا ہے کہ تمام خواہشیں یکساں ہیں اور سب کی عزت کرنا لازم ہے۔

ہاں ٹھیک یہی حالت ہے اور انسان کی سیرت ہے۔

میں نے کہا لہٰذا وہ روز بروز آخر زندگی تک اتفاقی خواہش کو تسلی دیتا ہے۔ کبھی شراب پیتا ہے اور نغمہ سنتا ہے اور کبھی زیر تربیت ہوجاتا ہے۔ بعض اوقات کاہلی کرتا ہے اور ہر چیز کو فراموش کردیتا ہے۔ اور پھر فلسفہ کے طالب علم کی طرح بسر اوقات کرتا ہے۔ پھر وہ عوام کے کام میں شریک ہوتا ہے اور آمادہ ہوکے تحریک وقت کے موافق کلام کرتا ہے اور عمل کرتا ہے۔ اب وہ نہایت شوق سے قدم بقدم بعض بڑے سپہ سالاروں کے چلتا ہے کیونکہ ان کے امتیازات پر اس کو غبطہ ہوتا ہے اور کبھی حرفت میں مشغول ہوتا ہے کیونکہ کامیاب اہل حرفہ پر اس کو رشک آتا ہے اور کوئی ضابطہ یا لازمی قاعدہ اس کی زندگی کا نہیں ہے۔ بلکہ وہ اپنی اس زندگی کو خوشگوار اور آزاد اور سعید رکھتا ہے اور اسی طور سے تا آخر حیات

بسر کرتا ہے۔

اچھا۔ اس نے کہا تم نے یقیناً ایسی زندگی کو بیان کیا ہے جو ایسا شخص بسر کرتا جس کا مقولہ آزادی اور مساوات ہے۔

ہاں میں نے جواب دیا۔ اور میں ادراک کرتا ہوں کہ یہ حیات کثرت کی اور متعدد خصلتوں سے معمور ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ وہ انسان ہے جو خوبصورت اختلافات سے اپنی فطرت کے اس شہر کا جواب ہے جس کو ہم نے بیان کیا ہے:۔ ایسا انسان جس کی حیات پر اکثر مرد اور اکثر عورتیں رشک کریں گے اور جس کی ذات میں اکثر مثالیں دول مشترکہ کی اور سیر ہیں شامل ہیں۔

294

سچ ہے۔

پھر کیا؟ کیا ہم اس انسان کو مقابل جمہوریہ کے جگہ دیں اس یقین سے کہ ہم اس کو جمہوریت کا اہل کہہ سکیں؟

اس نے جواب دیا۔ ایسا ہی ہو۔

میں نے کہا ہمارے لیے یہ باقی رہ جاتا ہے کہ سب سے زیادہ خوبصورت دولت مشترکہ کا بیان کریں اور سب سے زیادہ خوبصورت انسان کا یعنی حکومت خود مختار اور خود مختار حاکم کا۔

تم بالکل حق کہتے ہو۔

پس آؤ میرے عزیز دوست مجھ سے کہو کہ کس طریقہ سے خود مختار حکومت پیدا ہوتی ہے۔ کہ یہ انقلاب جمہوریت کا بہمہ وجوہ ظاہر ہے۔

ہے۔

تو کیا جمہوریت سے خود مختار حکومت پیدا ہوتی ہے ٹھیک اسی طریقے سے جیسے اولی گارکی سے جمہوریت پیدا ہوتی ہے۔

اس کو واضح بیان کرو۔

وہ چیز جس کا اولی گارکی نے دعویٰ کیا تھا کہ وہ سب سے اعلیٰ سمجھی جائے اور جو اس کے قیام کی علت ہوئی تھی وہ دولت کثیرہ تھی: کیا یہ نہ تھی؟

یہی تھی۔

اچھا تو یہ ناقابل تسکین شوق دولت کا تھا اور روپیہ پیدا کرنے کے لئے دوسری ہر چیز سے بے پروائی جس نے اولی گارکی کو فنا کر دیا۔

سچ ہے یہی تھا۔

پس کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ جمہوریت مثل اولی گارکی کے فنا ہوتی ہے اُس چیز کے شوق سے تسلی یاب نہ ہونے سے جمہوریت جس کی تعریف خیر اعلیٰ سے کرتی ہے؟

اور تمھارے نزدیک وہ کیا چیز ہے؟

میں نے جواب دیا آزادی کیونکہ میں خیال کرتا ہوں کہ ایک جمہوری شہر میں تم سے کہا جائے گا کہ اس کے مقبوضات سے آزادی سب سے زیادہ خوبصورت ہے لہٰذا ایسا شہر اس کے سزاوار ہے کہ وہ مسکن ہو ایسے انسان کا جو بالطبع آزاد ہے۔

ہاں یقیناً یہ گفتگو وہاں کی وضع میں داخل ہے۔

اب ہم پھر اسی بیان کی طرف رجوع کرتے ہیں جو ایک لمحہ قبل ہو رہا تھا کیا یہ قول میرا درست ہے کہ غیر تسلی یاب شوق کسی ایک شئے کے لئے اور سب سے بے پروائی جمہوریت اور اولی گارکی میں انقلاب پیدا کرتا ہے اور شخصی حکومت کا راستہ واقعی صاف کرتا ہے؟

کیونکر؟

جب کبھی کوئی جمہوری شہر جو آزادی کا تشنہ ہو زیر اقتدار خان سالاروں کی ایک جماعت کے آجاتی ہے اور شراب ناب و حریت واجبی پیمانہ سے کہیں زائد دی جاتی ہے۔ تو میں خیال کرتا ہوں کہ حکام ملعون اولی گارکی کے الزام سے ماخوذ ہوتے ہیں اور ان کو زجر و توبیخ کی جاتی ہے جب تک

کہ وہ بالکل مطیع نہ ہوجائیں اور آزادی کے جام لاجرعہ نہ بخشیں۔
ہاں یہی ہے جو کیا جاتا ہے۔
اور اسی طرح توہین کی جاتی ہے ان لوگوں کی جو حکام کے تابع ہیں اور ان کو خوشدل غلاموں کے خطاب سے یاد کرتے ہیں اور نالائق کہتے ہیں درانحالیکہ وہ حکام جو مثل رعایا کے بسر کرتے ہیں اور رعایا جو مثل حکام کے رہتی ہے ان کی ظاہر اور پوشیدہ تعریف اور عزت ہوتی ہے۔ کیا اس کا یہ نتیجہ نہیں ہے کہ ایسے شہر کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک آزادی جاری و ساری ہے؟
بیشک ضرور ہے۔
ہاں میرے دوست کیا موجودہ بدنظمی عوام کے گھروں میں بھی پوشیدہ در آتی ہے اور ہرطرف پھیل جاتی ہے یہاں تک کہ یہ وحشی جانوروں میں بھی جڑ پکڑ لیتی ہے؟
اس سے ہم کیا سمجھیں؟
میری مراد یہ ہے مثلاً کہ ایک باپ عادی ہوتا ہے کہ مثل بچے کے سلوک کرے اور اپنے لڑکے سے خائف ہو اور لڑکا مثل باپ کے چال چلن اختیار کرے اور ماں باپ کی عزت کرنا اور ان سے ڈرنا ترک کرے اپنی آزادی کے ثبوت میں۔ اور میری یہ مراد ہے کہ شہری اور بیرونی ساکن شہر اور اجنبی سب میں کامل مساوات ہو۔
اشیا کی ان حالات سے تم نتیجہ اخذ کرنے میں حق پر ہو۔
میں نے تم سے بعض نتائج کو بیان کیا ہے اب میں اور بعض امور ایسے ہی خفیف بیان کرتا ہوں۔ مدرس اطفال اس حالت میں اپنے شاگردوں سے ڈرتا ہے اور ان کی خوشامد کرتا ہے۔ اور شاگرد اپنے استاد کی تحقیر کرتے ہیں بلکہ اتالیق کی بھی۔ اور عموماً یہ ہے کہ بچے اپنے بڑوں کی تقلید کرتے ہیں اور ان کے ساتھ زمرے میں قول اور فعل میں۔ اور بڑے بوڑھے اس حد تک التفات کرتے ہیں کہ ہنسی مذاق میں افراط کرتے ہیں بچوں کی نقل میں تاکہ اپنی جانب سے تاکہ ترشروئی اور بزور حکومت کرنے

کی بدنامی سے بچیں۔

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

لیکن انتہائی حد۔ میرے پیارے دوست۔ جہاں تک آزادی آبادی کی نشو و نما پاتی ہے آزادی ایسی دولت مشترکہ میں اس طرح حاصل ہوتی ہے جہاں زر خرید لونڈی غلام ایسے ہی آزاد ہوں جیسے ان کے خریدنے والے۔ اور بھی میں یہ کہنا بھول گیا کہ کس حد تک یہ آزادی اور مساوات باہمی تعلقات میں مرد اور عورتوں کے قیام پذیر ہوتا ہے۔

پس بالفاظ ایسکائیلوس اس نے کہا کیا ہم اس کو زبان سے ادا نہ کریں جو بالفعل ہمارے بول پر ہے؟

میں نے جواب دیا بہر طور میں بذات واحد ایسا کرتا ہوں جب میں تم سے کہوں کوئی شخص بغیر اثباتی ثبوت کے یقین نہیں کر سکتا کہ پالو جانور کسقدر آزاد ہیں اس حکومت کے تحت بہ نسبت دوسری حکومتوں کے۔ کیونکہ بہ تحقیق شکاری کتا حسب المثل گھر کی بی بی کے ہے اور سچ ہے کہ گھوڑا اور گدھے بھی ایسی چال اختیار کرتے ہیں جس سے آزادی اور شوکت ظاہر ہوتی ہے اور ہر شخص پر دوڑ جاتے ہیں جو ان کو گلیوں میں ملتا ہے اگر وہ شخص ان کے راستے سے علیحدہ نہیں ہوتا اور سب دوسرے جانور بھی اسی طرح سے آزادی سے تا حلق بھر جاتے ہیں۔

یہ میرا ہی خواب ہے جو تم مجھ سے دوہراتے ہو یہ اکثر مجھ پر واقع ہوتا ہے جب میں دیہات کی سیر کرتا ہوں۔

میں نے کہا ان تمام چیزوں کو جمع کرنے سے کیا تم تصور کرتے ہو کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ نفس اہل شہر کی اسقدر رجید الحس ہو جاتی ہے کہ غلامی کی ایک ادنیٰ علامت سے متنفر اور بے چین ہو جاتے ہیں؟

کیونکہ یقیناً تم آگاہ ہو کہ انجام ان کا یہ ہوتا ہے کہ وہ خود قوانین کو سبک سمجھتے ہیں خواہ آئینی ہوں خواہ رواجی ہوں تا کہ حسب قول ان کے ان پر سایہ بھی مالک کا نہ پڑے۔

میں اس سے بخوبی واقف ہوں
پس یہ اے میرے دوست۔ اگر میں غلطی نہ کرتا ہوں۔ ابتدا ہے ایسی خوب اور خوشنما جس سے شخصی حکومت کا نشوونما ہوتا ہے۔
بیشک خوشنما ہے لیکن دوسرا قدم کیا ہے؟
میں نے جواب دیا وہی بیماری جو اولی گارکی میں پیدا ہوگئی اور اس کو تباہ کر دیا جمہوریہ میں بھی پیدا ہوتی ہے بڑھی ہوئی قوت اور زہریلے پن کے ساتھ جس کو مقام کی اباحت نے اور ترقی دی جو گاہے غلامی کا باعث ہوتی ہے۔ البتہ کسی کام کو افراط سے کرنا شاذونادر شدید ردعمل میں سمت مقابل کی انتہا میں ناکام ہوتا ہے نہ صرف فصلوں میں سال کی اور حیوانی اور نباتی مملکت میں بلکہ خصوصیت کے ساتھ دولت مشترکہ میں۔
یہ محض فطری ہے۔
اس طرح آزادی کی افراط غالباً افراط غلامی کا باعث ہوتی ہے ریاستوں میں اور افراد انسان میں بھی۔
لہٰذا غالباً جمہوریت اور صرف جمہوریت شخصی حکومت کی بنیاد رکھتی ہے یعنی نہایت شدید آزادی نہایت سنگین اور خونخوار غلامی کی بنیاد رکھتی ہے۔

297

ہاں یہ معقول بیان ہے۔
بہرطور یہ میرے خیال میں تمہارا سوال نہ تھا۔ تم پوچھتے تھے کہ یہ بیماری کیا ہے جو جمہوریت سے وابستہ ہے اور اولی گارکی سے بھی اور اول کو غلامی میں تحویل کر دیتی ہے۔
یہ میرا سوال تھا۔
پس میں نے اس طبقہ کی جانب اشارہ کیا ہے جو سست اور فضول خرچ لوگ ہیں جن میں سب سے بہادر راہنمائی کرتے ہیں اور انتہا کے بودے پیروی کرتے ہیں ان کو ہم نے علی الترتیب نیشدار اور بے نیش

نرگس سے مقابل کیا ہے۔

ہاں اور یہ ٹھیک ہے۔

پس موجودگی ان دو طبقوں کی جیسے بلغم اور صفرا بدن میں ہر دولت مشترکہ میں اضطراب پیدا کرتا ہے۔ لہذا ایک ہنرمند طبیب اور مقنن مثل ایک ہوشیار شہد کی مکھیاں پالنے والے کے چاہیئے کہ پہلے سے تدبیر کرے اگر ممکن ہو تو ان کی موجودگی کو روک دے لیکن اگر وہ موجود ہو جائیں تو جسقدر جلد ممکن ہو ان کو کاٹ دے کنگھیوں کے ذریعہ سے۔

بلاشک ایسا ہونا چاہیئے۔

لہذا ہم اس معاملہ کا ایسا انتظام کریں تا کہ ہم زیادہ امتیاز کے ساتھ اس چیز کو دیکھ سکیں جن کو ہم دیکھنا چاہتے ہیں۔

کیونکر؟

ہم کو فرض کرنا چاہیئے کہ ایک جمہوری ریاست تقسیم ہو جیسے کہ فی الواقع تین حصوں میں۔ طبقہ انسان جس کا ہم نے ذکر کیا ہے انہیں سے ایک حصہ کو شامل ہے اور بذریعہ اجازت کے پیدا ہوئی ہے جمہوری میں اور ایسی کثرت کے ساتھ اولی گارکی ریاست میں۔

سچ ہے۔

لیکن یہ بہت زیادہ تیز ہے اول میں بہ نسبت دوسرے کے۔

یہ کیونکر؟

دوسرے میں اس کی تحقیر کی جاتی ہے خارج کر دی جاتی ہے کام سے لہذا غیر تعلیم یافتہ اور کمزور ثابت ہوتی ہے۔ لیکن جمہوریت میں میرے خیال سے مع چند مستثنیات کے محض صدر نشین جماعت ہے اور سب سے چالاک ارکان تقریر اور عمل کرتے ہیں اور باقی کرسیوں پر گرد بیٹھے رہتے ہیں اور تحسین گن گنایا کرتے ہیں اور کسی مقابلہ کے بیان کی تاب نہیں لاتے اس طرح سے کہ تمام کاروبار ایسی دولت مشترکہ کا مع خفیف استثناء کے ہاتھوں میں اس جماعت کے ہے۔

یقیناً

معہذا ایک دوسری جماعت دائماً جم غفیر سے جدا کی جاتی ہے۔

وہ کیسی ہے؟

اگر سب دولت کے ذخیرہ کرنے میں مشغول ہیں میں خیال کرتا ہوں جو لوگ از روئے فطرت بہت منتظم ہیں وہ عموماً دولتمند ہو جائیں گے۔

غالباً ایسا ہی ہوگا۔

لہذا میں یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ ان لوگوں سے سب سے زیادہ مستعد اور بکثرت مہیا ہوتا شہد کا جو نچوڑا جاتا ہے نرمگسوں کے لئے۔

یقیناً غربا سے کیونکر شہد نچوڑا جاتا ہے؟

اور وہ دولت مند کہے جاتے ہیں جس کے میرے نزدیک یہ معنی ہیں کہ وہ راتب ہیں نرمگسوں کے۔

بالکل قریب قریب اس کے ہے۔

تیسرا طبقہ ان ارکان پر مشتمل ہوگا جو جماعت سے متعلق ہیں جو اپنے ہاتھوں سے کام کرتے ہیں اور سیاست میں دخل نہیں دیتے اور بہت مرفہ حال نہیں ہیں۔ اور یہ طبقہ جمہوریہ میں کثرت سے ہے اور سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے اجتماعی حالت سے۔

سچ ہے مگر یہ شاذو نادر ہی مجتمع ہوتے ہیں تاآنکہ ان کو ایک حصہ شہد کا وصول ہو۔

اور اسی لئے ہمیشہ ایک حصہ وصول ہوتا ہے اس شرط کے ساتھ کہ اس کے مقتدا جبکہ روپیہ والوں کے طبقہ کو ان کی دولت سے محروم کر دیں اور عوام میں اس کو تقسیم کر دیں لیکن اگر ممکن ہو تو ان کو سب سے بڑا حصہ دیں۔

بلاشک اس شرط کے ساتھ وہ ایک حصہ پاتے ہیں۔

اب یہ محروم شدہ اشخاص میرے نزدیک مجبور ہیں کہ اپنی حفاظت کریں عوام سے گفتگو کریں اور جس قدر ان کی قابلیت سے کام کریں۔

بیشک ایسے ہیں۔
اور اس چال چلن کے لیے اگرچہ وہ انقلاب کی آرزو نکریں گروہ حریف ان پر عوام کے خلاف سازش کا الزام لگاتے ہیں اور ان کو امراء سے وابستہ ہونے کا ملزم ٹھہراتے ہیں۔
بلا شبہ
لہذا بالآخر جب وہ دیکھتے ہیں کہ عدم اطلاع اور خلاف بیانی سے ان کے بدنام کرنے والوں کی عوام نادانستہ ان کے ایذا دینے پر تلے ہوئے ہیں اس لمحہ سے آیندہ تک خواہ وہ اس کے خواہشمند ہوں خواہ نہ ہوں وہ لامحالہ درحقیقت امرا کار ک ہوجاتے ہیں کیونکہ یہ شرارت منجملہ اور شرارتوں کے ان کی طینت میں داخل ہے نیش سے اس نر مگس کے جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔

299

ہاں ٹھیک ایسا ہی ہے۔
لہذا شکایت نامے ماخوذیاں اور روبکاریاں جو ایک فرقے کی طرف سے دوسرے فرقے کی طرف عائد ہوتی ہیں۔
یقیناً۔
اور یہ دائمی عادت عوام کی نہیں ہے کہ اپنا ایک خاص حمایتی کا انتخاب کریں جس کو وہ قائم رکھیں اور بزرگی کے مرتبہ پر پہنچائیں؟
ہاں یہ ان کی عادت ہے۔
پس بداہتہً جب کوئی خودسر حاکم پیدا ہوتا ہے تو اس کے مبدا کا سراغ کسی ایسے حمایتی سے ملتا ہے یہ حمایت ایک تنہ درخت ہے جس سے شاخیں پھوٹتی ہیں۔
یہ بالکل واضح ہے
اور ابتدائی مراتب کیا ہیں جن سے ایک حمایتی ایک جابر بادشاہ میں منقلب ہوجاتا ہے؟
کیا ہم شک کرسکتے ہیں کہ تغیر کی ابتدا اسوقت سے ہوئی ہے

جب سے کہ حمایتی نے مثل اس شخص کے عمل کرنا شروع کیا جو اس افسانہ میں مذکور ہے جو سےسینی (Sycaean) کے مندر کے حوالے سے رائج ہے لے سیا کے زیوس (مشتری) سے جو آگیدیا میں تھا؟

کونسا افسانہ؟

اس افسانے کی رو سے پجاری جس نے ایک انسان کی انتڑی کو جس کا قیمہ دوسری قربانیوں کی انتڑیوں کے ساتھ کیا گیا تھا جس کی ناگزیر کایا پلٹ ایک گرگ میں ہوئی تھی۔ کیا تم نے یہ کہانی کبھی نہیں سنی؟

ہاں میں نے سنی ہے۔

اسی طریق سے اگر عوام کا حمایتی رعایا کو اسقدر مطیع پائے کہ وہ اقربا کی خونریزی میں کوئی تکلف نہ کرے۔ وہ ناجائز الزاموں سے جیسی کہ ان لوگوں کی عادت ہے اپنے گرفتاروں کو ماخوذ کرے اور اپنے کو خونی بنائے اور انسانی زندگی کو ٹھکانے لگائے اور اپنے بنی نوع کا خون اپنے ناپاک زبان اور لبوں سے چکھے۔ وہ لوگوں کو جلاوطن اور قتل کرے اور قرضوں کی منسوخی کا اعلان کرے زمین کو از سر نو تقسیم کرلے:۔ کیا اس ہنگام سے ناگزیر قسمت ایسے انسان کی یا تو قتل ہوگا بذریعہ دشمنوں کے یا جابر ہو جائے گا اور انسان سے گرگ میں مسخ ہو جائیگا۔

اس شق سے گریز نہ ہوگا۔

یہی تقدیر ہوگی اس انسان کی جو برسر فساد ہو روپے والوں کے طبقہ سے۔

یہ ہے۔

اور اگر وہ جلاوطن کیا جائے اور پھر نصب کیا جائے باوجود اپنے دشمنوں کے تو کیا وہ کامل جابر ہو کے عود نہ کرے گا؟

بداہتہً وہ ایسا ہی ہوگا۔

اور اگر اس کے دشمن اپنے کو اس قابل نہ پائیں کہ اس کو

خارج البلد کر دیں یا قتل کریں ریاست کی طرف الزام دے کے اس صورت میں وہ تدبیر کریں گے خفیہ طور سے اس کے دفع کرنے کی نہایت شدید خاتمہ کے ساتھ۔

ہاں یہ معمولی تدبیر ہے

اس سے بچنے کے لئے جو لوگ اس حد تک گئے ہیں وہ جابر کی مشہور

300

تجویز کو اختیار کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ عوام سے باڈی گارڈ (محافظین) کی درخواست کرتے ہیں تاکہ لوگوں کے دوست مفقود نہ ہوں۔

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

اور میرے خیال میں عوام ان کی درخواست کو منظور کرتے ہیں کیونکہ ان کو اس قسم کا خوف ہوتا ہے اگرچہ وہ اپنے لئے مطمئن ہیں۔

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

فلہذا جیسا ایک دولت مند آدمی اس کو مشاہدہ کرتا ہے اور دولت کی وجہ سے اس میں خصلت جمہوریت سے نفرت کرنے کی ہے۔ فی الفور حسب فال کر دسس کے۔

"ہرمس کی سنگریزوں کی تہ کے ساتھ"

"وہ اڑ جاتا ہے اور توقف نہیں کرتا اور نہ بزدلوں کی ملامت سے بچتا ہے"

کیوں کیا دوبارہ اس سے بچنے کا اس کو موقع نہیں ملتا۔

اور میں خیال کرتا ہوں کہ جو لوگ ماخود ہوتے ہیں وہ قتل کئے جاتے ہیں۔

بے شک وہ قتل کئے جاتے ہیں۔

مگر خود حمایتی کے لیے یہ صاف ظاہر ہے کہ "وہ اپنے عظیم جثہ کے ساتھ لٹا دیا جائے" اس نے اکثر آدمیوں کو زیر کیا ہے اور وہ ریاست کی گاڑی پر سوار ہے اور حمایتی سے ایک پختہ کار جابر میں بدل گیا ہے۔

اس سے گریز نہیں ہے۔

میں نے کہا مہربانی کر کے بتاؤ آیا ہم مسرت سے اس انسان کے

اور اس شہر سے بحث کریں جس میں ایسا فانی انسان بود و باش رکھتا ہے
اس نے جواب دیا بہر طور ایسا کرنا چاہئے۔
اچھا اپنے ابتدائی زمانہ میں اور اپنے مطلق العنانی کے آغاز میں جب وہ کسی سے دو چار ہوتا تو تبسم ہو کے سلام کرتا ہے اور اپنے جابر ہونے کے خیال سے دست بردار ہو جاتا ہے اور مجمع عام میں اور تنہائی میں بھی بڑے بڑے وعدے کرتا ہے۔ اور کیا یہ اس کی عادت نہیں ہے کہ قرضوں کو معاف کردے اور قطعات اراضی عوام الناس کو اور اپنے طرفداروں کو عطیہ دے درحالیکہ وہ سب کے ساتھ نرمی سے سلوک کرنے اور جود و سخا سے پیش آنے کا دعویٰ کرتا ہے؟

اس کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔

301

مگر جب وہ اپنے جلاوطن کئے ہوئے دشمنوں سے اپنا چھٹکارا کر لیتا ہے بعض سے آشتی اور بعض کو فنا کر کے تو اس کی پہلی تدبیر میرے گمان میں یہ ہے کہ محاربات کو تحریک دیتا رہے تاکہ عوام کو ایک قاعد کی حاجت ہو
یہ اس کا طبیعی طریقہ ہے۔
کیا مزید براں یہ اس کا ارادہ نہ ہوگا کہ رعایا کو مصارف جنگ کے محصولوں سے مفلس کردے اور ضرورت حالیہ کے لئے اپنے آپ کو مصروف کریں اور اس تدبیر سے انکو موقع نہ دیا جائے کہ اس کے خلاف سازش کریں
یہ بالکل ظاہر ہے۔
اور کیا یہ میرا خیال درست نہیں ہے کہ اگر وہ بعض اشخاص کی نسبت یہ شک کرتا ہے کہ وہ آزادی کی روح کی حفاظت میں مشغول ہے تاکہ وہ آشتی کے ساتھ حکومت نہ کرنے دے تو اس کا یہ قصد ہوگا کہ اس کو دشمن سے ٹھہرا دے اور اس طرح بلا کسی بدگمانی کے اس سے مخلصی کرلے؟ ان جملہ اسباب سے جابر ہمیشہ جنگ کو تحریک نہ دے گا؟
اُسے کو ضرور دینا چاہئے۔
پس کیا اس طریقے کا نتیجہ کہ وہ اہل شہر کے نزدیک اور بھی قابل

نفرت ہوتا جائیگا؟

بیشک ایسا ہی ہے

اور کیا اس کا یہ نتیجہ نہیں ہے کہ چند سب سے دلیر اس کے طرفدار جو صاحب اثر ہوں بلا خوف صاف صاف گفتگو کریں خود اس سے اور باہم دیگر بھی اور اس کی مصلحت ملکی میں عیب نکالیں؟

ہر شخص یہی توقع کر سکتا ہے۔

پس اگر جابر کو اپنی حکومت قائم رکھنا ہے تو اس کو لازم ہے کہ ان لوگوں کو نہایت خاموشی کے ساتھ راہ سے دور کر دے حتیٰ کہ کوئی دوست یا دشمن باقی نہ چھوڑے جو کسی کام کا ہو۔

یقیناً اس کو ایسا ہی کرنا لازم ہے۔

پس اس کو ہوشیاری سے ملاحظہ کرنا چاہیئے کہ کون مردانہ ہے کون عالی منش ہے کون دانشمند ہے کون دولت مند ہے اور اس مبارک حالت میں وہ اس کا مطلوب ہے یا نہیں ہے۔ اس کو ان سب کا دشمن ہونا چاہیئے اور ان کے خلاف سازش کرنا چاہیئے حتیٰ کہ شہر ان سے پاک صاف ہو جائے

کیا شاندار تنقیہ ہے۔

میں نے کہا ہاں۔ یہ ٹھیک مقابل اس عمل کے ہے جس سے طبیب بدن کا تنقیہ کرتے ہیں۔ کیونکہ طبیب اُس چیز کو جو ردی ہے اور جو صالح ہے اس کو باقی رکھتا ہے لیکن جابر صالح کو دور کر دیتا ہے اور ردی کو باقی رکھتا ہے۔

ہاں تو پھر ظاہرا یہی اس کا طریقہ ہے اگر وہ حکومت کرنا چاہتا ہے فی الواقع وہ مسرت آگین ضرورت کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے جو اس کو حکم دیتی ہے خواہ وہ ایسے اشخاص میں زندگی بسر کرے جن میں اکثر ہیچکارہ ہیں اور ان میں نفرت زدہ ہو کے رہے یا نابود ہو جائے۔

بیشک ہے۔

لہذا اس نسبت سے جس سے اہل شہر اس سے متنفر ہوتے جاتے

نہیں اس کے اس چال چلن کے سبب سے اس کو متعدد اور معتمد محافظین ذات کی ضرورت ہوگی کیا نہ ہوگی؟

بلا شک ہوگی۔

اور مہربانی سے بتاؤ وہ کس پر اعتماد کرے؟ اور کہاں سے وفادار ملازم پیدا کرے؟

اوہ، وہ جوق جوق خود بخود آجائیں گے اگر وہ ان کو ان کی اجرت دیگا۔ قسم اپنے قول کی میں یقین کرتا ہوں تم ایک اور متفرق گروہ بیرونی نرمگسوں کا خیال کر رہے ہو۔

تم غلطی پر نہیں ہو۔

کیا اس مقام پر وہ رنگروٹ بھرتی کرنے میں پس و پیش کریگا؟

کس تدبیر سے؟

وہ غلاموں کو اہل شہر سے لے کے آزاد کر دے گا اور اپنے باڈی گارڈ میں بھرتی کرلے گا۔

قطعی طور سے وہ پس و پیش نہ کرے گا:۔ کیونکہ بیشک ایسے اشخاص حقیقتاً اس کے نہایت معتمد وابستگان دولت سے ہیں۔

جابر بلا شک خدا کی طرف سے خوش نصیب مخلوق ہے تمہارے حساب سے اگر وہ ایسے انسانوں کو دوست اور وفادار وابستہ بناتا ہے جبکہ اس نے مذکورہ سابق اشخاص کو فنا کر دیا ہے۔

وہ یقیناً یہ راستہ اختیار کرتا ہے۔

اور کیا یہ رفیق اس کے اس کی بڑی قدر کرتے ہیں اور کیا نوجوان شہری اس کی ہم نشینی نہیں کرتے درحالیکہ نیک اس سے متنفر ہیں اور اس سے پرہیز کرتے ہیں؟

اور کیونکر ہو سکتا ہے؟

میں نے کہا یہ بلا سبب نہیں ہے کہ لوگ ٹریجیڈی (قصہ غم انجام) کو بالجملہ عاقلانہ خیال کرتے ہیں اور یوریپیڈیس اس میں استاد ہے۔

براہ عنایت کہو کہ کیوں؟

منجملہ اور بیانات کے اس نے یہ بھی بیان کیا ہے جو ایک عاقل ذہن کا ثبوت دیتا ہے۔ جابر بطریق عکس عاقل ہیں، اور اس نے عاقل سے صاف طور سے مراد لی ہے وہ لوگ جو جابر کے ہم نشین ہوتے ہیں؟ ہاں منجملہ اس کے متعدد اوصاف کے ایک یہ ہے کہ جابر کی یہ ستائش کیجاتی کہ اس میں خدائی شان ہے۔ دوسرے شاعروں نے بھی یہ کہا ہے اور یورپیدیس نے بھی۔

جب یہ صورت ہے لکھنے والے ٹریجیڈی کے مثل دانشمندوں کے جیسے وہ ہیں ہم کو اور دولت مشترکہ میں ہمارے مقلدین کو معاف کریں گے اگر ہم ان کو ریاست میں داخل نہ ہونے دیں کیونکہ وہ جبر کے مدح خوال ہیں۔

میں خیال کرتا ہوں کہ کل خلیق ٹریجیڈی لکھنے والے ہم کو معاف کریں گے۔

اسی وقت میں میں یقین کرتا ہوں کہ وہ لوگ دوسری ریاستوں کا دورہ کر کے رعایا کو جمع کریں گے اور نفیس بلند ترغیب وہ آوازوں کو اجرت دے کے اپنا ملازم کریں گے اور دول مشترکہ کو جباریت اور جمہوریت کی طرف کھینچیں گے۔

یقیناً وہ ایسا کریں گے۔

اور ان خدمتوں کے لئے ان کو مزید صلہ دیا جاتا ہے اور بالتخصیص جبابرہ ان کی عزت کرتے ہیں جیسا کہ ہم کو توقع کرنا چاہئے اور جمہوریتہ سے بھی کچھ دیا جاتا ہے۔ مگر جس نسبت سے وہ دولت مشترکہ کی پہاڑی پر صعود کرتے ہیں ان کی عزت روز افزوں تنزل کرتی ہے گویا کہ دم کے ٹوٹ جانے سے وہ بلندی پر نہیں جا سکتے۔

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

بہر طور یہ ایک انحراف ہے۔ ہم کو اس تحقیق کی طرف رجوع کرنا

چاہیئے کہ اس جابر کی فوج اچھی خاصی بڑی مختلف الاوضاع ہمیشہ متغیر ہونے والی فوج اس کی پرورش کس طرح ہوگی۔

اس نے جواب دیا یہ تو صاف ظاہر ہے کہ اگر مقدس جائداد شہر میں ہو تو جابر اس کو صرف کروالیگا۔ اور یہ کہ جس حد تک ان چیزوں کی فروخت سے مال آئیگا وقتاً فوقتاً فراہم ہوگا محصول جنگ جس کو عوام ادا کرنے پر مجبور رہیں نسبتاً کم ہو جائیگا۔

مگر وہ کیا کرے گا اگر ذریعہ آمدنی ناکامیاب ہو؟

ظاہراً وہ والدین کی جائداد سے لیگا اپنے اور اپنے وظیفہ خوار رفیقوں اور اپنے ہم پیالہ ملازموں اور اپنے آشناؤں کے لیے۔

میں تمھارا مطلب سمجھتا ہوں تمھارا یہ مطلب ہے کہ عوام جن سے یہ جابر پیدا ہوا ہے اس کی اور اس کے رفیقوں کی پرورش کریں گے۔

میں بغیر یہ کہے نہیں رہ سکتا۔

میں نے کہا مگر مہربانی کر کے اپنا مطلب واضح کرو۔ فرض کرو کہ عوام اس مفہوم سے برا مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ظلم ہے کہ باپ کو اپنے زیادہ عمر کے لڑکے کو پرورش کرنا پڑے کیونکہ چاہیئے کہ بخلاف اس کے لڑکا اپنے باپ کی پرورش کرے اور والدین نے لڑکے کو پیدا کیا اور پروان چڑھایا اس نیت سے نہیں کہ جب وہ بڑھ جائے تو وہ اپنے غلاموں کے غلام ہو جائیں اور اس کو اور ان کو ایک جم غفیر کے ساتھ پرورش کرے بلکہ اس قصد سے کہ ان کی حمایت میں وہ ریاست کے دولتمندوں اور جو وہ شریف کہلاتے ہیں ان کی قید سے رہا ہو جائیں۔ اور فرض کرو والدین اس کو حکم دیں کہ شہر سے نکل جاؤ مع اپنے دوستوں کے جس طرح کوئی باپ جو اپنے لڑکے کو گھر سے نکال دے مع اس کے ہم پیالہ رفیقوں کے تو کیا ہو؟

ہاں تو عوام آخر بعد مدت یقیناً دریافت کریں گے کہ وہ کس قدر کمزور ہیں بمقابلہ اپنے پالے ہوئے کے جس کو انھوں نے پیدا، پرورش کیا اور اونچے مرتبہ پر پہنچایا اور اس کے خارج کرنے میں وہ ضعیف تر ہیں جو قوی کو

خارج کرتا ہو۔

میں نے باواز بلند کہا تو کیا جابر جرأت کرے گا کہ وہ دست ظلم اپنے باپ پر دراز کرے اور جب وہ اس کا کہنا نہ مانے تو اس کو مارے!

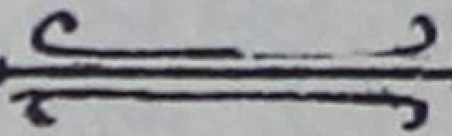
ہاں وہ ایسا کریگا جب وہ اپنے باپ کے سلاح جنگ اتروا چکے گا۔

تم سمجھتے ہو کہ جابر اپنے باپ کا قاتل ہے اور ایک سخت دل بوڑھی دایہ ہے اور حکومت ظاہراً اس وقت سے ایک کھلی ہوئی اور اقبالی جباریت ہوگی اور اس مثل کے محور کے موافق عوام کرا ہی سے آزاد آدمیوں کی خدمت سے نکل کے مطلق العنان حکومت کی آگ میں گرے گی جس پر غلام متصرف ہونگے بالفاظ دیگر وہ وسیع اور دائمی آزادی ایک جدید لباس سے جملہ غلامیوں سے سخت ترین اور تلخ ترین غلامی کے ساتھ بدل لیں گے۔

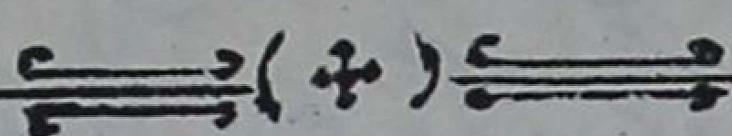
بلاشک واقعات کا سلسلہ اسی طرح ہے۔

اچھا تو کیا کوئی ہم نا موافقت کرنے پر مائل ہو سکتا ہے کہ ہم نے اطمینان کے ساتھ جمہوریت سے جباریت میں منقلب ہونے پر بحث کی ہے اور اس کی خصلت کو بیان کر دیا ہے جبکہ وہ قائم ہو جائے؟

اس نے جواب دیا ہم نے حسب اطمینان طور سے ایسا ہی کیا ہے۔



مقالہ نہم



میں نے کہا اب ہمارے لئے صرف یہ باقی رہا ہے کہ تحقیق کیا جائے کہ کس طرح سے ایک جمہوری انسان جباری میں منقلب ہوجاتا ہے اور اس کی سیرت بعد اس تبدیلی کے کیا ہوتی ہے اور آیا طریقہ زندگی مبارک ہے بالعکس

اس نے کہا سچ ہے یہ صورت اب تک باقی ہے۔

میں نے پوچھا میں اب تک کیا آرزو رکھتا ہوں؟

یہ کیا ہے؟

میں خیال کرتا ہوں کہ تعداد اور ماہیت خواہشوں کی قابل اطمینان طور سے پہچانی نہیں گئی ہیں: جب تک یہ نقص باقی رہے گا تو وہ تحقیق جس میں ہم اب دخیل ہوتے ہیں تاریکی میں لپٹی رہیگی۔

ابھی تک اس کا وقت نہیں گیا ہے کہ اس نقصان کو پورا کردیں۔

کیا ایسا ہے؟

یقیناً ابھی وقت نہیں گیا ہے۔ اس خصوصیت کو مشاہدہ کرو جس کو میں صورت موجودہ میں جو ہمارے سامنے ہے ملاحظہ کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ بعض غیر ضروری خوشیاں اور خواہشیں اگر میں غلطی نہ کرتا ہوں ناجائز ہیں اور ظاہر ہوگا کہ وہ اصلی جنز ہر انسان کی ہیں۔ اگرچہ بعض اشخاص کی صورت میں جو زیر صحت قوانین کے ہیں اور اعلیٰ درجہ کی خواہشیں عقل جن کی طرفدار ہے یا تو وہ کلیتہً غائب ہوجاتی ہیں یا بعض کمزور خواہشیں باقی رہتی ہیں درصورت

دوسری خواہشوں کے وہ قوت اور تعداد کثیر کے ساتھ باقی رہتی ہیں۔

مہربانی کرکے بتاؤ کہ وہ خواہشیں کیا ہیں جن کا تم حوالہ دیتے ہو؟

میں اُن خواہشوں کی طرف اشارہ کرتا ہوں جو خواب میں کام کیا کرتی ہیں جب درمیان دوسرے جزو نفس کی غنودگی کے عالم میں جو کہ عقلی اور مہذب ہے اور اول پر حاکم ہے بہیمیت کا جز اور اکل یا شرب سے متلی یاب ہو کر حد سے تجاوز کرتا ہے اور رنیند کو دور کرکے اپنی خاص سیرت کی تسلی کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ تم جانتے ہو کہ ان لمحوں میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس کی یہ جرائت نہیں کرتا شرم اور تامل کے حس سے مخلصی پاکر آزاد ہو جاتا ہے وہ اپنے وہم میں ناپاک مقاربت سے ماں کے ساتھ اقدام کرتا ہے یا کسی انسان یا دیوتا یا جانور کے ساتھ وہ کوئی کیوں نہ ہو اور اس کو بدترین قتل کے ارتکاب میں نہیں ہچکچاتا اور نجس اور ناپاک کھانوں میں مشغول ہوتا ہے۔ المختصر اسکی حماقت اور وقاحت کی کوئی حد نہیں ہے۔

تمہارا بیان کامل طور سے درست ہے۔

مگر میں گمان کرتا ہوں جب کبھی کسی انسان کی شخصی عادت صحیح اور معتدل ہو اور جب قبل اس کے کہ وہ آرام کرے وہ اپنے عقلی جزء کو تحریک دے اور خوبصورت بحثوں اور اعلیٰ درجہ کی تحقیقات سے اپنے نفس کی ضیافت کرے بذریعہ فریبی باطنی تامل کے۔ درآنحالیکہ بجانب دیگر نہ قیادہ کے ساتھ اور نہ حلق تک پر ہو وہ جزو جو خواہشوں سے تعلق رکھتا ہے تاکہ خواب کر سکے نہ کہ عوض میں خوشی اور رنج سے پریشان کیا جائے اس اعلیٰ ترین جزء کو جس کو رخصت ہو کہ وہ اپنے مطالعہ کو جاری رکھے خلوص اور استغنا میں اور آگے چلنے پر مجبور کیا جائے جب تک کہ ادراک ہو ایسی چیز کا جو اب تک مجہول تھی خواہ گزشتہ ہو خواہ حال خواہ آیندہ اور جب اسی طرح اس نے جوشیلے عنصر کو رام کیا ہو ہر بار غصہ کے جوش سے بچکے جو اس کو اضطراب دل کے ساتھ آرام کرنے کو روانہ کرتا جب میں کہوں کہ وہ آرام کرنے کو جاتا ہے منجملہ تین کے دو عنصروں کو خاموش کرکے اور تیسرا عنصر جس میں عقل کا مقام ہے

بیدار کر کے تم واقف ہو کہ ایسے لمحوں میں وہ اس کی بہترین صلاحیت رکھتا ہے کہ حقیقت کو سمجھ سکے اور وہ نظارے جو اس کے خواب میں نظر آتے ہیں جو کچھ ہوں مگر ناجائز ہیں۔

میری رائے بالکل تمھاری رائے کے مطابق ہے۔

ہم اپنے راستہ سے بہت دور نکل آئے ہیں ان بیانات کے دینے میں۔ جس کی معرفت ہم حاصل کیا چاہتے ہیں وہ بظاہر نہایت ہولناک انواع وحشیانہ اور ناجائز خواہشوں کی ہے جو ہم سب میں مسکن گزیں ہے جو بعض صورتوں میں بھی جبکہ ہم حسب ظاہر بطور کامل ممنوع ہوں اور یہ واقعہ خواب میں بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ مہربانی کر کے سمجھو کہ تم مجھ کو حق پر تصور کرتے ہیں اور میرے ساتھ موافقت رکھتے ہو۔

ہاں میں موافقت رکھتا ہوں۔

پس یاد رکھو اُس خصلت کو جو میں نے قوم کے آدمی سے منسوب کی ہے۔ تاریخ اس کے مبداء کی میں یقین کرتا ہوں یہ تھی کہ اس نے زیر نگرانی ایک کفایت شعار باپ کے تربیت پائی ہے جو صرف روپیہ پیدا کرنیوالی خواہشوں کی عزت کرتا تھا اور ان خواہشوں سے متنفر تھا جو غیر ضروری خواہشیں ہیں جن کی غرض محض تفریح اور نمائش ہے۔ کیا میں حق پر نہیں ہوں؟

تم حق پر ہو۔

زیادہ وضع دار لوگوں کے ساتھ میل جول سے وہ خواہشیں پھر لبریز ہو جاتی ہیں جن پر ہم نے ابھی بحث کی ہے وہ ان لوگوں کی طرح مطلق تباہی میں عجلت کرتا ہے اپنے باپ کی کفایت شعاری سے متنفر ہو کے۔ لیکن چونکہ خراب کرنے والوں سے اس کا مزاج بہتر تھا وہ دو سمت میں کھینچا جاتا تھا اور اس کا انجام ایک معتدل سیرت کے اختیار کرنے میں ہوتا ہے اور چونکہ وہ کامل اعتدال کے ساتھ ہر لذت سے بہرہ یاب ہوتا ہے بموجب اس کے خیال کے وہ ایسی زندگی بسر کرتا ہے جو غیر آزاد ہے ناجائز ہے اور

اس طرح سے وہ ادنی گارگی کی منوبی سے جمہوری انسان میں منقلب ہوگیا۔

ہاں ایسے شخص کی نسبت یہ ہماری رائے تھی اور اب بھی ہے۔

میں نے کہا اچھا پس اپنے دل میں تصور کرو کہ یہ آدمی اپنے وقت پر بوڑھا ہوگیا اور ایک نوجوان اس کے عادات میں پھر پرورش ہو رہا ہے

بہت خوب۔

خیال کرو کہ وہی راستے لیتا ہے جو اس کے باپ نے لئے تھے۔ اسکو قانون کے بالکلیہ شکست کرنے کے لئے اغوا کیا گیا ہے یا حسب محاورہ اغوا کرنے والوں کامل آزادی کی اور اس کا باپ اور اس کے دوسرے اقربا اوسط خواہشوں کی تائید کرتے ہیں جو مقابل کی تائید سے دوسری جانب ملتا ہے اور جب یہ مہیب ساحر اور جابر اپنی دوسری افسوں گری سے نوجوان آدمی کے ملنے سے ناامید ہوتے ہیں فرض کرو کہ وہ یہ ایجاد کرے کہ اس میں کوئی بدخواہش کو پیدا کرے تاکہ ان مضمحل خواہشوں کی حمایت کرے جو اپنے آپس میں جو کچھ تقسیم کے لیے ملے اس کو بانٹ لے اور اس بدخواہش کو تم ایک قسم کا عظیم پر دار نرمگس کہہ سکتے ہو کیونکہ اور کس طرح تم اس بدخواہش کو بیان کرسکے جسکو ایسے آدمیوں نے دل میں جگہ دی ہے؟

میں اس کو اور کسی طرح نہیں بیان کرسکتا۔

یہ ہو کے دوسری خواہشیں بخورات سے خوشبو عطروں معطر ہاروں سے مزین شرابوں سے سرشار آزاد مسرتیں جو اس لطف زندگی کے اجزا ہیں اس نرمگس کے گرداگرد گونجنے لگیں اور اس کو نہایت مرتفع کرتی ہیں اور انتہا سے زیادہ اس کی پرورش کرتی ہیں یہاں تک کہ انھوں نے اس کی ذات میں خواہش کے نیش کو پیدا کردیا ہے اور اس لمحہ سے نفس کے اس حامی نے جس کی ملازم خاص (باڈی گارڈ) شوریدگی ہے آنکس دے کے دیوانگی تک اور اگر وہ اپنے باطن میں بعض ظنون اور ایسی خواہشیں پاتا ہے جو اچھی تصور کی جاتی ہیں اور جو اب ایک طور کا انفعال محسوس کرتا ہے تو وہ اس کو فنا کردیتا ہے یا اپنے پاس سے دور کردیتا ہے یہاں تک کہ اعتدال کا تنقیہ

ہو جاتا ہے اور ناگوار خبط سے معمور ہو جاتا ہے۔

جابر انسان کی پیدایش کا تم نے خوب بیان کیا۔

کیا یہی سبب نہیں کہ اگلے زمانے میں عشق کو جابر سمجھتے تھے؟

غالباً ایسا ہی ہے۔

اور بھی اے میرے دوست ایک بدمست آدمی وہ چیز رکھتا ہے جس کو جابرانہ روح کہتے ہیں؟

وہ رکھتا ہے۔

اور ہم جانتے ہیں کہ مجنون آدمی یا جس کے دماغ میں فتور ہو توقع رکھتا ہے کہ میں نہ صرف انسانوں پر حاکم ہوں بلکہ دیوتاؤں پر بھی میری حکومت ہے اور ایسا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

بیشک وہ کرتا ہے۔

پس میرے فاضل دوست ایک انسان سخت جابر ہو جاتا ہے جب کبھی فطرت یا عادت یا دونوں سے ملا کے شراب کے یا عشق یا دیوانگی کے تحت حکومت آجاتا ہے۔

ہاں ٹھیک ایسا ہی ہے۔

بظاہر اس کی یہ اصل ہے اور یہ اس کی ماہیت ہے۔ لیکن مہربانی سے بتاؤ کہ وہ زندگی کیونکر بسر کرتا ہے؟

اس نے جواب دیا جسطرح وہ لوگ کھیل میں کہتے ہیں تم ہی مجھ کو وہ بتاؤ۔

میں نے کہا ایسا ہی ہو اچھا اگر میں غلطی پر نہیں ہوں اب سے دعوتیں عیش و عشرت جشن آشنائیں اور ہر چیز اس قسم کی ضرورت وقتی ہو جاتی ہیں ایسے لوگوں کے لئے جن کے ذہن بالکل زیر حکومت ایک جاگزیں جابرانہ بدخواہش کے ہو جاتے ہیں۔

ایسا ضرور ہو گا۔

اور کہا اکثر خوفناک خواہشیں جن کی حاجتیں بکثرت ہوتی ہیں انکے پہلو میں ہر روز اور ہر شب نکل پڑتی ہیں۔

ہاں بیشک بکثرت۔

تا اینکہ جملہ موجودہ احترام فوراً صرف ہو جاتے ہیں۔

بیشک ہو جاتے ہیں۔

اس کے بعد روپیہ پیدا کرنے کے منصوبے نکلتے ہیں اور اس کا نتیجہ ہے جائداد کا نقصان۔

بلاشبہ۔

اور جب جملہ وسائل ناکامیاب رہتے ہیں تو کیا یہ شدید خواہشیں جو دل میں بکثرت ہجوم کیے ہوئے ہیں اپنی آوازیں بلند کرتی ہیں؟ ان لوگوں کو انکس سے گود گود کے ان کی خواہشیں اس پر مسلط ہوتی ہوتی ہیں اور خصوصاً وہ حاکم بدخواہش جس کے ماتحت یہ سب مثل محافظوں کے کام کرتی ہیں۔ کیا وہ ایسا نہ کریں گے غضب کے جوش میں کسی دولتمند آدمی کو تاکتی ہیں جس کو لوٹیں خواہ بفریب خواہ بہ جبر؟

ہاں ضرور وہ ایسا کریں گی۔

پس اگر وہ ہر طرف غارت نہ کر سکیں تو ضرور ہے کہ وہ انتہا کے رنج وہ غصہ و درد پر مجبور ہوں گی۔

ہاں ہوں گی۔

پس جیسے اندرونی مسرتیں جو جدید پیدا ہوئی ہیں اور نشو و نما پائی ہے اصلی مسرتوں سے سبقت لیجاتی ہیں اور جو کچھ ان کا مال ہے اس پر قبضہ کر لیتی ہیں۔ اسی طرح آدمی خود اپنے والدین پر سبقت لیجانے پر تلا ہوا ہے اگرچہ وہ لامحالہ اتنے کم سن ہے ان کو نقصان پہنچا کے اپنے باپ کی جائداد سے اپنا بھلا کرتا ہے اگر وہ اپنا حصہ خرچ کر چکا ہے؟

بلاشک وہ کرے گا۔

اور اگر اس کے والدین اس کے منصوبوں کی مخالفت کریں گے تو کیا وہ آخری صورت میں ان کے فریب دینے اور مغلوب کرنے کی کوشش نہ کریگا؟

یقیناً وہ کرے گا۔
اور جب یہ غیر ممکن ہوگا تو وہ غارتگری اور تشدّد کی جانب بڑھیگا۔
میں ایسا خیال کرتا ہوں۔
اور جب اس کا بوڑھا باپ اور ماں اس کی مخالفت کرینگے اور مزاحم ہوں گے تو کیا وہ جابرانہ سلوک کرنے میں تکلف کریگا؟
میں بھی ایسے شخص کے والدین کے لیے خوف سے خالی نہیں ہوں۔
نہیں بلکہ ایڈیمانطس میں اس بات پر غور کرنے کی التجا کرتا ہوں کہ اس کی وابستگی اور بے میل آشنا جدید ہے جبکہ اس کی محبت اپنی حقیقی ماں کے ساتھ ناگزیر اور قدیم ہے اور اس کا لگاؤ اس کے غیر ضروری اور بے میل دوست کے لیئے جو ریعان شباب میں ہے اسی زمانے کی ہے بمقابلہ اس کے حقیقی باپ کی محبت کے وہ اس کا سب سے پرانا دوست جو افسردہ اور معمر ہے اور جب یہ حالت ہے تو تم یقین کر سکتے ہو کہ وہ اپنی آشنا اور دوست کی خاطر سے ان کو ماریگا اور وہ ماں باپ کو ان کا لونڈی غلام بنا دے گا اگر وہ آشناء اور دوست کو اپنے ہی خاص مکان میں لے آیگا؟
اس نے جواب دیا قسم اپنے قول کی وہ ایسا کرے گا۔
پس حسب ظاہر یہ طرفہ فرحت بخش شے ہے کہ کوئی ایسے جابر بیٹے کا باپ یا ماں ہو۔
ہاں یہ ہے۔
اچھا مگر جب جائداد اس کے باپ یا ماں کی لڑکے کے لیے بیکار ہونا شروع ہوتی ہے درحالیکہ ہجوم لذتوں کا اس کے دل میں بکثرت پیدا ہو جاتا ہے تو کیا اس کا پہلا مہم یہ ہوگا کہ کسی کے گھر میں گھس پڑے یا کسی مسافر کے تاریکی میں کپڑے اتار لے اور پھر کیا وہ کسی مندر کے مال و اسباب پر جھاڑو نہ پھیرے گا؟ اور اسی وقت میں وہ قدیم اور عوام کے نزدیک عادلانہ رائیں جن کا بچپن سے اس کو اعتقاد تھا فرومایہ اور شریفانہ افعال کے متعلق شکست پا جائیں گی ان رایوں سے جو ابھی غلامی سے آزاد ہوئی

ہیں جن کو مدد ملے گی اس حاکمانہ خواہش سے وہ رائیں جن حاکمانہ خواہش کی محافظ ہیں۔ وہ رائیں جو کہ اس وقت تک جبکہ وہ تابع قوانین کا اور اپنے باپ کا تھا جبکہ اُس کا اندرونی قوام جمہوری تھا ان کو اگر آزادی نصیب ہوتی تھی خواب آسائش میں۔ لیکن اب جبکہ یہ خواہش اس پر حاکم مطلق اور فرماں روا ہو گئی وہ سیرت جو اس کی مخصوص تھی خوابوں میں اور شاذ و نادر اوقات پر اس کی دائمی بیداری کی حالت ہے۔ کوئی خوفناک قتل ممنوع طعام یا نامبارک فعل ایسا نہیں ہے جس سے وہ باز رہیگا۔ مگر یہ خواہش جو اس کے باطن میں ساکن ہے اور حکمران ہے درمیان انتہا کی بدنظمی اور مخالفت قانون بوجہ اس کی خاص عظمت کے اس خواہش بد رکھنے والے کو ورغلائے گی جس طرح درصورت ریاست کے غیر محدود بے پروائی اپنی ذات اور اس ملازم ہنگامہ کی پرورش کے ذرائع مہیا کرنے کے لیے۔ اس ہنگامہ نے خارج سے کسی حد تک اندر دخل کیا ہے۔ یہ نتیجہ شریر صحبت کا ہے۔ اور کچھ ایک حد تک رہا ہوا ہے اور نجات پائی ہے اندرونی ممانعت سے مماثل عادتوں کے اختیار کرنے سے اور خود اس خواہش کی کارپردازی سے بھی۔ آیا میں بیان میں ایسے انسان کے غلطی کرتا ہوں؟

اُس نے جواب دیا نہیں تم حق پر ہو۔

میں نے کہا اور اگر کوئی ریاست میں چند ایسے بدخصلت کے لوگ شامل ہیں اور باقی آبادی میں پرہیزگار ہیں یہ لوگ مسکن کو ترک کرتے ہیں اور کسی اور جابر کے محافظوں میں داخل ہو جاتے ہیں یا اجرہ پانے والی فوج کی خدمت کسی جنگ میں بجا لاتے ہیں جو جنگ بالفعل چھڑی ہوئی ہو لیکن اگر وہ صلح اور خاموشی کے زمانے میں ہوں تو وہ ادنیٰ درجہ کی شرارتیں کرتے رہتے ہیں اس مقام پر شہر میں۔

مہربانی سے بتاؤ کیسی شرارتیں؟

جیسے چوری نقب زنی کیسہ بری کپڑے چرانا بے دینی بھگا لے جانا اور بعض اوقات وہ مخبر بن جاتے ہیں اگر گفتگو کرنے کی لیاقت رکھتے ہوں

اور جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں اور رشوتیں لیتے ہیں۔
سچ ہے اور جھوٹی شرارتیں ہیں اگر ارتکاب جرم کرنیوالے تعداد میں چند ہی ہوں۔
میں نے جواب دیا وہ چیزیں جو چھوٹی ہیں وہ ازروے مقابلہ چھوٹی ہیں اور یقیناً یہ جملہ شرارتیں بہ تعلق تخریب اور بدبختی ایک ریاست کے حسب مثل مشہور اس نشان تک نہیں پہنچتیں جو ایک جابر حکمران کا نشان ہے۔ کیونکہ جب کبھی ایسے اشخاص اور دوسرے ان کے قائم رکھنے والے کسی ریاست میں متعدد ہو جاتے ہیں اور اپنے شماروں کو جانتے ہیں عوام کی حماقت سے مدد لے کے یہ انسان جابر حکمران کے والدین ثابت ہوتے ہیں جو کہ محض وہ فرد اُن کے شمار میں ہے جس کا نفس سب سے بڑا اور سب سے عظیم جابر اپنی ذات میں رکھتا ہے۔
ایسی ہی ایک شخص کو توقع ہو سکتی ہے کیونکہ ایسا شخص بہت سا حصہ جابرہ کا اپنے پاس رکھتا ہے۔
نتیجہ یہ ہے کہ اگر اہل شہر نے رضا مندی سے اطاعت کی تو سب ہمواری سے جاری رہیگا۔ لیکن اگر ریاست سرکش ثابت ہو تو جابر سزا دے گا بشرط امکان اپنے باپ کے وطن کو بعینہ اسی طرح جیسے صورت اولیٰ میں اس نے اپنی ماں کو اور باپ کو سزا دی تھی اور اس کام کے لیے وہ اپنی مدد کے لیئے وہ اپنے نوجوان ساتھیوں کو طلب کرے گا ان کے تحکمانہ اختیار سے وہ قابض ہوا اور برقرار رکھے گا اپنے ملک مادری جس سے وہ کسی وقت میں محبت کرتا تھا اور اس عمل سے ایسے شخص کی خواہش پوری ہوگی یقیناً یہ ہوگا۔
اور کیا یہ لوگ بجائے خود ایسی سیرت کا اظہار نہیں کرتے۔ اس سے پہلے بھی کہ ان کو قوت حاصل ہو؟ اولاً دوسروں کے ساتھ میل جول میں کیا یہ صورت نہیں ہے کہ خواہ یہ کہ اس کے تمام ہم صحبت اس کے خوشامدی اور بندے ہیں یا یہ کہ اگر وہ کسی سے کسی چیز کے خواستگار ہوں تو وہ اس چیز کے لیئے اُس کے پاؤں پڑے گا اور ظاہری صورت بے تکلف

دوستی کی اختیار کرے گا لیکن جب ان کا مطلب حاصل ہو جاتا ہے تو وہ اس سے دور اور اجنبی ہو جاتا ہے ؟

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

اس طرح وہ اپنی تمام عمر بغیر دوست کے رہتے ہیں اور ہمیشہ یا وہ مالک رہتے ہیں یا غلام کیونکہ جابر کی فطرت کو آزادی اور دوستی کی لذت کبھی نہیں ملتی۔

یقیناً اس کو نہیں مل سکتی۔

کیا ہم حق پر نہ ہونگے اگر ایسے شخص کو بے ایمان کہیں ؟

بلاشک ہم حق پر ہوں گے۔

اور نہ صرف بے ایمان بلکہ اعلیٰ درجہ کا ظالم اگر ہمارے سابق کے نتائج عدالت کی ماہیت کے باب میں حق تھے۔

اور یقیناً ہم حق پر تھے۔

پس اب ہم ملخصاً سب سے شریر آدمی کا بیان کریں گے۔

وہ ایسا شخص ہے جس کا حقیقی اور بیداری کا عالم بالکل مقابل تصوری خواب کے سے بیان کے ہے جس کو ہم نے بیان کیا ہے۔

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

یہ خاتمہ اس آدمی کا ہے جس کی فطرت انتہا کی جابرانہ ہے اس کو مطلقاً قوت حاصل ہو جاتی ہے اور جس قدر طولانی اس کی جابرانہ زندگی باقی رہتی ہے وہ زیادہ درستی کے ساتھ ہمارے بیان کے موافق ہوتا ہے

گلاکن نے جواب دیا اپنے ذمہ لیکے کہا یہ لاکلام سچ ہے۔

میں نے کہا جب یہ صورت ہے تو کیا وہ آدمی جو سب سے برا ثابت ہوگا اسی جہت سے سب سے بڑھکے بدبخت بھی ثابت ہوگا ؟ اور کیا یہ واضح نہ ہوگا کہ جس کا جبر ایک طولانی زمانے تک قائم رہے گی نہایت شدت کے ساتھ بد اور بدبخت ہو گی قطع نظر ان گوناگوں رایوں کے جو جمہور خلائق نے اختیار کی ہونگی ؟

اس نے جواب دیا اسقدر تو یقینی ہے۔
اور کیا ہم جابر انسان کو مقابل اور قائم مقام اس ریاست کا سمجھنے سے گریز کر سکتے ہیں جو زیر حکومت ایک جابر کے ہو جو کہ جمہوری انسان جمہوری ریاست کا ہے وعلیٰ ہذالقیاس؟
لاکلام ہم نہیں کر سکتے۔
لہذا جو نسبت شہر کو ہے شہر سے نیکی اور سعادت کے اعتبار سے ایسی ہی نسبت انسان کو انسان سے ہے: کیا ایسا نہیں ہے؟
بلاشک یہ ہے۔
پس نیکی کے اعتبار سے کیونکر زیر حکومت جابر کے قائم ہو سکتی ہے جو مشابہ ہو ایک شہر زیر فرمان ایسی شاہی حکومت کے جس کو ہم نے سابقاً بیان کیا ہے؟
اس نے جواب دیا۔ وہ ایک دوسرے کے بالکل مقابل ہیں ایک اعلیٰ درجہ کی نیک ہے اور دوسری انتہا درجہ کی شریر ہے۔
میں تم سے یہ نہ پوچھوں گا کہ کونسی کیسی ہے کیونکہ یہ ظاہر ہے۔ لیکن کیا تم سعادت اور بدبختی کے مسئلہ کا اسی طریقہ سے فیصلہ کر سکتے ہو یا نہیں؟
لیکن یہاں صرف جابر کی طرف دیکھ کے ہم کو حیران نہ ہونے دو کیونکہ وہ محض ایک فرد ہے جم غفیر میں یا اس کے بافصلی چند قائم رکھنے والوں کو چونکہ یہ ہمارا فرض ہے کہ داخل ہو کے مجموعی طور سے ریاست کا اندازہ کریں قبل اس کے کہ ہم اپنی رائے کو بیان کریں ہم کو لازم ہے کہ اس کے ہر حصہ میں آہستگی سے چل کے اور ہر چیز کو دیکھیں۔
اچھا تمھاری تجویز عادلانہ ہے۔ بیشک یہ ہر شخص پر صاف ظاہر ہے کہ وہ شہر جس پر کوئی جابر حکمران ہو وہ شہر کل شہروں سے بد بخت ترین ہے۔ درحالیکہ وہ شہر جس پر شاہانہ حکمرانی ہو شہروں میں سعید ترین ہے۔
پس کیا یہ میرا فعل حق نہ ہوگا کہ ہر ایک کے مطابق انسانوں پر بحث کر کے میں یکساں تجویز کروں اور اس کے فیصلہ کو تسلیم کروں کہ جس کا

خیال انسان کی سیرت میں در آئے اور اس کے ذریعہ سے نظر کرے نہ کہ بچے کی طرح صرف خارجی امور کو ملاحظہ کرے یعنی کہ وہ مصنوعی چمک دمک سے چوندھیا جائے جو کہ جابر آدمی خارج کی جانب رکھتا ہے بلکہ بخلاف اس کے ذریعہ سے سرتاسر نظر کرے؟ فرض کرو کہ میں اپنی یہ رائے دوں کہ ہم سب قاضی کی رائے کے سننے پر مجبور رہیں جو نہ صرف فتویٰ دینے کے قابل ہے بلکہ وہ اسی مقام پر سکونت رکھتا تھا شخص زیر بحث کے ساتھ اور اس شخص کے چال چلن کو وطن میں بچشم خود دیکھا ہے اور اس کے اطوار چند اہل خاندان کے ساتھ ملاحظہ کئے ہیں۔ جہاں وہ اپنے بہروپئے پن کے لباس سے برہنہ دکھائی دیتا ہے۔ اور اس کی کردار عوام الناس کے نظروں میں بھی دیکھی گئی ہے اور فرض کرو کہ ہم اس کو حکم دیں کہ ان جملہ خصوصیات پر غور کرے اور پھر بیان کرے کہ کس طرح سعادت اور شقاوت کے باب میں جابر بمقابلہ دوسرے انسانوں کے ظاہر ہوتا ہے؟

اس نے جواب دیا یہ تجویز بھی نہایت منصفانہ ہوگی۔

پس اس لئے کہ کوئی شخص ایسا ہو جو ہمارے سوالوں کا جواب دے کیا تم چاہو گے کہ ان لوگوں میں ایک مقام کا دعویٰ کریں جو علاوہ فیصلہ کرنے میں قابل ہونے کے اس کے قبل اس وصف کے لوگوں سے مقابلہ کیا ہو؟

ہاں مجھے لازم ہے۔

پس آؤ تاکہ میں تم سے درخواست کروں کہ اس سوال پر اس روشنی میں غور کرو۔ دل میں اس مماثلت کو جگہ دو جو کہ ریاست اور انسان میں ہوتی ہے ان کو ایک ایک کر کے باری باری سے جانچو اور ان حالات کو مجھ سے کہو جن میں ہر واحد ان میں سے رکھا گیا ہے۔

کن حالات کا تم حوالہ دیتے ہو؟

ریاست سے ابتدا کر کے تم آزادی یا غلامی کو اس پر محمول کرتے ہو جو کہ زیر حکومت ایک جابر کے ہے؟

بالکل غلامی

تاہم تم دیکھتے ہو کہ اس میں آقا اور آزاد شامل ہیں۔
سچ ہے اس میں چند ایسے اشخاص شامل ہیں اور لیکن بکثرت باشندگان شہر میں کہہ سکتا ہوں اور بہترین ان میں سے بے آبروئی اور بدبختی سے غلامی میں منتقل ہو گئے ہیں۔ اب چونکہ انسان ریاست کے مشابہ ہے کیا ضرور نہیں ہے کہ وہی مرتبے اس میں بھی موجود ہوں اور کیا اس کا نفس کثرت غلامی اور چاپلوسی کا زیربار نہ ہو۔ وہ اجزا اس کے جو بہترین تھے غلام بنا لئے گئے ہیں جبکہ جز قلیل وہ جزء جو سب سے زیادہ خراب اور دیوانہ ہے وہ صاحب اقتدار ہے؟
یہ ضرور ہوگا۔
اگر ایسا ہو تو کیا ایسا نفس تمھارے حساب سے پابند ہوگا یا آزاد؟
میں یقیناً کہتا ہوں کہ وہ جس کا ذکر پہلے ہوا۔
اب پھر اس طرف رجوع کرو کیا وہ شہر جو کسی جابر کا غلام ہو وہ جو کام اس کا جی چاہے کرنے سے قطعاً ممنوع ہے؟
ہاں ٹھیک ایسا ہی ہے۔
پس وہ نفس بھی جو مقام جابرانہ حکومت کا ہے مجموعی نظر سے بہت ہی دور رہوگا اس کام کے کرنے سے جو کچھ وہ چاہتا ہے۔ بخلاف اس کے اس کو وحشیانہ قوت اور ہوا و ہوس کشاں کشاں لیجلے گی اور اضطراب اور ملامت سے مملو ہو جائیگا۔
کوئی شک نہیں ہے۔
اور وہ شہر جہاں جابرانہ حکومت سے دولتمند ہوگا یا مفلس؟
ضرور ہے کہ مفلس ہو۔
پس تو جابرانہ نفس بھی ضرور ہے کہ ہمیشہ افلاس زدہ اور طماع ہو۔
ٹھیک ایسا ہی ہے۔
دیگر یہ کہ کیا ایسا شہر اور ایسا فی الواقع خوف کا شکار رہیگا؟
ہاں بے شک۔

کیا تم کو توقع ہے کہ کسی اور شہر میں گریہ وزاری اور نوحہ وغم اس سے زیادہ پاؤ گے؟

ہرگز نہیں

اور شخص کی طرف رجوع کرنے سے اس کثرت سے یہ امور کسی اور شخص کے ہونگے جیسے اس جابر شخص میں جو خواہش اور طمع سے دیوانہ ہو رہا ہے؟

کیوں وہ کیونکر ہو سکتے ہیں؟

ان امور پر نظر کر کے میں خیال کرتا ہوں کہ یہ جملہ امور اور دوسرے اس کے مثل دیکھ کے تم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ شہر بدبخت ترین شہروں سے ہے۔

اور کیا میں حق پر نہیں ہوں؟

تم بالکل حق پر ہو۔ لیکن پھر ایک مرتبہ ان واقعات پر نظر کر کے تم شخص جابر کی نسبت کیا کہتے ہو؟

مجھے کہنا چاہیئے کہ وہ تمام آدمیوں میں بالکل بدبخت ترین انسانوں میں ہوگا۔

تو پھر وہ کون ہے۔

شاید تم خیال کروگے کہ مذکورہ ذیل شخص اس سے بھی بڑا ہوا بدبخت ہے۔ اُس کا بیان کرو۔

میں اس شخص کی طرف اشارہ کرتا ہوں جو باوجود جابر ہونے کی ممنوع ہے کہ خانگی زندگی بسر کرے کیونکہ وہ ایسا بدنصیب ہے کہ اس کو منصب جابر کا ملا ہے بسبب کسی سوء اتفاق کے جو اس کے لئے بہم پہنچایا گیا ہے۔

سابق کے بیانات سے میں یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ تم حق پر ہو۔

میں نے کہا۔ ہاں۔ مگر تم کو یہاں قیاسات پر قناعت نہ کرنا چاہیے بلکہ بخلاف اس کے تم کو چاہیئے کہ اس مضمون کو کماحقہ جانچ لو ایسے طریق استدلال سے جس کی ہم پیروی کرتے ہیں کیونکہ یقیناً جو نکتہ زیر تحقیق ہے وہ نہایت

ضروری ہے کیونکہ یہ نیک اور بد زندگی کے انتخاب کا مسئلہ ہے۔

یہ بالکل سچ ہے۔

ملاحظہ کرو کہ کیا میں حق پر ہوں۔ مجھ کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ کے جانچنے میں ہم کو چاہئے کہ اپنی تحقیق امور مصرحہ ذیل پر غور کرنے سے شروع کریں۔

وہ کیا ہیں؟

ہم کو چاہئے کہ ہم فرد واحد کی صورت سے جو کہ خانگی رکن شہروں کے دولتمند ہیں اور متعدد غلام رکھتے ہیں کیونکہ وہ اس امر میں حاکم جابر کے ساتھ شریک ہیں کہ متعدد اشخاص پر حکمران ہیں۔ فرق تابعین کی تعداد کے اعتبار سے ہے۔

ہاں یہی فرق ہے۔

پس اب کیا تم آگاہ ہو کہ ایسے لوگ مطمئن ہیں اور اپنے نوکروں سے نہیں ڈرتے؟

ہاں وہ کیا چیز ہے جس کے باعث سے وہ ان سے خائف ہوں؟

کچھ نہیں کیا تم اس کا سبب سمجھتے ہو؟

ہاں۔ یہ اس سبب سے کہ تمام شہر ہر فرد کی تائید کرتا ہے۔

تم سچ کہتے ہو۔ اچھا لیکن اگر کوئی دیوتا کل شہر سے فرد واحد کو اونچا کرے جس کے پچاس غلام ہوں یا اس سے زیادہ اور اس کو مع اس کی بی بی بچوں کے کسی صحرا میں لیجا کے قائم کرے مع اس کے باقی مال و دولت کے اور اُس کے خادموں کے جہاں کوئی آزاد آدمیوں سے غالباً اس کا مددگار نہ ہو کیا تم خیال کرتے ہو کہ اُس پر ایک ناقابل بیان ہول مستولی نہ ہوگا کہیں ایسا نہ ہو اس کو اور اس کے بی بی بچوں کو اس کے نوکر قتل نہ کردیں؟

میں خیال کرتا ہوں سخت ہول۔

کیا وہ مجبور نہ ہوگا کہ اس وقت سے اپنے انھیں غلاموں سے بعض کی منت سماجت کرے اور ان سے انعام کثیر کا وعدہ کرے اور بلا عذر

اُن کو آزاد کردے؟ فی الواقع کیا وہ ایک فروتن خوشامدی اپنے ملازموں کا نظر آئے گا؟

اگر وہ ایسا نہ کرے تو قتل کا مستوجب ہوگا۔

لیکن کیا ہو اگر آسمان نے اس کو ایک جماعت کثیرہ ہمسایوں کے حلقہ میں جگہ دی ہو وہ اس کو برداشت نہ کریں گے کہ ایک شخص آقا ہونیکا دعویٰ کرے دوسرے پر بلکہ سخت سزا دیں گے ایسے کسی شخص کو جس کو وہ گرفتار کر لینگے؟

اس صورت میں میں گمان کرتا ہوں کہ اس کے مادر او وہ کسی سخت مخمصہ میں گرفتار ہو جائیگا اور محافظ سپاہیوں کے حلقہ میں پھنسا ہوگا یہ سب اس کے دشمن ہونگے۔

اور کیا جابر حکمراں ایسے ہی قید خانہ کا قیدی نہیں ہے؟ کیونکہ اگر اس کی طبیعت ویسی ہے جیسی ہم نے بیان کی ہے تو وہ بیشمار خوفوں اور خواہشوں سے ہر قسم کی بھرا ہوا ہے اگرچہ اس کا نفس طماع اور جستجو کرنے والا ہے کیا وہی ایک ایسا شہری نہیں ہے جو سفر سے اور ایسی چیزوں پر نظر رکھنے سے ممنوع نہیں ہے وہ چیزیں جن کو ہر آزاد انسان دیکھنے کا خواہشمند ہے؟ کیا وہ اپنے آپ کو اپنے مکان میں زندہ در گور نہیں کر دیتا اور اکثر اوقات عورت کی سی زندگی بسر کرتا ہے جبکہ وہ ایجا یا دوسرے شہریوں پر رشک کرتا ہے جو سفر کیا کرتے ہیں اور عظیم الشان مناظر دیکھتے رہتے ہیں؟

ہاں یقیناً وہ ایسا کرتا ہے۔

میں نے کہا جب اس کی بدحالت ہے وہ شخص بدبختی کا ثمرہ دقت در و حاصل کرتا ہے جو مثل ایک جابر انسان کے جس کی طرف تم نے پوری بدبختی کو منسوب کیا ہے وہ اپنی خانگی زندگی سے نکل کے اور کسی اتفاق سے مجبور ہو کے شخصی قدرت اختیار کر لیتا ہے۔ وہ دوسروں پر حکومت کرنا اپنے اوپر لیتا ہے باوجودیکہ وہ اپنے اوپر حکومت نہیں کر سکتا۔ ٹھیک مثل ایسے شخص کے جو بیمار اور ناپرہیزگار بدن اپنی گوشہ گیری میں نہ بسر کر سکے بلکہ

دوسرے شخصوں کے ساتھ کشتی لڑنے اور مشت مشت کرنے پر مجبور ہو۔

اے سقراط بلاشک یہ صورتیں بہت مشابہ ہیں اور تمھارا بیان بہت صحیح ہے۔

پس میرے پیارے گلاکن کیا جابر حکمران کی حالت بالکل بدبختی کی ہے اور کیا وہ ایسی زندگی نہیں بسر کرتا جو تمھارے فتوے کے موافق اور بھی زیادہ بے اعتدال ہے بہ نسبت اس شخص کی زندگی کے جو بہت بے اعتدالی سے زندگی بسر کرتا ہے؟

اس نے کہا اس میں کوئی کلام نہیں ہے۔

پس جو کچھ خیال کیا جائے قطعی جابر درحقیقت قطعاً غلام ہے نہایت ہی نفرت زدہ اور بد و بدتر حالت میں اور نہایت بدکار لوگوں کا خوشامدی ہے اور اپنی خفیف خواہشوں کی تسلی دینے سے بھی دور ہے وہ بیشمار چیزوں کا حاجتمند ہے اور سچ تو یہ ہے کہ وہ مفلس ہے اس شخص کی آنکھ میں جو یہ جانتا ہے کہ نفس پر مجموعی طور سے کیونکر غور کیا جائے اور اپنی تمام عمر اس پر خونوں کا بار رہتا ہے وہ تشنج اور درد میں گرفتار رہتا ہے اگر وہ اس ریاست کے مزاج کے مشابہ ہے جس پر وہ حکمرانی کرتا ہے اور وہ ضرور اس کے مشابہ ہے کیا وہ نہیں مشابہ ہے؟

یقیناً وہ مشابہ ہے۔

پس ہم بھی باوجود اس کے اس آدمی سے منسوب کریں گے اس امر کو جس کو سابق میں ہم نے بیان کیا ہے۔ یعنی ضرور ہے کہ وہ حاسد ہو اور بوجہ اپنی قوت کے اور بھی حاسد بے ایمان ظالم بے دوست اور ناپاک اور ہر بدی کا میزبان اور پرورش کنندہ ہو اور ان جملہ کے نتیجہ میں اولاً وہ نامسعود ہوگا بذات خود اور ثانیاً ان لوگوں کو جو اس کے نزدیک ہیں وہ نامسعود بنا دیگا جیسا وہ خود ہے۔

کوئی باحواس آدمی تمھاری بات نہ کاٹے گا۔

میں نے کہا لہذا آگے جاؤ اور مثل قاضی کے جو فتویٰ دیتا ہے جب

وہ تمام مقدمہ کا ملاحظہ کر چکتا ہے اس کے ساتھ ہی اعلان کرو کہ اول کون ہے تمہاری رائے میں باعتبار سعادت کے اور کون دوسرا ہے وعلیٰ ہذا القیاس پانچوں کو ترتیب وار رکھو بادشاہی والا زمیندار شاہی والا اولی گارکی والا جمہوری والا جبری حکومت والا۔

اُس نے کہا خوب یہ فیصلہ آسان ہے میں ان کو مثل طائفوں کے مرتب کرتا ہوں نیکی اور بدی سعادت اور شقاوت میں ان کے داخلے کے اعتبار سے۔

تو کیا ہم ایک نقیب کو ملازم رکھیں گے یا میں بذات خود اعلان کروں گا۔ کہ ارسطون کے بیٹے نے اپنا فتویٰ اس مضمون کا دیا ہے کہ وہ سب سے سعید انسان ہے جو بہترین اور عادل ترین یعنی وہ سب سے شاہانہ طبیعت رکھتا ہے اور جو اپنے پر شاہوں کی طرح حکمران ہے درحالیکہ وہ شخص سب سے زیادہ بدبخت آدمی ہے جو سب سے زیادہ بدتر اور نہایت ظالم ہے یعنی جو نہایت جابرانہ حکومت کرتا ہے جس کا جابرانہ عمل نہایت پورا ہے اپنے اوپر بھی اور شہر پر بھی؟

اُس نے جواب دیا تمہارا یہ اعلان ہونا چاہیئے۔

اور کیا میں یہ بھی اپنے اعلان میں اضافہ کروں کہ اس میں کوئی امتیاز نہیں ہے کہ آیا سب آدمی اور دیوتا اپنی خصلتیں معلوم کر لیں یا نہیں؟

ایسا کرو۔

میں نے کہا بہت خوب یہ ایک برہان ہوگی ہمارے لئے اور جو ذیل میں درج ہے وہ دوسری ہوگی اگر وہ پسند کی جائے۔

وہ کیا ہے؟

چونکہ ہر فرد کی روح منقسم ہے تین حصّوں میں موافق ریاست کے تین طبقوں کے تو ہمارا مقام میرے خیال میں تسلیم کرے گا ایک دوسری برہان۔

وہ کیا ہے؟

یہ حسب ذیل ہے۔ چونکہ تین حصّے لہٰذا مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ تین ہی لذتیں ہیں جو ہر ایک حصہ سے ایک مخصوص ہے اور اسی طرح تین خواہشیں ہیں اور تین اصول ناظم ہیں۔

اپنی تقریر کو واضح بیان کرو۔

ہمارے قول کے موافق ایک حصہ آلہ ہے جس سے انسان سیکھتا ہے اور ایک اور جس سے روح کو نمایاں کرتا ہے۔ تیسرا ایسا متکسر ہے کہ ہم اسکو ایک مخصوص نام سے مخاطب کرنے کے قابل نہیں ہیں، لہٰذا ہم نے اس کا نام اس چیز پر رکھا ہے جو نہایت اور سب سے زیادہ قوی خصوصیت ہے ہم اُس کو شہوت کہتے ہیں باعتبار شدت خواہش بھوک اور پیاس اور مقاربت کے مع ان کے جملہ لوازم کے اور ہم نے تخفیص کے ساتھ زر دوست کہا ہے اس لئے کہ ایسی خواہشوں کی تسلی میں زر خاص عامل ہے۔

ہاں ہم حق پر تھے۔

بس اگر ہم دعویٰ کریں کہ لذت اور الفت اس تیسرے حصہ کی نفع کے ساتھ مربوط ہے تو کیا یہ ان واقعات کا بہترین خلاصہ نہ ہوگا جن پر دلیل کی قوت سے غالباً فیصلہ ہوگا یہ وسیلہ ہوگا کہ واضح تصور ہمارے ذہنوں میں پہنچا دے جب کبھی ہم روح کے اجزا کا ذکر کریں؟ اور کیا صحیح معنی سے زر دوست اور نفع دوست کہنا سچ نہ ہوگا؟

اُس نے جواب دیا میں اعتراف کرتا ہوں کہ میرا ایسا ہی خیال ہے۔

دیگر یہ کہ کیا ہم نہیں مانتے کہ پرجوش حصہ کلیتہً قوت اور فتح و نصرت شہرت حاصل کرنے پر راغب نہیں ہے؟

یقیناً ہم مانتے ہیں۔

بس کیا لقب نزاع دوست اور عزت دوست اس کے لئے مناسب نہ ہوگا؟

ہاں بہت مناسب۔

اچھا تو اس حصہ کے باب میں جو وسیلہ علم حاصل کرنے کا ہے یہ

ہر شخص پر واضح ہے کہ اس کا تمام اور مستقل مقصد یہ ہے کہ حقیقت کو معلوم کرے اور یہ منجملہ ہماری ماہیت کے جملہ عناصر کے دولت اور شہرت کی جانب بہت ہی کم راغب ہے۔

ہاں بہت ہی کم۔

پس تو یہ بہتر نہ ہوگا کہ ہم اس کو علم دوست اور حکمت دوست کہیں؟

بیشک ہم ایسا کریں گے۔

کیا یہ اخیر بعض اشخاص کی روح میں کار فرما ہے درحالیکہ اور اشخاص کی روحوں میں پہلے دونوں سے ایک یا دوسرا مستولی ہے۔

تم سچ کہتے ہو۔

اور ان اسباب سے کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ انسان ابتدائً تین طبقوں میں تقسیم ہو سکتے ہیں یعنے تین عنوان عاشقوں کے حکمت دوست نزاع دوست اور نفع دوست؟

ہاں یقیناً۔

یہ کہ تین قسمیں لذتوں کی جو علی الترتیب تین طبقوں کے ماتحت ہیں؟

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

میں نے کہا پس اب آگاہ ہو کہ اگر تم تین ایسے شخصوں سے دریافت کرنا پسند کرو ہر ایک باری باری سے کونسی اُن زندگیوں سے خوشگوار ترین ہے ہر ایک اپنی خاص حیات کی مدح کرے گا ماورا دوسری زندگیوں کے؟

اس طرح روپیہ پیدا کرنے والا تم سے کہے گا کہ بمقابلہ مسرت نفع کے مسرت معزز ہونے یا علم حاصل کرنے کی بیکار ہیں الّا اس حد تک کہ وہ روپیہ پیدا کر سکیں۔

سچ ہے۔

لیکن عزت دوست انسان کا کیا حال ہوگا؟ کیا وہ اُس لذت پر نظر نہیں رکھتا جو روپیہ سے حاصل ہوتی ہے مثل عامی کے جبکہ دوسری

جانب وہ اس لذت کو جو علم سے حاصل ہوتی ہے مثل بخارات کے اور مہمل سمجھتا ہے مگر یہ کہ عزت اُس کا ثمرہ ہو؟

ٹھیک یہی صورت ہے۔

اور کیا ہم یہ نہ سمجھیں کہ حکمت دوست اور لذتوں کو مقابلتہً بہت ہی ادنیٰ خیال کرتا ہے اس لذت کے جو حقیقت کے علم سے حاصل ہوتی ہے اور جو لذت اس کو طلب علم کے توغل سے ملتی ہے اور وہ دوسری لذتوں کو سختی سے ضروری کہتا ہے کیونکہ اگر وہ ضروری نہ ہوتے تو اس کو انکی ضرورت محسوس نہ ہوتی؟

اس نے جواب دیا ہم کو یقین ہے کہ ایسا ہی ہے۔

پس جب کبھی ہر قسم کی لذتوں کی بحث اٹھائی جائے اور ہر طبقہ کی حیات کی بھی نہ باعتبار مدارج حسن و قبح اخلاق اور بداخلاقی بلکہ صرف باعتبار ان کے مقام کے لذت اور غم سے نجات کی میزان میں۔ ہم کیونکر جان سکتے ہیں کہ کون ان تین آدمیوں میں سے سب سے بڑھ کے سچ بولتا ہے؟

میں جواب دینے کے لیے آمادہ نہیں ہوں۔

اچھا تو سوال کو اس روشنی میں دیکھو۔ وہ کونسا آلہ ہونا چاہئیے جو فیصلہ کرنے میں استعمال کیا جائے تاکہ یہ فیصلہ درست ہو؟

کیا یہ تجربہ و حکمت و استدلال نہ ہو؟ کیا اُن سے بہتر کوئی آلہ فیصلہ کرنے کا مل سکتا ہے؟

بیشک ہم نہیں پا سکتے۔

پس مشاہدہ کرو۔ کہ تین آدمیوں میں کون سب سے بہتر ماہر ہے بذریعہ تجربہ کے سب لذتوں سے جن کو ہم نے بیان کیا؟ کیا نفع دوست حقیقی صداقت ماہیت اس حد تک ملاحظہ کرتا ہے کہ تمھاری رائے میں ماہر ہو علم کی لذت

---

[1] یہ فقرہ کسی قدر مبہم ہو گیا ہے جس کا انگریزی مترجم نے اعتراف کیا ہے۔

سے بہتر بہ نسبت حکمت دوست کے کہ ماہر ہو نفع کی لذت سے ؟

اس نے جواب دیا بڑا فرق ہے۔ حکمت دوست مجبور ہے نفع کی لذتوں کے چکھنے پر بچپنے سے درحالیکہ نفع دوست مجبور نہیں ہے کہ ماہیت اشیاء کا مطالعہ کرے جو اشیاء درحقیقت موجود ہیں اور اس طرح اس مسرت کی شیرینی کو چکھے اور اس سے ماہر ہو: بلکہ مجھ کو کہنا چاہیئے کہ اُس کے لئے یہ آسان نہیں ہے کہ اس کو عمل میں لائے اگرچہ اس کا رجحان بھی ہو۔

میں نے کہا لہذا حکمت بہت ہی افضل ہے نفع دوست سے کہ عملی مہارت دونوں لذتوں کی حاصل ہے

بیشک وہ افضل ہے۔

لیکن عزت دوست کا کیا حال ہے ؟ کیا وہ حکمت کی لذت سے آگاہ ہے اُسی طرح کامل طور سے جیسے حکمت دوست عزت کی لذت سے آگاہ ہے ؟

اس نے کہا نہیں بلکہ عزت اُن سب کی خدمت میں حاضر ہے اگر ہر ایک اُن میں اپنے شوق کے موافق کام کرتا ہے۔ کیونکہ اکثر انسان دولتمند کی عزت کرتے ہیں اور اسی طرح شجاع کی اور دانشمند کی۔ اس طرح سے کہ سب اس لذت کی ماہیت سے واقف ہیں جو عزت کئے جانے سے ملتی ہے۔ مگر اس لذت کی ماہیت جو حقیقت پر غور کرنے سے حاصل ہوتی ہے اس کو کسی نے نہیں چکھا ہے مگر حکمت دوست نے۔

پس جس حد تک عملی معرفت کو دخل ہے حکمت دوست ان تینوں میں بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

یہ بھی ہم جانتے ہیں کہ صرف وہی حکمت اور تجربے کا دعویٰ کرسکتا ہے۔

بلاشک۔

اس کے ساتھ ہی وہ آلہ جس سے فیصلہ کیا جاتا ہے وہ ایسا آلہ ہے کہ وہ نفع دوست سے تعلق رکھتا ہے نہ عزت دوست بلکہ حکمت دوست سے۔

وہ کون سا آلہ ہے؟

ہم نے کہا میں یقین کرتا ہوں کہ فیصلہ بذریعہ استدلال کے کیا جائے کیا ہم نے نہیں کہا؟

ہم نے کہا۔

اور استدلال خاص درجہ کا آلہ ہے حکمت دوست کا۔

یقیناً۔

لہذا اگر دولت اور نفع کے جو سوالات پیدا ہوں ان کے فیصلہ کرنے کے لئے بہترین آلے ہوتے تو ستائش اور ملامت نفع دوست کی لازمی طور سے بہت درست ہوتی۔

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

اور اگر عزت فتح اور بہادری بہترین آلے ہوتے اس غرض کے لئے تو فتوئ عزت و نزاع دوست کا بالکل درست ہوتا۔ کیا نہ ہوتا؟

بداہتہً ایسا ہوتا۔

لیکن چونکہ تجربہ حکمت اور استدلال بہترین آلات ہیں ——

تو پھر کیا ہوتا؟

اس نے جواب دیا کیوں بلاشک ستائش حکمت دوست کی اور استدلال سب سے زیادہ سچی ہے۔

پس چونکہ لذتیں شمار میں تین ہیں تو لذت اس جزءِ نفس کی جس کے ذریعہ سے ہم حقائق کو دریافت کرتے ہیں سب سے زیادہ خوشگوار ہوگی؟ اور زندگی اس شخص کی ہم میں سے جس میں یہ جزء غالب ہے سب سے زیادہ خوش آئند ہے؟

لاکلام یہی ہوگا بہر طور انسان صاحب دانش کو پورا اختیار دیا گیا

ہے کہ وہ اپنی حیات کی خود ستائش کرے۔
میں نے پوچھا اور کس حیات کو قاضی دوسرے مرتبہ پر رکھتا اور کونسی لذت دوسری ہے؟
ظاہر ہے کہ لذت جنگجو کی اور عزت دوست آدمی کی۔ کیونکہ یہ اول مرتبہ کے قریب تر پہنچتی ہے بہ نسبت روپیہ پیدا کرنے والے آدمی کی لذت کے۔
پس لذت نفع دوست کی اخیر مرتبے پر رکھنا چاہئے جیسا کہ ظاہر ہوتا ہے
اس نے جواب دیا بلا شبہ۔
اس طرح ظالم آدمی یکے بعد دیگرے دو مرتبہ شکست پاتا ہے اور دوبارہ عادل اس پر غالب آتا ہے اور اب تیسرے یا سب سے آخر مرتبہ مثل ایک مبارز کے مستعد ہو بڑے کھیلوں میں اولمپیا کے جو مشتری کی طرف منسوب ہے جو کہ حافظ ہے اور مشاہدہ کرو کہ سب کی لذت میں سوا دانشمند آدمی کے کوئی چیز غیر حقیقی ہے اور مصنوعی اور ایک تصویر کے گردے کی حیثیت سے سبک ہے میرے خیال میں ایک عالم نے مجھ سے کہا ہے۔ اور میں کہوں گا کہ ناکامی اس عقدہ میں نہایت بھاری اور سب سے قطعی ہوگی۔
ٹھیک ایسا ہی ہے۔ مگر اپنے بیان کو واضح کرو۔
میں نے جواب دیا اس چیز کو حاصل کر لوں گا جس کو ہم چاہتے ہیں اگر تم تحقیقات میں میری اعانت کرو۔
تم بہر طور اپنے سوالات پیش کرو۔
میں نے کہا۔
پس مجھ سے کہو کیا ہم نہیں کہتے کہ الم لذت ہے۔
یقیناً ہم کہتے ہیں۔
اور یہ بھی کہ ایسی چیز موجود ہے کہ وقت واحد میں لذت اور الم

دونوں غیر موجود ہوں؟

یقیناً ہے۔

بالفاظ دیگر تم تسلیم کرتے ہو کہ ایک نقطہ ایسا ہے دونوں کے وسط میں جہاں ذہن دونوں سے فارغ ہوتا ہے۔ کیا تمھاری یہ مراد نہیں ہے؟

ہے۔

کیا تم اس محاورہ کو بھول گئے ہو جس کو لوگ اختیار کرتے ہیں جب بیمار ہوتے ہیں؟

اس کا ایک نمونہ مجھ کو دو۔

نہ ہم نے کہتے ہیں کہ صحت سے زیادہ خوشگوار کوئی چیز نہیں ہے لیکن بیمار ہونے سے پہلے صحت کی اعلیٰ درجہ کی خوشگواری انھوں نے نہیں دریافت کی تھی۔

مجھے یاد ہے۔

کیا تم لوگوں کو یہ کہتے نہیں سنتے ہو جو لوگ انتہا درجہ کی تکلیف میں ہیں وہ کہتے ہیں کہ کوئی شئے ایسی خوشگوار نہیں ہے جیسے درد سے نجات پاتا؟

میں سنتا ہوں۔

اور میں خیال کرتا ہوں تم کو معلوم ہے کہ ایسے ہی اکثر موقعوں پر جو اشخاص مشکل میں ہیں اعلیٰ درجہ کا خوشگوار واقعی خوشی کو نہیں کہتے بلکہ دشواری کی عدم موجودگی اور اس سے آرام پانا۔

اس نے جواب دیا سچ ہے اور شاید علت اس کی یہ ہے کہ ایسے اوقات میں نجات واقعی خوشگوار اور مسرت آگین ہو جاتی ہے۔

اسی طرح سے ہم توقع کر سکتے ہیں جب ایک شخص کی خوشی ختم ہو گئی تو خوشی سے سکون کا ہونا دردآلود ہوگا۔

شاید ایسا ہو۔

اس طرح سکون جس کو ہم ابھی وسط میں لذت اور الم کے بیان

کیا تھا کبھی ایک[1] ہوگا کبھی دوسرا۔
ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔
کیا وہ چیز جو نہ لذت ہے نہ الم دونوں ہو سکتا ہے؟
میں خیال کرتا ہوں نہیں۔
پھر یہ کہ لذت اور الم جب عند الذہن حاضر ہوں دونوں وجدان ہیں کیا نہیں ہیں؟
ہیں
مگر کیا وقت واحد میں عدم موجودگی لذت کی اور الم کی جس کا ابھی مذکور ہوا کیا دلالت نہیں کرتی قطعی سکون کی حالت پر جو دونوں کے وسط میں ہے؟
یہ تھا۔
پھر یہ کیونکر درست ہو سکتا ہے کہ عدم الم کو خوشگوار سمجھیں اور عدم لذت کو درد سے بھرا ہوا؟
یہ درست نہیں ہو سکتا۔
لہٰذا سکون جو محسوس ہوتا ہے اُن اوقات میں جس کا ہم نے ذکر کیا درحقیقت نہیں بلکہ بظاہر خوشگوار ہے پہلو میں دردآلود کے اور دردآلود ہے پہلو میں خوشگوار کے۔ یہ اظہارات کسی صورت سے تقابل کی جانچ کو نہیں قبول کر سکتا تحقیقی لذت کے ساتھ کیونکہ وہ دونوں صرف ایک نوع کا سحر ہے۔ میں اعتراف کرتا ہوں کہ حجت اسی نتیجہ کی جانب اشارہ کرتی ہے۔
دوسری جگہ پر تم لذتوں کی طرف آنکھ اُٹھاؤ جو آلام سے نہیں پیدا ہوتیں اپنے اس خیال کے رد کرنے کے لئے جو تم شاید اس وقت میں کرتے کہ یہ ایک قانون کہ لذت کیا ہے درد کا ختم ہونا اور الم کیا ہے لذت کا ختم ہونا۔
مہربانی کرکے بتاؤ کہ میں کہاں دیکھوں اور تم کن لذتوں سے مراد لیتے ہو؟

---

[1] کبھی لذت ہوگا کبھی الم ۱۲

میں نے جواب دیا۔ منجملہ بہت سی اور لذتوں کے اگر تم چاہو ایک بہترین مثال غور کرنے کے لیئے۔ اختیار کرو لذت شامہ جو بغیر موجودگی کسی ماسبق دشواری کے اتفاقاً پیدا ہو جاتی ہے ایک عجیب شدت کے ساتھ اور جب وہ لذتیں ختم ہو جاتی ہیں کوئی الم اپنے بعد نہیں چھوڑتیں۔

یہ بالکل سچ ہے۔

پس یہ ہم کو نہ سمجھاؤ کہ اصلی لذت شامل ہے درد سے نجات ہونے پر یا یہ کہ اصلی الم شامل ہے لذت سے مہلت پانے پر۔

نہیں۔

مگر یہ یقینی ہے کہ سرسری طور سے کہا جائے تو بہت سی نام نہاد لذتیں جو جسم کے ذریعہ سے ذہن کو پہنچتی ہیں اور ان میں بہت تیز اس نوع سے تعلق رکھتی ہیں یعنی وہ ایک قسم کی نجات ہے الم سے۔

وہ ایسی ہی ہیں۔

کیا یہی بیان نہیں صادق آتا ان لذات اور آلام مترقبہ پر جو ماقبل اُن کے ہیں؟

ہاں ہے۔

پس تم آگاہ ہو کہ کیا خاصہ ان لذات کا ہے اور وہ کس سے زیادہ مشابہ ہیں؟

کیا۔

کیا تم یقین کرتے ہو کہ ماہیت اشیا میں ایک حقیقی فوق اور تحت اور ایک وسط ہے؟

ہاں میں یقین کرتا ہوں۔

اور تم خیال کرتے ہو کہ ایک شخص جو تحت سے درمیانی مقام تک لیجایا جائے کیا اس اندیشہ سے باز رہیگا کہ وہ اوپر اٹھایا جا رہا ہے؟ اور جب وہ اس مقام پر قیام کرے اور دیکھے اس جگہ کو جہاں سے وہ اٹھایا گیا ہے کیا تم خیال کرتے ہو کہ وہ اس خیال سے باز رہیگا کہ اس کا مقام فوق ہے اگر اس نے

اصلی فوق کو نہیں دیکھا ہے؟

اس نے جواب دیا میں بجائے خود تم کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ شخص کیونکر اس کے خلاف خیال کرسکتا ہے۔ اچھا اب فرض کرو کہ وہ اپنی قدیم جگہ پر پھر لے جایا جائے خیال کرے گا کہ وہ نیچے لیجایا جاتا ہے اور اس کا یہ خیال صحیح ہوگا؟

بیشک وہ یہی خیال کریگا۔

اور یہ سب اس کو اتفاق نہ ہوگا کیونکہ وہ حقیقی فوق اور وسط اور تحت سے ماہر نہ ہوگا؟

بداہتہً یہ ہوگا۔

پس کیا تم تعجب کرسکتے ہو کہ اشخاص جو صدق سے ماہر نہیں ماورا مانند متعدد نادرست ظنوں کے لذت اور الم کے ساتھ قیام کرتے ہیں اور ان کا وسط ایسا مقام ہے کہ اگرچہ وہ مولم کے قریب لیجائے جاتے ہیں وہ ایک درست رائے اپنی حالت کی بنا لیتے ہیں اور درحقیقت تکلیف میں ہیں اور جب وہ الم نقطۂ وسط پر لیجائے جاتے ہیں جو کہ درمیان الم اور لذت کے ہے تو وہ تحریراً خیال کرتے ہیں کہ وہ کمال لذت کو پہنچ گئے ہیں ـــ جس کا کبھی انھوں نے تجربہ نہیں کیا ہے فلہذا ان کو دھوکا ہوتا ہے کہ وہ الم کا غلبت الم سے مقابلہ کرتے ہیں مثل ان لوگوں کے جو سفید کو نہیں جانتے وہ بھورے (خاکستری) رنگ کو سیاہ کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں اور اسی کو سفید سمجھ لیتے ہیں؟

نہیں بیشک میں اس پر تعجب نہیں کرسکتا بلکہ مجھکو زیادہ تر تعجب ہوگا اگر ایسا نہو۔

اچھا اب اس سوال کو دوسری روشنی میں دیکھو۔ کیا بھوک اور پیاس اور ایسے ہی احساسات ایک قسم کا خلو ہے جسمانی ساخت میں؟

بلا شبہ

اور اسی طرح کیا جہالت اور حماقت خلو ذہنی ساخت کا نہیں ہے؟

ہاں یقیناً۔

کیا وہ انسان جو کھاتا ہے اور وہ انسان جو سمجھ لیتا ہے پُر نہیں ہو جاتے؟

بیشک۔

اور کیا وہ پُری جو کسی حقیقی جوہر سے ہوتی کم سچی ہے یا زیادہ سچی ہے بہ نسبت اس کے جو کمتر حقیقی جوہر سے پیدا ہوتی ہے؟

بداہتہً جس قدر جوہر حقیقی ہو گا اسی قدر پُری (امتلا) زیادہ سچی ہو گی۔

پس کیا تم خیال کرتے ہو کہ خالص وجود زیادہ کثرت کے ساتھ ساخت میں اس طبقہ اشیاء (جواہر) کے داخل ہو گا مثل روٹی اور گوشت اور شراب اور عموماً خوراک بہ نسبت اس کے جو ساخت میں ان انواع اشیاء کے جن میں داخل ہے ظن صادق اور علم اور ادراک اور المختصر جملہ نیکی؟ اسس کے فیصلہ کرنے میں معاملہ کی طرف اس طرح نظر کرو۔ کیا تم یقین کرتے ہو کہ حقیقی وجود دراصل اس کا وصف ہے جو قریبی تعلق رکھتا ہے غیر متغیر اور غیر فانی سے اور صدق ظاہر ہوتا ہے ایسے جواہر میں جو مثل اس کے ہیں یا یہ کہ وہ وصف ہے اس چیز کا جو قریبی تعلق رکھتا ہے متغیر اور فانی سے اور جو بذات خود متغیر اور فانی ہے اور ظاہر ہوتا ہے ان اشیاء میں جو ایسی ہی سانچے کی ہیں؟

اس نے جواب دیا یہ وصف ہے اس کا جس کا اولاً ذکر کیا گیا ہے نہایت ہی اعلیٰ درجے میں۔

اور کیا علم (سائنس) کمتر کثرت سے داخل ہوتا ہے بہ نسبت حقیقی وجود کے جوہر میں غیر متغیر کے؟

یقیناً نہیں۔

اچھا کیا صدق کمتر کثرت سے داخل ہوتا ہے؟

نہیں۔

مقصود یہ ہے کہ اگر صدق داخل ہوتا ہے کمتر کثرت سے تو حقیقی وجود بھی کمتر کثرت سے داخل ہو گا؟

325

ضرورتاً ایسا ہے۔

کلیتہً یہ کہنا ہے کیا ترقی جسم اس کے تمام شعبوں میں شامل کرتی ہے صدق اور حقیقی وجود کو کمتر درجہ سے بہ نسبت ترقی نفس کے اس کے جملہ شعبوں میں؟

ہاں بہت ہی کمتر درجے ہیں۔

اور کیا تم خود جسم کو کمتر سچ اور کمتر حقیقی نہیں خیال کرتے بہ نسبت نفس کے؟

میں سمجھتا ہوں۔

اور کیا وہ جو جواہر سے بھرا ہوا ہے زیادہ حقیقی ہے اور جو بذاتِ خود زیادہ حقیقی ہے حقیقتہً زیادہ بھرا ہوا ہے بہ نسبت اس کے جو بھرا ہوا ہے ایسی چیزوں سے جو کمتر حقیقی ہیں اور جو بذات خود کمتر حقیقی ہے؟

بلاشک یہ ہے۔

لہٰذا چونکہ یہ خوشگوار ہے ایک موضوع کے لئے ایسی چیزوں سے بھر جانا جو اس کے لئے طبعاً مخصوص ہیں۔ وہ موضوع جو حقیقتاً زیادہ بھرا ہوا ہے اور بھرا ہوا ہے حقیقی جواہر سے زیادہ حقیقی اور سچے مفہوم سے پیدا کنندہ سچی لذت کا ہوگا درحالیکہ وہ موضوع جو حصہ لیتا ہے ایسی چیزوں سے جو کمتر حقیقی ہیں وہ کمتر حقیقت سے اور کمتر حفاظت سے بھرا ہوا ہے اور شریک ہوگا کمتر صدق اور کمتر قابل اعتماد لذت سے۔

اس نے جواب دیا یہ نتیجہ مطلقاً ناگزیر ہے۔

لہٰذا وہ لوگ جو حکمت اور فضیلت سے واقف نہیں ہیں اور جو اپنا وقت ہمیشہ ضیافت اور ایسے ہی ناز و نعمت میں بسر کرتے ہیں تنزل کرتے ہیں جیسا کہ ظاہر ہوتا ہے اور پھر واپس صرف اسی حد تک جہاں نقطہ وسط پر اس شاہراہ پر جو آن پڑجاتی ہے اور ان حدود میں تمام طولانی زندگی میں سرگرداں رہتے ہیں بغیر اسکے کہ اپنی حد سے تجاوز کریں کہ اوپر کی طرف دیکھیں یا حقیقی فوق میں لیجائے جائیں اور وہ کبھی دراصل حقیقت سے پر نہیں ہوتے

اور انھوں نے کبھی تحقیقی اور غیر مغشوش لذت کا مزا نہیں چکھا ہے۔ بلکہ مثل مویشی کے وہ ہمیشہ نیچی نظر رکھتے ہیں اور سرنگوں رہتے ہیں اور ان کے دستر خوان میں درآتے ہیں درحالیکہ وہ چرتے ہیں اور موٹے ہوتے ہیں اور اپنی نوع کو بڑھاتے ہیں اور ان کی خوش آیند چیزوں کی حرص کو تسلی دینے کے لئے وہ لات مارتے ہیں اپنے فولادی کھروں اور سینگوں سے ضرب لگاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ایک دوسرے کو ہلاک کرتے ہیں خونخوار خواہشوں کے اثر سے کیونکہ وہ غیر حقیقی چیزوں سے پر ہیں اپنے اس جز میں جو غیر حقیقی اور ناپرہیزگار ہے

گلاکن نے کہا سقراط یقیناً تم مثل الہام کے اکثر اشخاص کی حیات کو بیان کرتے ہو۔

اور کیا اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ وہ ایسی لذتوں سے کام رکھتے ہیں جو الم کے ساتھ مخلوط ہیں جو محض وہمی اور بدنما خاکے سچی لذت کے ہیں اور جن پر اس طور سے رنگ آمیزی کیگئی ہے محض اتصال سے الم کے کہ وہ ہر صورت میں فضولی کے ساتھ بڑے معلوم ہوتے ہیں اور ایک مجنونانہ شوریدگی اپنے لئے سینہ میں بیوقوفوں کی پیدا کرتے ہیں اور نزاعات کے موضوع قرار دئے جاتے ہیں مثل ہیلن کے واہمہ کے جس کے لئے اسٹیسکورس کے موافق مبارزوں نے ٹرائے کے معرکے میں جنگ کی تھی حالانکہ وہ اصلی ہیلن سے واقف نہ تھے۔

اس نے جواب دیا ایسی حالت اشیار کی معمولاً اسی کا نتیجہ ہوتا ہے۔

اور اب ہم اس زندہ دلی کے عنصر کا ذکر کرتے ہیں۔ کیا یہ نتیجہ صحت کے ساتھ مماثل نہ ہوگا۔ جب کبھی کوئی انسان اپنے اس جز ماہیت کی تسلی کے لئے محنت کرتا ہے خواہ بطور رشک حرص کی تحریک سے یا بشکل تشدد کوشش کی محبت سے یا بطور غضب بہ سبب نارضامندی کے جبکہ وہ عزت و فتح و نصرت کے تعاقب میں ہو اپنی خاص تسلی کے لئے بغیر تامل اور غلط فہمی سے۔

نتیجہ اس صورت میں بھی لازماً مماثل ہوگا۔

اور حجت کیا ہے؟ کیا ہم اعتماد کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ جملہ خواہشیں

جن سے نفع دوستی عزت دوستی کے عناصر کو آگاہی ہے جو علم اور استدلال کی ہدایت کی پیروی کرتے ہیں اور ان کے ساتھ ان لذتوں کا پیچھا کرتے ہیں جس کی حکمت ہدایت کرتی ہے تا آنکہ وہ ان کو حاصل کرتے ہیں وہ نہ صرف بہت سچی لذتیں ہی نہ پائیں گے بلکہ وہ صدق کے ساتھ اپنی گرویدگی کے نتائج بھی حاصل کریں گے بلکہ ان لذتوں کو بھی جو ان کے ساتھ مخصوص ہیں کیونکہ وہ جو ہر ایک کے لئے بہترین ہے نہایت ہی مناسب ہے؟

ہاں بلاشک سب سے زیادہ مناسب ہے۔

لہٰذا جبتک نفس بتمامہ حکمت دوست عنصر کی ہدایت کی پیروی کرتا ہے بغیر کسی اختلاف کے ہر جزو نہ صرف اپنا مخصوص کام کرسکتا ہے جملہ حیثیات سے یا بالفاظ دیگر عادل ہوگا۔ بلکہ مزید براں اس کی مخصوص لذتیں حاصل کرے گا حتی الامکان بہترین اور سچی صورت میں۔

ہاں ٹھیک ایسا ہی ہے۔

بجانب دیگر جب کبھی کوئی ایک دونوں عنصروں میں سے تفوق حاصل کرے مقدر ہے کہ وہ نہ صرف اپنی خاص لذت کی دریافت میں کامیاب نہ ہو بلکہ دوسرے اصول کو بھی مجبور کرے کہ وہ اجنبی اور نادرست لذتوں کا تعاقب کریں۔

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

لہٰذا جس قدر کوئی چیز حکمت اور استدلال سے دور ہوگی ظن غالب ہے کہ وہ ایسے ہی خراب اثرات پیدا کریگی کیا ایسا نہ ہوگا؟

ہاں بہت ہی قوی مظنہ ہے۔

اور وہ بہت ہی دور ہے عقل سے جو بہت بعید ہے قانون اور نظم سے کیا نہیں ہے؟

یا بالکل ظاہر ہے۔

اور کیا سرگرم اور جابرانہ خواہشیں بہت ہی بعید ثابت کی گئی ہیں قانون اور ترتیب سے؟

ہاں بالکل بعید

درحالیکہ شاہانہ اور منتظم خواہشیں قانون اور نظم سے قریب ترہیں کیا نہیں ہیں؟

ہیں۔

لہذا اگر میں غلط نہ ہوں تو جابر بہت بعید ہوگا اور بادشاہ قریب تر ہوگا صادق اور خصوصیت کے ساتھ مناسب لذت سے۔ یہ ناقابل انکار ہے۔

اوراسی لیے جابر نہایت ناخوشگوار زندگی بسر کرتا ہے اور بادشاہ لذت کے ساتھ۔

اس سے انکار نہیں ہوسکتا۔

اور مہربانی کر کے بتاؤ کہ کیا تم آگاہ ہو اس حد سے جس سے اضطراب جابر کی زندگی کا بہت بڑھا ہوا ہے بادشاہ کی زندگی سے؟

میں انتظار کروں گا کہ تم بیان کرو۔

معلوم ہوتا ہے تین لذتیں ہیں —— ایک اصلی اور دو نقلی ہیں جابر اس اخیر کے پار ہوا قانون اور عقل سے گریز کی اور غلامانہ لذتوں کے خاص برداروں (باڈی گارڈ) کے ساتھ بسر کرتا ہے اس کی کم قدری کا مشکل سے بیان ہوسکتا ہے اِلّا یہ کہ اس کو اس طرح بیان کریں۔

کیونکر؟

اولی گارکی کے انسان سے شمار کر کے جابر تیسرے مرتبہ پر ہے میں تنزلی خط پر یقین کرتا ہوں کیونکہ جمہوری انسان درمیان میں پڑتا ہے۔

ہاں۔

پس اگر ہمارے پہلے بیانات سچے ہیں بس وہ لذت جس سے وہ معاشرت رکھتا ہے حقیقت میں نقل کی نقل ہے جس کی اصل اولی گارکی کے انسان کے پاس ہے؟

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

328

پھر شاہانہ انسان سے شمار کر کے اولی گارکی کا انسان اپنی باری کے لحاظ سے تیسرے مرتبہ پر قائم ہے خط ہبوط میں ہم کو یہ سمجھ کے کہ ہم شریفانہ اور شاہانہ کی شناخت کرتے ہیں؟

سچ ویسا ہی کرنا ہے۔

لہٰذا جابر تین کے سہ چند مرتبہ سچی لذت سے بعید ہے۔

ظاہرا ایسا ہی ہے۔

لہٰذا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جابرانہ لذت کی تعبیر از روئے ہندسہ ایک عدد مربع ۹ سے ہوتی ہے۔

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

اور مربع کرنے اور مکعب کرنے سے یہ صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ کس قدر دوری پر جابر رکھا گیا ہے۔

ہاں ایک حساب داں کے لئے ایسا ہی ہے۔

بالعکس اگر تم یہ بیان کرنا چاہو کہ وہ دوری جہاں بادشاہ قائم ہے جابر باعتبار حقیقت لذت کے ضرب کا عمل کرنے سے تو تم کو معلوم ہو گا کہ پہلا ۷۲۹ مرتبہ زیادہ لذت سے زندگی بسر کرتا ہے بہ نسبت پچھلے کے یا کہ پچھلا رہتا ہے زیادہ الم کے ساتھ بہ نسبت پہلے کے از روئے تناسب تم نے ایک عجیب نتیجہ نکالا عادل اور غیر عادل میں از روئے حساب باعتبار لذت والم۔

میں نے جواب دیا کہ عدد صحیح ہے۔ اور قابل اطلاق ہے انسانی

329

لہ فرض کرو کہ ا = شاہانہ لذت کے ہے۔ ب = اولی گارکی لذت کے ہے ح = جابرانہ لذت کے ہے۔ اگر ا کو واحد سے تعبیر کریں تو ب مساوی ۳ کے ہوگا۔ لیکن ا : ب :: ب : ح لہٰذا

$ا : ح :: ۱ : ۹$ — اور مکعب کرنے سے

$ا^۳ : ح^۳ :: ۱ : ۷۲۹$ — پورا جملہ ایک مذاق ہے۔

حیات سے اگر دن اور راتیں اور مہینے اور سال کا اطلاق اس پر ہو سکتا ہے۔

اور بلاشک ہو سکتا ہے

پس اگر نیک اور عادل آدمی اس درجہ بالاتر ہے شریر اور ظالم سے بلحاظ لذت کے تو کیا وہ سبقت نہ لے جائے گا۔ اس درجہ میں زیادتی کے جو شمار سے بالاتر ہے خوش اسلوبی میں حیات کی اور حسن اور فضیلت میں؟

ہاں بے شک وہ سبقت لیجائیگا حساب سے باہر۔

میں نے کہا پس جبکہ ہم حجت کی اس منزل پر پہنچے ہیں اب ہم پھر اُسی پہلی بحث کی طرف پھر رجوع کریں گے جس نے ہم کو یہاں تک پہنچایا ہے مجھ کو یقین ہے یہ بیان کیا گیا تھا کہ ظلم مفید ہے اس انسان کے لئے جو انتہا کا ظالم ہے جبکہ وہ مشہور ہے عادل یا میرا یہ بیان غلط ہے؟

نہیں تم درست کہتے ہو۔

اب وقت ہے کہ اس بیان کے مصنف سے احتجاج کیا جائے کہ اب چونکہ ہم اثرات طریق عدل اور ظلم کے باب میں متفق ہیں۔

ہم کو کس طرح چلنا چاہیے؟

ہم اپنے خیال کے سانچے میں ایک اظہار نفس کا ڈھالتے ہیں تاکہ مقرر کو معلوم ہو کہ اس کے بیان کا کیا مطلب ہے۔

یہ کس قسم کا اظہار ہوگا؟

میں نے جواب دیا ہم کو چاہیے کہ اپنے دل میں ایک مخلوق اس طرح کا بنائیں جیسے قصہ گو بیان کرتے ہیں کہ اگلے وقت میں تھا جیسے خیمرا اور سلّا اور سربراس اور ایسے بیشمار عفریت بیان کئے جا سکتے ہیں جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ چند جنسی صورتیں ایک ساتھ پیدا ہوئیں اور سب مل کے ایک ہو گئیں

سچ ہے ہم ایسی کہانیاں سنا کرتے ہیں۔

اچھا اولاً ایک بوقلموں صورت متعدد سر کا عفریت گڑھو جسکے لئے

ایک حلقہ پالتو جنگلی جانوروں کا مہیا کیا ہو جن کو وہ باری باری سے ہر موقع پر اپنی ذات سے نمایاں کر سکتا ہو۔

اس کے لیئے ایک چالاک ڈھالنے والا مطلوب ہوگا جو اس کو عمل میں لائے قطع نظر اس کے چونکہ خیال زیادہ صورت پذیر ہے بہ نسبت موم کے اور وہ چیزیں جو موم کی طرح ملائم ہیں خیال ہوتا ہے کہ ان میں صورت بنگئی۔

اب ثانیاً صورت ایک شیر کی ڈھالو اور ثالثاً صورت انسان کی۔ مگر اول کو تینوں میں سب سے بڑا بناؤ اور دوسرا اس کے بعد۔

یہ سہل تر ہے : یہ ہوگیا۔

330 اب ان تینوں کو ترکیب دے کے ایک بناؤ۔ تاکہ یہ تینوں ایک ساتھ نشو و نما پائیں ایک حد تک۔

میں نے ایسا کیا ہے۔

بالآخر ان کو خارجاً ایک کی صورت بخشو یعنی انسان کی اس طرح سے کہ جو شخص باطن کو نہیں دیکھ سکتا اور صرف بیرونی جلد پر نظر رکھتا ہے یہ گمان کرے کہ وہ ایک ہی جانور ہے انسان کے جاننے کے لیئے۔

یہ میں نے کیا ہے۔

اور اب جو شخص دعویٰ کرتا ہے کہ اس مخلوق انسان کے لیئے نافع ہے کہ وہ بے ایمان ہو اور یہ اس کے لئے مفید نہیں ہے کہ وہ منصف ہو ہم کو جواب دینا چاہئے کہ اس دعویٰ کا یہ مطلب ہے کہ یہ نافع ہے کہ اس کثیر الصورت عفریت اور شیر اور اس کے ارکان کو کھلا کے توانا کریں اور فاقے دیکے ناتواں کر دیں انسان کو اس حد تک اور اس کو ان دونوں سے کسی ایک کے رحم پر چھوڑ دیں اور اس کی کوشش نہ کریں کہ وہ عادی ہوجائے یا باہم مصالحت کرکے رہیں بلکہ اس طرح چھوڑ دیں کہ ایک دوسرے کو کاٹے اور لڑے اور کھا جائے۔

اس نے جواب دیا سچ ہے جو شخص ظلم کا مداح ہے وہ در اصل یہی کہتا ہے۔

دوسری جانب عدالت کی منفعت کا حامی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اقوال اور افعال ایسے ہونا چاہیئے کہ باطنی انسان کا کامل تصرف پورے انسان پر ہو اور شیر کے ساتھ جو اس کا معین ہے مثل ایک کاشتکار کے اس متعدد سروں والے عفریت سے کام لے — اور جو اجزا قابل رام کرنے کے ہیں ان کی پرورش اور نگہداشت کرے رام شدہ اجزا کو اور وحشی اجزا کی نشوونما کو روکے اور اس تعلیم کی پیروی کرے جو اس اصول پر ہو کہ خود جمہور سے وابستہ ہو اور سب ایک دوسرے سے مصالحت اور مسالمت کریں اور اس کے ساتھ بھی ؟

ہاں یہ سب بعینہ دعوے اس شخص کے ہیں جو عدالت کا مداح ہے۔

پس ہر طریقہ سے عدالت کا ستائش گر سچ کہتا ہے درحالیکہ مداح ظلم کا جھوٹ بولتا ہے۔ کیونکہ خواہ تم لذت پر نظر کرو یا شہرت پر یا فائدے پر مداح راست باز آدمی کا سچ کہتا ہے درحالیکہ جملہ نقادی اس کے خصم کی نادرست اور جاہلانہ ہے۔

اس نے کہا میری بالکلیہ یہی رائے ہے۔

پس ہم کو کوشش کرنا چاہیئے کہ نرمی سے اس سے بازی لیجائیں (کیونکہ اس کی غلطی غیر ارادی ہے) اور ہم کو چاہیئے کہ اس سے یہ سوال کریں: میرے اچھے دوست کیا ہم یہ نہ کہیں کہ جو اعمال اچھے اور بُرے مانے جاتے ہیں وہ اچھے یا بُرے اس لئے ہیں کہ وہ وحشیانہ اجزا کو ہماری ماہیت کے انسان کا فرماں بردار کر دیتے ہیں — شاید بلکہ مجھ کو یہ کہنا چاہیئے کہ خدائی چیز کے تابع کر دیتے ہیں — یا رام شدہ جُز کو خادم اور غلام وحشی جُز کا بنا دیتے ہیں ؟

کیا وہ کہے گا ہاں ؟ یا کس طرح وہ جواب دیگا ؟

وہ کہے گا ہاں اگر وہ میری نصیحت کو قبول کرے۔

پس موافق اس دلیل کے میں نے کہا کیا یہ کسی کے لئے نافع ہو سکتا ہے کہ وہ کسی سے زر کو ناانصافی سے لے کیونکہ نتیجہ یہ ہے کہ جس آن میں وہ

331

زر لے گا وہ اپنے بہترین جزء کو سب سے فرومایہ جزء کا غلام بناتا ہے؟ یہ تسلیم کیا جائے کہ وہ زر لیتا ہے لڑکے یا لڑکی کو غلامی میں دینے کے لئے اور غلامی میں وحشی اور شریر آقاؤں کی یہ اس کو کچھ نافع نہ ہوگا اگر زر کثیر بھی اس مقصد کیلئے لے یہ حجت کی جائے گی کہ اگر وہ بیدردی سے اپنے خدائی جز کو غلامی میں غیر الٰہی اور ملعون جز کے دیتا ہے کیا وہ بدبخت آدمی نہیں ہے اور کیا اس کو رشوت نہیں دیجاتی زیادہ ہولناک ہلاکت کے لئے بہ نسبت ایریفل کے جس نے ایک مالا لیا تھا قیمت میں اپنے شوہر کی حیات کے؟

گلاکن نے کہا اس باب میں کہ یہ اس سے کہیں زیادہ ہولناک ہے۔

اور کیا تم نہیں خیال کرتے کے بے اعتدالی کی پھر سرزنش کی گئی ہے لامتناہی زمانہ تک اس سبب سے کہ جب اس کا ظہور ہوتا ہے تو وہ کثیر الصور بہیمہ جو ایسا ہولناک ہے زیادہ آزادی پاجاتا ہے اس مقدار سے زیادہ جو اس کے لئے مناسب ہے۔

بظاہر تم حق پر ہو۔

اور الفاظ خود رائے اور ناخوش جو بطور سرزنش استعمال کئے جاتے ہیں جب کبھی شیرپاں اور مارنما مخلوق کی تعریف میں مبالغہ کیا جاتا ہے اور وہ حد سے زیادہ بڑھایا جاتا ہے تاکہ کوئی مناسبت نہیں رہتی؟

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

پھر عیش پرستی اور زنسوانیت کی مذمت کی جاتی ہے کیونکہ وہ مضمحل اور ناتواں کردیتے ہیں اسی مخلوق کو کیونکہ اس میں بزدلی پیدا کردیتے ہیں۔

بلاشک وہ ایسے ہی ہیں۔

اور کیا ملامت زدہ نام خوشامد اور فرومایگی کے عطا کئے جاتے ہیں جب کبھی کوئی شخص اس سرگرم جانور کو مطیع کردیتا ہے فتنہ انگیز عفریت کے اور ناقابل تسلی طمع کو زر کی اس آخر الذکر کے اول الذکر پہلے ہی سے تعلیم دیتا ہے طولانی طریقہ سے توہین کے کہ وہ لنگور ہو جائے عوض میں شیر کے۔

یقیناً تم حق پر ہو۔

اور میں تم سے پوچھتا ہوں کیوں بھدا پن اور عامیانہ پن نامعقول سمجھے جاتے ہیں؟ کیا ہم یہ دعویٰ نہ کریں کہ یہ الفاظ اس مفہوم میں شامل ہیں کہ سب اچھا عنصر شخص میں جس کی طرف وہ منسوب ہیں از روئے طبیعت کمزور ہے۔ اس طرح سے کہ بالعوض اس امر کے کہ اس کی ذات میں جو مخلوق ہیں ان پر حکمرانی کرے وہ ان کی خوشامد کرتا ہے اور صرف یہ سیکھ سکتا ہے کہ ان کی چاپلوسی کرے؟

اس نے جواب دیا بظاہر ایسا ہی ہے۔

پس اس لئے کہ ایسے شخص پر فرمانروائی کی جائے بذریعہ حکومت کے جیسے اس حکومت کے مثل بہترین انسان پر حکومت کی جاتی ہے کیا ہم نہیں مانتے ہیں کہ وہ اس بہترین انسان کا نوکر بنایا جائے جس میں الہیٰ عنصر غالب ہے؟

ہم بیشک نہیں گمان کرتے کہ ملازم پر اس کے خاص ضرر کے ساتھ حکومت کی جائے جس کو تھریسیماخس مانتا تھا کہ وہ حصہ رعیت کا ہے بخلاف اس کے ہم یقین کرتے ہیں کہ یہ بہتر ہے ہر شخص کے لئے کہ اس پر حکومت کیجائے بذریعہ عقلمند اور خدائی قوت کے جو کہ بشرط امکان انسان ہی کے دل میں مرکوز ہو صرف وہ متبادل وجود جو خارج ہے اس پر عائد کرے تاکہ ہم سب مماثل ہوں جس حد تک طبیعت اجازت دے اور باہمی دوست ہوں اس واقعہ سے کہ وہی ملاح ان کا بیڑا پار کرے۔

ہاں یہ بالکل حق ہے۔

میں نے کہا یہ صاف ظاہر ہے کہ یہی منشا قانون کا ہے ۔ کہ مشترک دوست جملہ اراکین ریاست کا ہو ۔ اور لڑکوں کی حکومت کا بھی ہے جس میں شامل ان کی آزادی کا روکنا اس وقت تک کہ ہم ان کا ایک آئین قرار دیں ان کی ذات میں جس طرح ہم ایک شہر میں کرتے ہیں اور جبتک کہ ہم انکی فطرت کے شریف ترین اصول کو ترقی دیں ہم نے ان کے دلوں میں ایک حافظ اور ایک بادشاہ مقرر کیا ہے جو بالکل مقام ہے ہماری فطرت کا اسوقت سے ہم ان کا آزاد ہونا گوارا کرتے ہیں۔

332

ہاں یہ صاف ظاہر ہے۔

پس مہربانی کرکے بتاؤ اے گلاکن کس اصول پر اور کس سلسلۂ استدلال سے ہم مان سکتے ہیں کہ ایک انسان کے لئے یہ نافع ہے کہ وہ غیر عادل اور بے اعتدال ہو یا کسی امر قبیح کا مرتکب ہو جو اس کو زیادہ تر بدی میں غرق کر دے اگرچہ وہ اس جہت سے اپنی دولت کو ترقی دے یا زیادہ تر قوت حاصل کرے؟

ہم یہ مسئلہ کسی وجہ سے نہیں مان سکتے۔

اور کس دلیل سے ہم ان منافع کو جاری رکھ سکتے ہیں جس نے ظلم کا ارتکاب چھپایا جا سکے اور اس کی تقدیر سے بچ سکیں؟ کیا میں اس امر کے تصوّر کرنے پر حق پر نہیں ہوں کہ جو انسان اس طرح ماخوذ ہونے سے بچ جائے وہ سابق سے زیادہ بدکار ہو جائیگا درحالیکہ اگر وہ ماخوذ ہو کے سزایاب ہو تو اس کا سبعی جز ساکن ہو کے رام ہو جائیگا اور جو جز رام ہو گیا ہے آزاد ہو جائیگا اور کامل نفس اعلیٰ ترین مزاج میں ڈھل جائے گا اور اس طرح اعتدال اور عدالت کے اکتساب سے حکمت کے ساتھ شریک ہو کے ایک ایسی حالت حاصل کرتا ہے جو زیادہ بیش بہا ہے بہ نسبت اس کے جو حاصل ہوتی ہے جسم کو جس کو طاقت اور حسن اور صحت عطا کی گئی ہے صحیح تناسب ہے جس میں انفس زیادہ قیمتی ہے بہ نسبت جسم کے؟

ہاں بیشک تم حق پر ہو۔

لہذا میں یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ صاحب فہم انسان اپنی تمام قوتوں کو ہدایت کریگا زندگی کے ذریعہ اس ایک مقصد کی طرف اس کا منصوبہ اول مرتبہ میں عزت کریگا ان تحصیلوں کی جو اعلیٰ درجہ کی سیرت اُس کے نفس پر مرتسم کر دیں گی درحالیکہ باقی دوسری تعلیمات کو خفیف جانے گا۔

ظاہر ہے۔

اور اس کی جسمانی عادت اور جسمانی تائید دوسرے مرتبے میں۔ بعید ہے کہ وہ گرویدہ ہو وحشیانہ غیر معقول لذتوں کے شغل کا وہ ثابت کرے گا کہ

صحت بھی اس کا کوئی مقصد نہیں ہے اور وہ قوت یا صحت یا حسن کی تحصیل کو اعلیٰ درجہ کی اہمیت نہیں دیتا اگر غالباً وہ اس کو اعتدال پر رکھے اسلیے کہ جسم کی تالیف برقرار رکھنے کے لیے اس کا مستقل مقصد یہ ہے کہ اس تال میل کو قائم رکھے جو نفس میں مسکن گزیں ہے۔

ہاں کچھ شک نہیں یہی ہے جب وہ چاہتا ہے کہ موسیقی کا حقیقی پرستار بن جائے۔ کیا وہ یہ بھی نہ ثابت کریگا کہ کس سختی کے ساتھ وہ تائید کرتا ہے اس نظام اور توافق کی جس کو قائم رکھنا چاہیے حصول دولت کیلیے؟

اور کیا وہ تہنیت ہے ہجوم عام کی اجتناب نہ کریگا کہ وہ چوندھیا نہ جائے کہ وہ دولت کی مقدار کو لا متناہی طور مضاعف نہ کرے جس سے اسکی لاانتہا تکلیف پہنچیگی؟

میں خیال کرتا ہوں وہ ایسا کریگا۔

بلکہ بخلاف اس کے ایک متردانہ حوالہ اندرونی آئین کی جانب اور نہایت خبرداری اس امر کی کہ کوئی جزو اس کے اجزائے تناسب سے خارج نہ ہو بوجہ کثرت یا قلت جوہر کے وہ اصول ہونگے جن کے ذریعہ سے وہ تا حد قابلیت وہ اپنی کشتی کو چلانے کا مدد دینے کے لئے یا صرف کر ڈالنے کے لئے اپنی جائداد کے۔

ٹھیک ایسا ہی ہوگا۔

اور پھر ایک بار بحوالہ اعزاز کے — اسی پیمانہ کو ہمیشہ پیش نظر رکھتے ہوئے وہ مسرور ہوگا ان کے چکھنے اور ان کے ساتھ شریک ہونے سے جن کو وہ سمجھتا ہے کہ وہ اس کو بہتر انسان بنا دینگی — درحالیکہ وہ بچے گا سراً و علانیۃً ان سے جن کو وہ خیال کرتا ہے کہ اس کی موجودہ حالت کو فسخ کر دیں گے۔

اگر اس کا خاص تعلق خاطر اس جانب ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ سیاسیات میں شریک ہونے پر رضامند نہ ہوگا۔

میں نے جواب دیا مجھے اپنے ایمان کی قسم تم غلطی پر ہو وہ ضرور ایسا کرے گا — کم از کم اپنے خاص شہر میں۔ اگرچہ شاید اپنے وطن میں ایسا نہ ہو

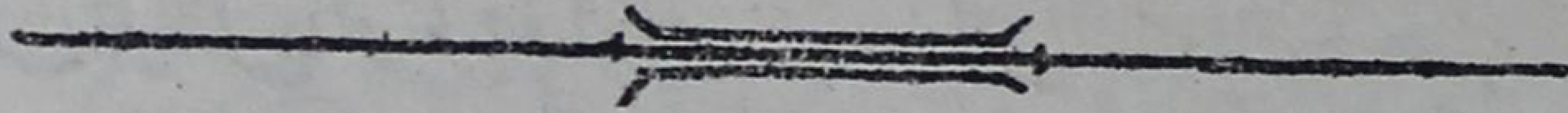
334

تا آنکہ من جانب اللہ ایسا اتفاق ہو۔

اس نے جواب دیا۔ میں سمجھتا ہوں وہ ایسا کرے گا۔ تمھاری مراد ہے۔ اس شہر میں جس کے نظم و نسق کو ہم نے ابھی ختم کیا ہے اور جس کو اس نے اقلیم مباحثہ میں محدود کیا ہے کیونکہ میں نہیں یقین کرتا کہ روئے زمین پر وہ کہیں پایا جائے گا۔

شاید آسمان میں اس کا ایک نمونہ رکھا گیا ہے اُس شخص کے لئے جو اسکو دیکھنا چاہے۔ اور اس کو دیکھ خود اپنا نظام ویسا بنائے اور مسئلہ روئے زمین پر اس کے حال و استقبال کا کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ کیونکہ بہر صورت وہ ایسے اس شہر کے اعمال کو اختیار کریگا دوسرے شہروں کے رسوم و افعال کو ترک کر کے۔

اُس نے جواب دیا شاید وہ ایسا ہی کرے گا۔



335

مقالۂ دہم

میں نے کہا - خوب جبکہ مختلف خیالات سے مجھ کو اس امر کے یقین کرنے کی رہنمائی کی گئی کہ ریاست کی تنظیم جو منصوبے ہم نے اختیار کئے تھے وہ حق تھے میں اس اعتقاد کو سختی سے محسوس کرتا ہوں جب میں ضوابط کو شعر کے بارے میں خیال کرتا ہوں۔

ان کی ماہیت کیا تھی ؟

وہ اس مقصد سے تھے ہم کو نہ چاہئے کہ کسی طرح سے شعر کے اس شعبہ کو جو تقلیدی ہے قبول کریں اور اب جبکہ نوعی اجزائے نفس کی تحدید جداگانہ ہر جز کی ہو گئی یہ اعتقاد کہ ایسے اشعار بلا تردد قبول نہ کئے جائیں اب یہ میرے ذہن میں زیادہ تر صاف ہو گیا بہ نسبت سابق کے۔

توضیح کرو کہ تمھارا کیا مفہوم ہے۔

مجھے بالکل یقین ہے کہ تم مجھ کو ملزم نہ کرو گے ٹریجڈی کہنے والوں میں اور کلی گروہ میں تقلیدی کرا کے لہذا میں بلا تکلف تم سے کہتا ہوں کہ کل تقلیدی اشعار بظاہر مضرت رساں ہیں عقل کے لئے ان سامعین کے جن کے پاس اس کا فادزہر ہے اس کی حقیقت کا علم نہیں ہے۔

مہربانی کرکے بتاؤ تمھارے ان بیانات کا کیا مقصد ہے ؟

جو بات میرے دل میں ہے بیان کردوں گا۔ اگرچہ میں اعتراف کرتا ہوں کہ

ہومر کی جو عزت محبت کے ساتھ مجھ کو ہے وہ مجھ کو روکتی ہے
میں بچپن سے ہومر کا لحاظ و پاس کرتا ہوں۔ کیونکہ تمام عمدہ ٹریجیڈی کہنے والے
شاعروں سے وہ موجد استاد اور رہنما ہے۔ لیکن صدق کے خلاف کسی کا
پاس و لحاظ گناہ ہے لہذا جیسا میں نے کہا میں صاف کہدوں گا۔

بہر صورت ایسا ہی کرو۔

لہذا سنو بلکہ جواب دو۔

اپنا سوال بیان کرو۔

کیا تم میرے نزدیک جو تعلید کی ماہیت ہے اسکو بیان کر سکتے ہو؟
کیونکہ میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ میں خود اس کے حقیقی مفہوم کو
بھولا ہوا ہوں۔

پس تم مجھ سے توقع کرتے ہو کہ میں سمجھتا ہوں!

کچھ تعجب نہیں ہے جو تم نے ایسا کیا کیونکہ اکثر ہوتا ہے کہ کوتاہ
نظر لوگ اکثر اشیاء کو جلد تر پہچان لیتے ہیں بہ نسبت تیز نظر اشخاص کے۔

سچ ہے۔ لیکن تمہاری موجودگی میں اگر میں کسی چیز کو دریافت
کروں تو مجھ کو اسکے ذکر کرنے کی جرائت نہ ہوگی لہذا تم خود ہی ملاحظہ کرو۔

خوب! کیا تمہاری یہ خواہش ہے کہ ہم اپنے معمولی طریقے کی پیروی کریں
آغاز تحقیق میں؟ میں یقین کرتا ہوں کہ عادت ہے کہ ہر مثال میں کسی
ایک صورت کے وجود کو اختیار کرلیں جس میں متعدد جزئی اشیاء داخل ہیں
جن کے لیئے ہم ایک ہی نام استعمال کرتے ہیں۔ تم سمجھتے ہو یا نہیں؟

میں سمجھتا ہوں۔

پس ہم کو اس موقع پر ان متعدد اشیاء سے کوئی ایک
صورت لینا چاہیئے جو تمہاری مسرت کے مناسب ہو۔ مثلاً
اگر تمہارے لیئے یہ صورت مناسب ہو بلاشک اکثر پلنگ
اور اکثر میزیں ہیں۔

یقیناً۔

لیکن صورت جو تعلق رکھتی ہے ان اشیاء سے میرے علم و یقین میں صرف دو ہی ہیں ایک صورت پلنگ کی اور ایک صورت میز کی۔

ہاں۔

کیا ہم اس بات کے کہنے کے عادی نہیں ہیں کہ صانع ان میں سے ہر ایک کا صورت کو دیکھ رہا ہے جبکہ وہ پلنگ یا میزیں بنا رہا ہے جنکو ہم کام میں لاتے ہیں یا اور جو کچھ ہو؟ کیونکہ بلاشک کوئی صانع خود صورت نہیں بناتا کیونکہ یہ غیر ممکن ہے۔

یقیناً یہی ہے۔

لیکن مہربانی سے غور کرو کہ تم ایسے کاریگر کو جس کا بیان حسب ذیل ہے کس طرح بیان کرو گے۔

تم کس کا حوالہ کرتے ہو۔

میں اس کاریگر کا حوالہ دیتا ہوں جو وہ تمام اشیاء بناتا ہے جو تمام طبقہ صناعوں کے چیزیں داخل ہیں۔

تم ایسے شخص کا ذکر کرتے ہو جو تعجب انگیز زیرک ہے۔

تھوڑی دیر انتظار کرو اور تم کو ایسا کہنے کا بہتر سبب معلوم ہو جائیگا علاوہ بنا سکنے جملہ مصنوعی اشیاء کے وہی صناع پیدا کرتا ہے وہ چیز جو زمین سے اگتی ہے اور پیدا کرتا ہے جملہ حیوانات کو اور منجملہ سب کے اپنی ذات کو اور اس کے ساتھ ہی آسمان اور زمین اور ملائکہ اور جملہ اجرام سماوی اور تمام ہستیاں عالم سفلی زیر زمین کی۔ اسی کی صنعت گری ہے۔

کیسی عالی متعالی ہستی کا تم ذکر کرتے ہو!

کیا تم بے اعتقاد ہو کیوں؟ تو مجھ سے کہو۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ وجود ایسے صانع کا بالکل محال ہے؟ یا تم یہ یقین کرتے ہو کہ ایک طریق سے ہو سکتا ہے اور دوسرے طریق سے محال ہے وجود ایسے مختلف اقسام اشیاء کے صانع کا؟ کیا تم نہیں ادراک کرتے کہ ایک نوع کے طریق سے تم خود ایسے اصناف اشیاء کو؟

اُس نے پوچھا وہ طریق کیا ہے؟

میں نے جواب دیا کچھ مشکل نہیں ہے یہ نہایت سریع طریقہ ہے اور بہت سے اختلافات کو قبول کرتا ہے۔ شاید سب سے زیادہ سریع طریقہ یہ ہے کہ ایک آئینہ لے لو اور اس کو ہر سمت میں گردش دو۔ سورج اور اجرام سماوی کے بنانے میں دیر نہ لگے گی نہ زمین کے نہ اپنی ذات اور دوسری جاندار چیزیں اور کل بیجان چیزیں اور درخت اور جملہ اشیاء جو ابھی مذکور ہوئیں۔

ہاں ہم اس قدر ظہورات مہیا کر سکتے ہیں مگر یقیناً وہ ایسے اشیا نہیں ہیں جو حقیقتاً موجود ہوں۔

درست ہے اور تمھارے مشاہدات بالکل حسب موقع ہیں۔ پس میری رائے میں مصور بھی صناعوں کے اسی طبقہ سے تعلق رکھتا ہے کیا وہ نہیں تعلق رکھتا؟

یقیناً رکھتا ہے۔

مگر میں خیال کرتا ہوں تم کہو گے کہ اس کے مصنوعات غیر حقیقی ہیں اور پھر بھی مصور ایک قسم کے طریقے سے پلنگ بناتا ہے۔ یا میں غلط کہتا ہوں؟

ہاں مصور بھی پلنگ بناتا جو بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے۔

لیکن سریر کے بنانے والے کو کیا کہو گے؟ کیا تم نے ابھی ایک دقیقہ پیشتر نہیں کہا تھا کہ اس نے صورت نہیں بنائی جو بموجب ہمارے مسئلہ کے سریر کی حقیقت میں داخل ہے۔ بلکہ ایک جزئی سریر؟

ہاں میں نے ایسا کہا تھا۔

نتیجہ یہ ہے اگر وہ ایسی چیز نہیں بناتا جو حقیقتاً موجود ہے بلکہ کوئی شے مثل حقیقت کے لیکن ہنوز غیر حقیقی ؟ اور اگر کوئی شخص سریر ساز کے کام کو بیان کرے یا کسی اور صانع کا کہ جو بطور کامل حقیقی ہے اس کا بیان اس واقعہ کا ظن غالب ہے کہ ناراست ہو کیا نہ ہوگا؟

ہاں ان لوگوں کی رائے میں جو ایسی بحثوں میں مشاق ہیں جیسی یہ ہیں۔

پس ہم کو کسی طرح تعجب نہ کرنا چاہیئے اس امر کو دریافت کر کے کہ جو چیزیں جوہری ہیں مثل سریر کے وہ ظلی اشیاء ہیں جب حقیقت سے ان کا مقابلہ کیا جاتا ہے۔

سچ ہے۔

کیا تم چاہو گے کہ ان تمثیلوں کو ہم اپنی تحقیق میں استعمال کریں ایک نقال کی حقیقت میں؟

اس نے جواب دیا اگر تم عنایت فرماؤ۔

تین قسم کے سریر ہیں۔ منجملہ ان کے حقیقت اشیاء میں موجود ہی اور اس کو ہم خدائے تعالیٰ کی صنعت سے منسوب کریں گے اگر ہیں غلطی پر نہ ہوں۔

اگر ایسا نہ ہو پھر کس سے اس کو منسوب کریں؟

ہم اس کو صرف اسی کی ذات (جل شانہ) سے منسوب کر سکتے ہیں میرا یہ خیال ہے۔

دوسرا بنایا ہوا نجار کا ہے۔

ہاں۔

اور تیسرا مہیا کیا ہوا مصور کا ہے۔ کیا یہ نہیں ہے؟

ایسا ہی ہے۔

لہذا تین طرح کے سریر ہیں اور تین منتظم ان کی صنعت کے ہیں۔ مصور، نجار، خدائے تعالیٰ۔

ہاں تین ہیں۔

پس خدائے تعالیٰ نے ارادہ نہیں کیا کہ ایک سے زائد سریر نہ بنائے یا کسی قسم کی ضرورت اس کی مقتضی ہوئی کہ اس نے ایک سے زائد عالم میں نہیں بنایا بہر طور اس نے ایک ہی بنایا ہے جو کہ مطلقاً حقیقی سریر ہے۔

لیکن دو یا دو سے زائد ایسے سریر خدائے تعالیٰ نے نہیں بنائے اور نہ بنیں گے۔

یہ کیونکر۔

اس سبب سے کہ اگر خدائے تعالیٰ صرف دو بناتا ایک اور سریر پھر ظہور کرتا جس کی صورت اور دوسرے دو میں ان کی باری سے داخل ہوتی اور یہ مطلق اور اصلی سریر ہوتا نہ وہ دو۔

تم سچ کہتے ہو۔

یہ جانیے مجھ کو تصور کرنا چاہیئے اور یہ چاہ کے کہ حقیقی صانع فی الحقیقت موجود سریر کا نہ کہ کوئی غیر محدود صانع کسی غیر محدود سریر کا خدائے تعالے نے صرف ایک ایسا سریر خلق کیا۔

ایسا ہی معلوم ہوتا ہے

کیا تم اس رائے سے متفق ہو کہ ہم اس کو خالق تعالیٰ کہہ کے خطاب کریں مثلاً اس شے کا؟

اس نے جواب دیا ہاں ایسا ہی کرنا درست ہے اس کو دیکھ کے کہ اس نے تخلیق سے اس نے یہ دونوں بنائے اور ہر چیز جو اس کے ماورا ہے۔

اور نجار کو کیا کہو گے۔ کیا ہم اس کو صانع ایک سریر کا نہ کہیں؟

ہاں۔

کیا ہم مصور کو صانع اور بنانے والا اسی چیز کا نہ کہیں؟

ہرگز نہیں۔

پس تمھارے حساب سے وہ کیا ہے بالنسبت سریر کے؟

میری رائے میں اس کو انصافاً نقال اس چیز کا کہنا چاہیئے جسکے وہ دو صانع ہیں۔

اچھا پس تم موجد کو اس چیز کے جو دو مرتبہ دور کی گئی ہے اصل شئے سے جو کہ مخلوق ہے اس کو نقال کہو گے؟

ہاں ٹھیک ایسا ہی ہے۔

لہذا چونکہ ٹریجڈی کہنے والا نقالی ہے ہم اس پر محمول کریں گے اسی طرح کہ وہ اور جملہ نقالوں کے ساتھ تیسری درجہ نزولی میں ہے بادشاہ (اصل شئے) سے اور سچائی سے

ایسا ہی ظاہر ہوگا۔

پس ہم نقالی کی ماہیت پر متفق ہیں۔ مگر مصور کے باب میں مجھ کو ایک سوال کا جواب دو۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ مصور اصلاً مخلوق شے کے نقل کرنے کی کوشش کرتا ہے یا صانع کی صنعتوں کو؟

اس نے جواب دیا پچھلا۔

کیا وہ حقیقتاً موجود ہیں یا جیسے وہ ظاہر ہوتے ہیں؟ اس کی اور تعریف کرو۔

تمھاری کیا مراد ہے؟

میری یہ مراد ہے: جب تم سر یر پہلو سے سامنے یا کسی اور وضع سے وہ جو کچھ کیوں نہ ہو دیکھتے ہو کیا وہ اپنی عینیت کو کچھ بھی بدل دیتی ہے یا وہ درحقیقت بعینہ باقی رہتی ہے اگرچہ بدلی ہوئی معلوم ہوتی ہے؟ اور یہی اور ہر چیز کا حال ہے؟

جو اخیر میں گزری وہ صحیح توجیہ ہے بظاہر مختلف معلوم ہوتا مگر درحقیقت تبدیلی نہیں ہوئی۔

پس یہ نکتہ ہے جس پر میں چاہتا ہوں تم غور کرو۔ دونوں سے کس کی جانب ہر صورت میں تصویر منسوب کی جاتی ہے۔ کیا یہ مطالعہ کرتی ہے کہ نقل کرے اصل حقیقت کو اصلی اشیاء کی یا ظاہری صورت کو ظواہر کی؟ بالفاظ دیگر یہ نقل ہے (بنطاسیا) وہم کی یا صدق کی؟

اس نے جواب دیا اول کی۔

نقالی کا فن میں سمجھتا ہوں بالکلیہ مسترد کر دیا گیا ہے صدق سے اور بظاہر اس کا صرف اتنا اثر ہے کیونکہ یہ گرفت کرتا ہے ایک شے کی اس کی حد کے ایک خفیف حصے پر اور وہ چھوٹا جز بھی جوہر نہیں رکھتا۔

مثلاً ہم کہتے ہیں کہ مصور ہمارے لئے ایک موچی نجار یا کسی اور اہل حرفہ کی تصویر بنائے درحالیکہ مصور کو کچھ بھی اس کو حرفہ کے باب میں معلوم نہیں ہے اور قطع نظر اس جہالت کے اور کچھ نہیں جانتا البتہ وہ اچھا مصور ہے اگر وہ ایک نجار کی تصویر بنائے اور اپنی تصویر کچھ دور رکھ کے دکھائے وہ بچوں اور بیوقوف آدمیوں کو دھوکا دے کے ان کے دل میں یہ خیال پیدا کرے گا کہ وہ تصویر درحقیقت نجار ہے۔

بلاشک وہ ایسا کرے گا۔

وہ جو کچھ ہو مگر اے میرے دوست میں تم سے کہونگا کہ میں کیا خیال کرتا ہوں کہ ہم کو ان جملہ صورتوں میں کیا محسوس کرنا چاہیئے۔ جب کوئی شخص ہم سے کہ مجھ سے ملاقات ہوئی ایک انسان سے جو کل حرفوں سے واقف ہے اور وہ اپنی ذات میں کل علم کا مجمع کئے ہوئے ہے جس میں سے ہر ایک کو ایک ایک آدمی تنہا جانتا ہے اس درجہ کی صحت کے ساتھ جس پر کسی کو سبقت نہیں ہو سکتی۔ تو ہم اپنے مخبر کو یہ جواب دینگے کہ وہ بیوقوف ہے اور اس سے اتفاقاً کسی شعبدہ باز اور نقال سے مڈبھیڑ ہوئی ہے جس نے اس کو ہمہ دانی کا فریب دیا ہے کیونکہ وہ خود علم اور جہالت نقل میں امتیاز نہیں کر سکتا۔

یہ بالکل سچ ہے۔

پھر میں کلام کو اس طرح جاری کیا ہم کو لازم ہے کہ ٹریجڈی (قصہ غم انجام) اور اس کے پیشوا ایسے ہومر پر غور کریں کیونکہ ہم سے بعض اشخاص نے کہا ہے کہ ڈراما نویس شاعر نہ صرف جملہ فنون سے ماہر ہیں بلکہ جملہ انسانی اشیا سے باخبر ہیں جو نیکی اور بدی سے تعلق رکھتی ہیں اور اس کے ساتھ ہی خدائی چیزوں سے واقف ہیں۔ اچھا شاعر جو خوب شعر کہتا ہے تو کہتے ہیں کہ وہ اپنے موضوع سے باخبر ہے ورنہ وہ ہرگز کچھ نہ لکھ سکتا۔ لہٰذا ہم کو دریافت کرنا چاہیئے آیا وہ شاعر جن سے ان لوگوں کا سامنا ہوا ہے محض نقال ہیں جنھوں نے ناظرین پر یہ اثر کیا ہے کہ جب وہ ان کی تصنیف کو دیکھتے ہیں

تو وہ یہ نہیں دیکھ سکتے کہ انھوں نے جو کچھ کہا ہے وہ دو بار حقیقت سے دور ہے اور ایسا شخص اس کو سہولت سے ادا کر سکتا ہے جو سچائی سے ناواقف ہے کیونکہ وہ اوہام ہیں نہ کہ حقایق ــــ یا ہمارے خبر دینے والے اس حد تک سچے ہیں کہ اچھے شاعر مضامین کو بخوبی جانتے ہیں جن سے وہ جماعت کثیر کو ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ وہ خوب تقریر کرتے ہیں۔

ہاں ہم کو چاہئے کہ اس معاملہ کو تحقیق کریں۔

پس تم کیا خیال کرتے ہو کہ اگر کوئی شخص اصل اور نقل دونوں کو پیدا کر سکتا ہے اس کو لازم ہے کہ سنجیدگی کے ساتھ کہ اظہارات کی صناعی کرے اور اس کو اپنی زندگی کا مقصد قرار دے اس خیال سے کہ وہ ایک کام کو انجام دیتا ہے

میں ایسا نہیں خیال کرتا۔

بلکہ بخلاف اس کے اس کو اشیاء کے بارے میں عمدہ تعلیم ملی ہے جن کی وہ نقالی کرتا ہے میرے زعم میں وہ بہت بڑھی ہوئی محنت حقیقی کاموں پر صرف کریگا نہ کہ نقالی پر اور وہ کوشش کریگا کہ اپنے بعد کے لئے ایک تعداد عمدہ صنعتوں کی چھوڑ جائے اپنی یادگار کے طور پر اور اس کو زیادہ اس کا شوق ہوگا کہ لوگ اس کی ستائش کریں نہ کہ وہ خود ستائش گر ہو۔

اس نے کہا میں تم سے اتفاق کرتا ہوں کیونکہ عزت اور نفع ایک حالت میں بہت زیادہ ہیں بہ نسبت دوسری صورت کے۔

پس معمولی مضامین پر ہم کو ہومر یا کسی دوسرے شاعر سے صراحت نہ طلب کرنا چاہئے اس طرح پوچھ کے کہ متقدمین یا متاخرین شعرا سے کوئی ماہر ہوں شفا بخش صناعت میں نہ صرف اطبا اصطلاحات کے نقال ان کو یہ لیاقت کہاں تھی کہ وہ کسی کو شفا بخشتے مثل اسقلیسوس کے یا اپنے بعد ایک جماعت طلبہ کو چھوڑا جو طبیعیات کے ماہر تھے مثل اسقلیسوس کے جس نے اپنی اولاد کو چھوڑا اور نہ ہم ان سے دریافت کریں گے دوسرے فنون کے متعلق جن کو بحث سے خارج کر دینا چاہئے۔ لیکن عظیم ترین اور سب سے زیادہ جمیل مضامین جن سے ہومر بحث کرتا ہے جیسے جنگ اور میدان کارزار کی ترتیب اور شہروں کا

نظم و نسق اور انسان کی تعلیم عدالت کا مقتضا ہے کہ ان سے بحث کی جائے اور اس طرح سوال کرنا چاہئے۔ میرے محترم ہومر اگر تم درحقیقت سچائی سے دور ہوئے نیکی کے حوالے سے عوض میں دوبار دور ہونے کے اور وہم کی دست کاری میں موافق ہماری نقالی کی تعریف میں اور اگر تم اس قابل تھے کہ ان تلاشوں میں امتیاز کرو جو انسان کو بہتر یا بدتر بنا دیتے ہیں خانگی طور سے یا عوام میں تو ہم سے کہو کہ کس شہر کے ذہن کی اصلاح تمھاری رہین منت ہے جس طرح لیسی ڈیمن کی اصلاح لیکر گس کی ممنون ہے اور اکثر چھوٹے بڑے شہروں کی دوسرے مقننین کی زیر بار احسان ہے؟ کونسی ریاست ان فوائد کو منسوب کرتی ہے جو اس کو عمدہ مجموعہ قوانین سے حاصل ہوئی؟ اطالیہ اور صقلیہ خارو ندس کو اس استعداد کی جہد سے پہچانتے ہیں اور ہم سولن کو لیکن کس ریاست نے اس حیثیت سے تم کو پہچانا؟ کیا وہ کسی ایک کا بھی نام لے سکتا ہے؟

گلاکن نے کہا میں خیال کرتا ہوں کہ نہیں: کم از کم یہ کہ ہم سے کوئی ایسا افسانہ نہیں کہا گیا ہے حتیٰ کہ ان شعرائنے بھی نہیں بیان کیا جو ہومر کے شاگردان شاگرد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

پس کیا یہ افسانہ کہا گیا ہے کوئی محاربہ ہومر کے عہد میں ایسا واقع ہوا ہے جو بخیر و خوبی انجام کو پہنچا جو ہومر کی سرکردگی میں یا اس کے صلاح مشورے سے؟

نہیں کوئی نہیں۔

کیا یہ کہا گیا ہے کہ وہ مثل ثالیس ملیطی کے یا اناخارسس سیتھیا کے باشندے کے بعض ایجادات کا موجد ہوا ہے جن کو مفید فنون سے تعلق ہو یا دوسرے عملی معاملات ہیں جس سے دلوں پر اس کی دانشمندی کا ارتسام ہو زندگی کے عملی فرائض میں؟

نہیں اس قسم کی کوئی بات اس کے بارے میں نہیں کی گئی۔

تو پس کیا یہ ہومر کے باب میں مذکور رہا ہے کہ اگرچہ عوام کے امور میں دخیل نہ تھا تاہم اس نے اپنی زندگی میں بذات خود خانگی طور سے بعض شاگردوں

کی تعلیم کا متکفل ہوا جو اسکی صحبت سے محظوظ ہوتے تھے اور اپنے پس ماندوں کے لئے ہومر کا طریقہ بسر حیات کا چھوڑا جس طرح فیثاغورس ہے جس کی شخصیت غیر معمولی درجے کی محبوب ہے ایک رفیق کی حیثیت سے اس کا ذکر نہیں کہ اس کے جانشین جو اپنے طریقہ بسر حیات کو اس کے نام سے یاد کرتے ہیں اور وہ ایک خاص حد تک عالم میں نمودار رہیں۔

نہیں سقراط اس قسم کا کوئی امر بھی اس کے باب میں مذکور نہیں ہوا ہے بیشک اگر حکایات ہومر کے باب میں اگر سچ ہیں تو تعلیم اس کے دوست کریوفیلس کی ممکن ہے کہ زیادہ مضحک تصور کی جائے بہ نسبت اس کے نام کے کیونکہ ہم کو خبر دی گئی ہے کہ کریوفیلس نے ہومر کی خبر نہ لی اور عجب ہے کہ اپنی زندگی میں بھی ہومر سے غفلت کی۔

بلا شک حکایت تو یہی ہے۔ مگر گلاکن کیا تم خیال کرتے ہو کہ اگر ہومر درحقیقت انسانوں کو تعلیم کرنے کی قابلیت رکھتا تھا اور ان کو بہتر آدمی بنا سکتا تھا اس واقعہ سے کہ وہ صرف نقالی نہیں کرتا تھا بلکہ علوم زیر بحث کو جانتا تھا تو وہ اپنی طرف ایک جم غفیر رفقا کو متوجہ کر سکتا تھا جو اس سے محبت کرتے اور اس کو محترم سمجھتے؟ کیونکہ جس مدت تک فیثاغورس آبدرا رہنے والا اور پروڈیکس فیوس کا باشندہ اور ایک جماعت کثیر دوسرے لوگوں کی اپنے زمانے کے انسانوں کو فہمائش کر سکتی جیسا کہ ہم ملاحظہ کر سکتے ہیں آپس کی گفتگو سے کہ وہ اس قابل نہ ہوں گے کہ اپنے ہی گھر اور شہر کا انتظام کریں جبتک وہ تعلیم کے متکفل نہ ہوں اور جب تک کہ جو حکمت اس میں مضمر ہے ان معلموں کی لاانتہا محبت کی ذمہ دار نہ ہو حتیٰ کہ رفقا ان کو اپنے کندھوں پر چڑھا کے لئے لئے نہ پھریں۔ کیا یہ سمجھ سکتے ہو کہ اگر ہومر اور ہزیبیود درحقیقت انسانوں کی نیکی میں ترقی دینے کے قابل ہوتے تو ان کے معاصران کو شعر خوانی کرتے ہوئے پڑے پھرنے دیتے؟ غالباً لوگ ان کو سونے سے زیادہ کلیجے سے لگاتے اور مجبور کرتے کہ اپنے ہموطنوں کے ساتھ وطن میں قیام پذیر ہوں؟ اور یا اگر اس عنایت کا انکار کیا جاتا تو راہ نوردی میں ان کی رفاقت

کی جاتی یہاں تک کہ ان کے شاگردوں کی قابل اطمینان تعلیم ہوجاتی؟
میں یقین کرتا ہوں سقراط تم لاکلامی طور سے حق پر ہو۔
پس کیا ہم کو یہ نتیجہ نہ نکالنا چاہئے کہ شعر کے لکھنے ہومر سے شروع کرکے ہیجو ہری (خالی) امثالیں ہر موضوع کی نقل کرتے ہیں جس کے بارے میں وہ لکھتے ہیں اسی میں فضیلت بھی داخل ہے مگر صدق کا فہم ان کو نہیں ہوتا؟ فی الواقع جیسا کہ ہم ابھی کہہ رہے تھے کہ کیا مصور بغیر اس کے کفش دوزی کے باب میں کچھ سمجھے تصویر بنائے گا کفش دوزکی یعنی اس چیز کی جس کو کفش دوز مان لیا ہے ان لوگوں نے جو ویسے ہی ناواقف ہیں اس موضوع سے جیسے مصور اور جو رنگوں اور شکلوں سے فیصلہ کرتے ہیں؟
ہاں یقیناً وہ ایسا ہی کریگا۔
اور ٹھیک اسی طریقے سے میں گمان کرتا ہوں ہم کہیں گے کہ شاعر اور مصور ایک نوع کے رنگوں کو افعال اور اسماء کی شکلیں بناتا ہے چند پیشوں کو ظاہر کرتا ہے جن کے باب میں وہ اس کے سوا اور کچھ نہیں سمجھتا کہ وہ ان کی نقل بنا سکے بس اگر وہ وزن سجع اور تالیف کو لکھ سکتا ہے کفش دوزی کے بارے میں یا سرکردگی فوج کے بارے میں یا کسی مضمون کے بارے میں خواہ وہ کچھ ہی ہو لوگ جو ویسے ہی جاہل ہیں جیسے وہ خود ہے اور جو صرف صورت اظہار سے فیصلہ کرتے ہیں وہ شعر کو بہت عمدہ خیال کرتے ہیں اسی قدر قوی وہ جادو ہے جو یہ موسیقی کے اسباب طبعًا رکھتے ہیں کیونکہ میں سمجھتا ہوں تم جانتے ہو کیسے ضعیف صورت شعراء کے تصنیفات ظاہر کرتے ہیں جب ان سے موسیقی کی رنگینی جدا کرلیتے ہیں اور ان کو معرا کرکے دکھاتے ہیں۔ بلاشبہ تم نے اصل واقعہ کو ملاحظہ کرلیا ہے۔
اس نے جواب دیا ہاں میں نے ایسا کیا ہے۔
کیا یہ اس پژمردہ صورت کو یاد نہیں دلاتا جو کبھی خوش وخرّم تھے اگرچہ خوبصورت نہ تھے یہ پژمردگی شباب نے جب ان کو چھوڑ دیا تو ظاہر ہوئی؟

ٹھیک ایسا ہی ہے۔
اب میں چاہتا ہوں کہ تم اس امر پر غور کرو۔ ہمارے نزدیک تمثال بنانے والا یعنی نقال صرف ظاہر کو سمجھتا ہے نہ کہ حقیقت کو کیا ایسا نہیں ہے؟
ہاں۔
اس معاملہ کو اس طرح نہ چھوڑو کہ نصف کی تصریح ہو۔ ہم کو قابل اطمینان طور سے اس کو جانچنے دو۔
بیان کرو۔
ایک مصور ہمارے نزدیک دہانہ اور لگام کی تصویر بنائے گا کیا ایسا نکریگا؟
ہاں۔
لیکن لگام اور دہانہ کو موچی (زین ساز) بنائے گا اور آہنگر کیا یہ لوگ نہ بنائیں گے؟
یقیناً۔
تو کیا مصور سمجھتا ہے کہ دہانہ اور لگام کی کیا صورت ہونا چاہیئے؟ یا یہ صورت ہے کہ بنانے والے بھی یعنے آہنگر اور موچی اس موضوع سے جاہل ہیں جس کو صرف سوار سمجھتا ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ یہ چیزیں زیر بحث کیونکر کام میں لانا چاہتے ہیں؟
یعنی سچی حالت اس واقعہ کی۔
پس کیا ہم یہ نہ کہیں کہ تمام چیزیں ایک ہی مقولے سے ہیں؟
تمھاری کیا مراد ہے؟
کیا ہم یہ نہ کہیں کہ ہر شئے واحد تین خاص فنون پر متضمن ہیں۔ اول کا احاطہ یہ ہے کہ چیز کا استعمال کیا ہے دوسرے کیونکر پیدا کی جائے تیسرے کیونکر اس کی نقل کی جائے؟
ہاں ہم ایسا کر سکتے ہیں۔

کیا اس کی عمدگی خوبصورتی اور صحت ہر مصنوعی شے کی یا زندہ مخلوق کی یا فعل جس کو بحوالہ غرض کے جانچنا چاہیئے جو اس کے بنانے کی غایت ہے یا اس کی طبیعی ساخت ہے؟

سچ ہے یہی امور ہیں۔

لہذا وہ انسان جو کسی چیز کو استعمال کرتا ہے ضرور ہے کہ اس کو بہتر جانتا ہو۔ اور اثنائے استعمال میں بنانے والے کو خبر دیتا رہے گا کہ اس کے بنانے میں کامیاب ہوا یا ناکام رہا۔ مثلاً نے نواز بلا شک نے ساز کو خبر دیتا رہیگا ان نیوں کے بارے میں جن کو وہ بجاتا ہے اپنے فن کی مشق میں اور ہدایت کرے گا کہ کیونکر بنانا چاہیئے اور نے ساز اسکی ہدایتوں پر کاربند ہوگا۔

بے شک۔

ایک کو کامل اطلاع ہے اچھی بُری نے کے متعلق اور خبر پہنچاتا ہے جن پر دوسرا اعتماد کرتا ہے اور اسی کے موافق بناتا ہے کیا یہ صورت نہیں ہے؟

ہاں یہ ہے۔

لہذا بنانے والا آلہ کا صحت کا یقین رکھے گا نسبت خوبی یا بدی آلے کے اُس شخص سے آگاہی حاصل کرے گا جس شخص کو کامل معرفت اس کے موضوع کی حاصل ہے اور اس کی تعلیمات کے سننے پر مجبور رہے گا درحالیکہ استعمال کرنے والے کو اس آلے کے اس کی حکمت ان امور کی حاصل ہوگی

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

لیکن نقال کو ان دونوں سے کیا حاصل ہوگا۔ کیا وہ جو بالفعل ان چیزوں کو بیان کرتا ہے اس کو نظری علم حاصل ہے آیا اس کے مصنوعات خوبصورت اور درست ہیں یا نہیں یا وہ صحیح رائے رکھے گا کیونکہ وہ شخص جس کو صحیح علم حاصل ہے اس کو خبر دیتا رہتا ہے اور اس کی ہدایات پر کاربند ہے کہ کس طرز سے اس کو کام کرنا چاہیئے؟

نہ یہ نہ وہ۔

یعنی نقال کو نہ تو علم نظری حاصل ہے نہ آرائے صحیحہ رکھتا ہے بنسبت خوبی یا بدی ان چیزوں کے جن کی وہ نقل کرتا ہے۔

معلوم ہوتا ہے ایسا نہیں ہے۔

شاعرانہ نقال دلفریبی کے ساتھ عقلمند ہے بنسبت ان موضوعات کے جن سے وہ بحث کرتا ہے۔

بالکل ٹھیک نہیں ہے۔

بہرطور وہ نقالی کرتا رہیگا قطع نظر اس کے کہ وہ بالکل جاہل ہے کہ اچھی یا بُری چیز کیا ہے۔ نہیں بلکہ بظاہر وہ مجمل مفہومات پر حسن و قبح کے نقالی کرے گا وہ مفاہیم عوام الناس سے اکثر کو حاصل ہیں جن کو علم نہیں ہے۔

ہاں اس کے ماورا وہ کس چیز کی نقالی کرے گا۔

پس بظاہر اس حد تک ہم بخوبی اتفاق رکھتے ہیں کہ نقل کرنے والا شخص ان چیزوں کے اہم امور سے واقف نہیں ہے جن کی وہ نقالی کرتا ہے لہذا نقالی ایک مشغلہ ہے بطور لہو ولعب کے اور کوئی سنجیدہ کام نہیں ہے اور یہ کہ جو لوگ غم انجام قصہ گوئی میں ترقی کرتے ہیں ایابسی ہیں یا انی کے وزن میں اعلیٰ درجہ کے نقال ہیں بلا کسی استثنار کے۔

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

میں نے کہا پس برائے خدا کیا یہ عمل نقالی کا کسی ایسی چیز سے بحث کرتا ہے جو دو بار حقیقت سے دور ہے مجھ کو جواب دو۔

ہاں رکھتا ہے۔

اور ہاں براہ عنایت بیان کرو کہ تم کس طرح انسانی ماہیت کے اس جزو کو بیان کروگے یا جس کی وہ ورزش کرتا ہے اس قوت کی جو اس کے قبضہ میں ہے؟

تصریح کرو کس جزو سے تم مراد لیتے ہو۔

میں تصریح کروں گا - میں یقین کرتا کہ اشیا یکساں قد کے ہم کو از روئے مقدار مختلف معلوم ہوں گے موافق اپنی دوری کے ہماری آنکھوں سے -

ایسے ہی معلوم ہونگے -

اور جو چیزیں پانی کے نیچے خمدار معلوم ہوں گی پانی سے نکال لی جائیں تو سیدھی معلوم ہوں گی - اور وہی چیزیں یا مقعر نظر آئیں گی یا محدب ایک اور قسم کی غلطی اسے رنگوں کے بارے میں آنکھ جس کی ذمہ دار ہے اور صریحا نفس میں ایک قسم کا سخت اضطراب اس طرح کا موجود ہے اور یہی طبیعی کمزوری ہماری ہے کہ جس کو ہر نوع کا سحر دفع کرتا ہے فن کشش یا نیر نجات کے اور دوسرے متعدد ایجادات اسی قسم کے -

سچ ہے -

اور کیا اعمال پیمائش اور حساب اور تول ظاہر نہیں ہوئے جو ہم کو مدد دینے کے ہماری موافقت کی تاکہ اوہام کے فریب کو دفع کریں اور ہمارے باطن میں جو قوت مجمل مفاہیم درجات مقدار اور کمیت اور وزن کے تھے ان کا استیصال کر دیا جائے حکومت اور اصول کی قایم کی جائے جن اصول سے تخمینہ یا پیمائش یا وزن قایم کیا جائے ؟

بلا شبہ -

اور یقیناً ضرور ہے کہ یہ کام ہمارے نفس کے عقلی عنصر کا ہو -

ہاں یقیناً ضرور ہونا چاہئے -

مگر جب یہ عنصر بعد اکثر پیمائش کرنے کے ہم کو خبر دیتا ہے کہ فلاں شے بڑی یا چھوٹی یا برابر دوسری چیز کے ہے تو ظاہر نظر اسی وقت اس کا نقض کرتی ہے جو اسی چیز سے پیدا ہے -

ہاں -

کیا ہم نے نہیں کہا کہ ایک ہی وقت میں اور نفس کے اسی جبر سے محال ہے متناقض رائیں رکھی جائیں انھیں چیزوں کے بارے میں -

ہاں اور یہ کہنا ہمارا بجا و درست تھا -

پس وہ جزء ہمارے نفس کا جس کی رائے پیمائشوں کے مخالف ہے بعینہ وہ جزء نفس نہیں ہو سکتا جو ان سے موافقت رکھتا ہے۔

یقیناً نہیں۔

مگر یقیناً وہ جزء جو پیمائش اور حساب پر اعتماد کرتا ہے ضرور ہے کہ بہترین جزء نفس کا ہو۔

بلاشبہ ہوگا۔

لہٰذا وہ جزء جو نقض کرتا ہے اس جزء کا کوئی کمتر درجہ کا عنصر ہماری ماہیت کا ہو۔

ضرورتاً ایسا ہے۔

یہ وہ امر تھا جس کو میں نے چاہا کہ ہمارے درمیان طے ہو جائے جب میں نے کہا کہ مصوری یا عموماً کل فن نقالی کا ایسے کام میں مشغول ہے جو سچائی سے بہت دور ہو گیا ہے اور یہ مزید براں لزوم رکھتا ہے ہمارے اس جزء سے جو حکمت سے بہت دور ہے اور اس کی آشنا اور دوست ہے کسی خوشگوار یا کسی راست مقصد سے نہیں۔

اس میں کیا کلام ہے۔

پس فن نقالی نالائق آشنا ہے ایک نالائق دوست کی اور مورث ہے ناخلف اولاد کی۔

ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔

کیا یہ کارآمد ہے صرف اس نقالی پر جو مخاطب کرتا ہے اپنی طرف آنکھ کو؟ یا ہم اس کو وسعت دے سکتے ہیں اس چیز کے لئے جو مخاطب کرتا ہے کان کو جس کو میں یقین کرتا ہوں کہ شعر کہتے ہیں؟

غالباً ہم کر سکتے ہیں۔

میں نے کہا اچھا ہم کو صرف ظنی شہادت پر اعتماد نہ کرنا چاہئے جو مصوری سے لی گئی ہے بلکہ ہم کو تحقیقات عمل میں لانا چاہئے عقل کے اس جزو کے متعلق جس کو فن نقالی شعر کا لازم ہے اور ہم کو جانچنا چاہئے کہ یہ بیکار ہے

یا خوب ہے۔

ہاں ہم کو ایسا کرنا چاہیئے۔

اس مقدمہ کو اس طرح بیان کرنا چاہیئے۔ فن نقالی۔ اگر ہم حق پر ہوں۔ انسانوں کی نقل کرتا ہے جو ارادی یا غیر ارادی کاموں میں مصروف رہیں اور جو موافق نیتجہ اپنے کاموں کے اپنے آپ کو خوش حال سمجھتے ہیں یا اس کا عکس اور جو ان تمام حالات میں یا احساس کرنے میں خوشی کا یا رنج کا کیا اس میں کسی چیز کا اضافہ کرنا ہے؟

نہیں کچھ نہیں۔

اب ان مختلف حالات میں انسان کی حالت اتحاد کی ہے؟ یا وہ بذات خود فساد اور جنگ رکھتا ہے اپنے کاموں میں ٹھیک اسی طرح کہ وہ برسر فساد تھا اور متناقض رائیں رکھتا تھا اسی آن میں اسی موضوعات کے متعلق جہاں اس کی نگاہ کا تعلق تھا؛ لیکن مجھ کو یاد ہے کہ اس موضوع پر ضرور نہیں ہے کہ ہم اب متفق ہوں۔ کیونکہ ہم نے اس کو گزشتہ بحثوں میں طے کر لیا تھا قابل اطمینان طریقے سے جس بحث میں ہم نے تسلیم کیا تھا کہ ہمارا نفس وقت واحد میں لاتناہی تعداد تناقضات سے بھرا ہوا ہے۔

ہم حق پر تھے۔

میں نے کہا ہاں مگر کچھ چھوڑ دیا تھا میرے خیال میں اب اس سے بحث کرنے کی ضرورت ہے۔

وہ کیا تھا؟

ہم نے کہا۔ میں یقین کرتا ہوں۔ بالفعل کہ ایک نیک آدمی پر کوئی مصیبت پڑ جائے مثلاً کسی لڑکے کا فوت ہو جانا یا اور ایسی کوئی چیز جس کی وہ اعلیٰ درجہ کی قدر کرتا تھا تو وہ اس مصیبت کو نہایت آسانی سے برداشت کر لیگا بہ نسبت کسی دوسرے کے۔

یقیناً وہ کر لیگا۔

مگر اب ہم کو یہ آزمانا ہے کہ اس کو بالکل رنج نہ ہوگا یا چونکہ یہ

غیر ممکن ہے یا وہ کسی قسم کا اعتدال اس رنج میں مشاہدہ کرے گا۔

یہ پچھلا بیان زیادہ سچا ہے۔

اب میں اس کے متعلق ایک سوال کرنا چاہتا ہوں۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ وہ اپنے رنج سے لڑے گا اور اس کی بہت مزاحمت کرے گا جبکہ آنکھیں اس کے برابر والوں کی اس پر لگی ہوں گی یا جب وہ تنہا خلوت میں ہوگا؟

میں خیال کرتا ہوں کہ وہ بہت ہی زیادہ مزاحمت کرے گا جب وہ پیش نظر ہوگا۔ لیکن جب وہ تنہا ہوگا میں گمان کرتا ہوں کہ وہ بہت کچھ کہنے کی جرائت کرے گا جس کو وہ دوسرا شخص اگر سنتا ہو تو کہتے ہوئے شرمائیگا۔ اور وہ بہت کچھ کرے گا جس کو کوئی شخص اگر دیکھتا ہو تو نہ پسند کرے گا کہ کیا جائے۔

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

پس وہ چیز جو اس کو مزاحمت پر آمادہ کرتی ہے وہ عقل اور قانون ہے کیا نہیں ہے؟ درحالیکہ وہ جو اس کو غم و اندوہ میں مشغول رکھتی ہے وہ خود مصیبت ہے؟

سچ ہے۔

لیکن جب دو متقابل کشش ہوں ایک آدمی میں ایک ہی وقت میں ایک ہی شئے کے متعلق تو وہ ہمارے مسئلے کے موافق وہ دوہرا آدمی ہے۔

اس کو ضرور ہونا چاہئیے۔

کیا ایک جزو اس کا قانونی ہدایتوں کی متابعت کے لئے تیار نہیں ہے؟

وہ کیا ہیں؟

قانون ان سے کہتا ہے جس قدر ممکن ہو بہترین عمل اس کے لئے مصائب میں خاموشی ہے اور مزاحمت کرنا جملہ حسیات عدم قناعت کا کیونکہ جو امور آسمان سے نازل ہوتے ہیں ان میں نیکی اور بدی کی مقدار کا تخمینہ

کرنا ممکن نہیں ہے اور مع ہذا بے صبری ہم کو ترقی میں کوئی فائدہ نہیں پہنچاتی اور چونکہ اس کے امور زندگی میں سے کوئی بھی بھاری اضطراب کے سزادار نہیں ہے درحالیکہ رنج اس خصلت کا سدباب کرتا ہے جس کو ہمیں مصائب میں اختیار کرنا چاہیئے بلا توقف ایک لمحہ کے۔

تم کس کی طرف اشارہ کرتے ہو؟

یہ ہمارا فرض ہے کہ جو حادثہ ہوا ہو اور امور اس طرح ترتیب دیں جو ضرورت کے موافق ہوں جن کو عقل سب سے بہتر کہتی ہے مثل اس بازیگر کے جو اپنے مہروں کو اس طرح اٹھاتا ہے جو کھیل کے مناسب ہو یعنے موافق ان مہروں کے جن کو پھینک چکا ہے اور عوض میں مجروح حصہ بدن کے بچے جن کو گرنے کے بعد دبوچ لیتے ہیں بعد اور چیختے ہیں ہم کو چاہئے کہ نفس کو اس کا عادی کریں کہ جلد تر شفا حاصل ہو اور جہاں چوٹ کھائی ہے اس کی اصلاح ہو اور گریہ وزاری کو موقوف کریں اور دوا سے مدد دیں۔

یقیناً عالم مصیبت میں یہ بہترین خصلت ہے۔

پس بہتر جزو ہمارا ہم کہتے ہیں کہ عقل سے ہدایت پانے پر راضی ہے!

ظاہرا راضی ہے۔

بہتر جزو ہمارا رضامند ہے کہ عقل اس کی رہنما ہو۔

ظاہرا ایسا ہوتا ہے۔

بجانب دیگر کیا ہم یہ نہ مانیں گے کہ وہ عنصر جو ہم کو مصیبت پر رنج کرنے کے لئے آمادہ کرتا ہے اور جس میں غیر تسلی پذیر خواہش گریہ وزاری کی ہے یہ عنصر غیر عقلی اور معطل ہے اور بزدلی کو دوست رکھتا ہے؟

یقیناً ہم ایسا کریں گے۔

جب یہ صورت ہے تو بد مزاجی لامتناہی مواد واسطے نقالی کے مہیا کرتی ہے درحالیکہ وہ مزاج جو دانشمند اور سنجیدہ ہے ہمیشہ ایک حالت پر رہتا ہے اور غیر متبدل ہے کہ اس کی نقالی سہولت سے نہیں ہو سکتی اور

نقالی کی جاتی ہے تو وہ سہولت سے سمجھ میں نہیں آتی خصوصاً ایک عام جماعت کثیر کے فہم میں جس میں جملہ انواع کے اشخاص ہوں جو کسی تھیٹر میں جمع ہوں کیونکہ وہ لوگ ایک ریاست کی نقل کا مشاہدہ کرتے ہیں جو غلطی پر نہیں ہوں جو ان کی ذاتی ریاست ہونے سے بسا بعید ہے۔

اس میں کچھ کلام نہیں ہے۔

لہذا یہ صاف ہے کہ نقالی شاعر اشیاء کی ماہیت میں کوئی کام نہیں رکھتا نفس کی خاموش مزاجی سے اور اس کی عقل خوش نہیں کرتی اگر اس کا مقصد ہے کہ دنیا میں شہرت حاصل ہو لیکن اس کو کام بڑا ہے زود رنجی اور تلون مزاجی سے کیونکہ اس کی نقل بسہولت ہو سکتی ہے۔

یہ صاف ظاہر ہے۔

پس اب ہم کو جائز ہوگا کہ اس پر ہاتھ ڈالیں اور اس کو مصور کے ساتھ ایک ہمواری میں رکھیں کیونکہ وہ مصور کے مشابہ ہے ایسی چیزیں پیدا کرنے میں جو کسی کام کی نہیں ہیں بلکہ ان کو سچائی کے معیار سے جانچیں اور وہ اس امر میں بھی مشابہ ہے کہ وہ نفس کے ایک جزو سے تعلق رکھتا ہے جو مثل اس کے ہے نہ کہ بہترین جز کے ساتھ۔ اور جب یہ صورت ہے اب سے ہم کو جائز ہوگا کہ ان کے ایسی ریاست میں داخل کرنے سے انکار کریں جو خوشی سے ایک عمدہ آئین کا لطف اٹھائیگا اس سبب سے کہ وہ تحریک دیگا خوراک پہنچائیگا اور قوت دیگا اس ہیچکارہ جز کو اپنے نفس کے اور اس طرح عقلی جز کو مثل اس شخص کے جو کسی ریاست کے آوارہ ارکان کے ہاتھوں کو قوت بخشے اور ان کو اعلیٰ درجہ قوت پر ترقی دے اور اسی حال میں تعلیم یافتہ طبقہ کو ہلاک کرے ٹھیک اسی طریقے سے ہم کہیں گے کہ نقال شاعر ایک خراب آئین نفس میں ہر فرد کے اس غیر حاس جز جو بڑے کو چھوٹے سے تمیز دینے کے بدلے انھیں چیزوں کو کبھی بڑا سمجھتا ہے کبھی چھوٹا اور وہی صورتیں بناتا ہے جو حقیقت سے بسا بعید ہیں۔

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

میں نے کہا لیکن ابھی تک ہم نے سب سے سنگین جرم شکایت نامے میں درج نہیں کیا کیونکہ وہ شعر کثرت سے نیک لوگوں کو بھی نقصان پہنچا سکتی ہے میرے خیال میں یہ ایک ایسا جرم ہے جس کا رنگ نہایت شوخ اگہرا ہے۔

اس میں کچھ شک نہیں بشرطیکہ شکایت نامہ مسلم ہو۔

متوجہ ہو اور پھر فیصلہ کرو۔ ہم میں سے بہترین۔ مجھے یقین ہے جب ان مقامات کو سنتے ہیں جو ہومر نے یا اور کسی ٹریجیڈی لکھنے والے شاعر نے کسی ہیرو کی مصیبت کا بیان کیا ہے جو اس کے ماتم میں ایک طولانی تقریر تالیف کرتا ہے اور شاید بعض اشخاص سینہ زنی اور نوحہ وزاری میں مصروف ہیں اور اس کو نالہ موزون میں ادا کرتا ہے خوش ہوتے ہیں جیسا کہ تم کو معلوم ہے اور ہماری راہنمائی کرتا ہے تاکہ ہم صاحب غم سے ہمدردی کریں اور اس شاعر کی تعریف کرتا ہے جو ہم پر تاحد امکان ایسی حالت ذہنی طاری کرتا ہے۔

میں جانتا ہوں بیشک ایسا ہے

لیکن جب یہ غم ہم میں سے کسی ایک کے دل میں موثر ہوتا ہے تم جانتے ہو کہ ہم بمقابلہ اس خصلت کے دوسری خصلت کے لوگوں پر فخر کرتے ہیں ہے جو اس کی ضد ہے کہ ہم خاموشی سے اس کے برداشت کرنے کی قابلیت رکھتے ہیں کیونکہ ہمارے قیاس میں یہ خصلت مردانہ ہے درحالیکہ وہ خصلت جس کی اس کے بیشتر ہم نے ستائش کی تھی زنانہ ہے۔

اس نے کہا میں اس سے واقف ہوں

پس کیا یہ ستائش بجا اور درست ہے؟ میری مراد یہ ہے کہ کیا خوش ہونا بجا ہے اور تعریف کرنا چاہئے بجائے نفرت کے جبکہ ایک شخص کو دیکھنا ہے کہ وہ ایسا وطیرہ اختیار کرتا ہے جس سے متنفر ہو اور خود ویسا کرنے نادم اور خجل ہو؟

اس نے جواب دیا نہیں بیشک یہ معقول نہیں معلوم ہوتا۔

میں نے کہا نہیں معقول نہیں معلوم ہوتا اگر اس کو ایک اور روشنی میں دیکھو
کس روشنی میں؟
اگر تم غور کرو کہ جو جذبہ و قوت کے ساتھ دبایا گیا ہے جب ہماری مصیبتیں گزری ہیں جو جذبہ رونے اور نوحہ کرنے کی رعایت کا بذات خود بھوکا ہے پورے طور سے بلا کسی روک ٹوک کے کیونکہ یہ اس کی طبیعت ہے کہ اس تشفی کی طمع رکھتی ہو — یہ وہی جذبہ ہے جس کو شاعر غذا دیتے ہیں کہ وہ سیر ہو جائے اور ان بیانات سے محظوظ ہوتا ہے اور یہ کہ اس کے ساتھ ہی وہ جز ہمارا جو از روئے طبیعت سب سے شریف تر ہے اسکی تربیت کافی عقل اور عادت سے نہیں ہوئی ہے وہ اس طبعی طور شکایت کرنے والے جز کی نگھبانی میں سستی کرتا ہے کیونکہ وہ دوسرں کی رنجیدگی کا اندازہ رکھتا ہے اور کیونکہ دوسرے آدمی کی ستائش کرنا اور رحم کھانا اس کے نزدیک بد نہیں ہے ایسے شخص کے ساتھ جو نیک ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اگرچہ اس کا رنج بے وقت ہے فی الواقع وہ لذت کو نفع کی حیثیت سے دیکھتا ہے اور وہ راضی نہ ہوگا کہ اس لذت سے محروم رہے اگرچہ پوری نظم اس کی تحقیر میں ہو۔ کیونکہ چند ہی آدمیوں کو یہ قابلیت بخشی گئی ہے کہ وہ یہ تصور کریں کہ سیرت دوسرے لوگوں کی ضرور ہے کہ ہماری سیرت پر موثر ہو اور یہ سہل نہیں ہے کہ رحم کے اصول کو قوت دینے کے بعد دوسروں کی تکلیفوں سے کہ اپنی طبیعت کی مزاحمت کی جائے جب ہم پر خود مصیبت پڑے۔

یہ بالکل سچ ہے۔

کیا یہی استدلال مزاح پر نہیں جاری ہو سکتا ہے جن کے ارتکاب سے تم خود شرماؤ گے لیکن مذاقیہ نقلوں یا آپس کے میل جول میں بھی تم ان کو سن کے خوش ہو گے اور اس کو بد اخلاقی سمجھ کے نفرت نہ کرو گے۔ یہاں بھی وہی کرو گے جو رحم کے باب میں کیا؟ کیونکہ ایسے موقعوں پر تم اس عنصر کو اختیار کر دیتے ہو جس کو بجائے خود تم عقل سے روکتے ہو جبکہ مجبوراً ہنسی کو تحریک ہوتی ہے تم ڈرتے ہو کہیں مسخرے نہ مشہور ہو جاؤ۔ اور اس طرح

اس کو قوت اور روح تم کو اکثر اپنے چال چلن میں اس کی ترغیب ہوئی بغیر تمہارے علم کے اور تم نے ظریف شاعر کی خصلت اختیار کر لی۔

بالکل سچ ہے۔

اور درصورت عشق اور غضب اور جملہ ذہنی احساسات آرزو رنج اور مسرت جس کے باب میں ہم کو یقین ہے کہ وہ ہمارے تمام افعال کیساتھ رہتے ہیں یہ درست نہیں ہے کہ شاعرانہ نقالی ہم پر متشابہ آثار طاری کرتی ہے؟ کیونکہ یہ آبیاری اور پرورش کرتا ہے ان جذبات کی جو قحط آب سے پژمردہ ہو جاتے اور وہ ہمارے حاکم بنجاتے ہیں جبکہ ان کو ہماری رعیت ہونا چاہیئے اگر ہم چاہتے ہوں کہ بہتر اور سعید ہو جائیں بجائے بد اور زیادہ ترشقی ہو جانے کے۔

میں اس کا انکار نہیں کر سکتا۔

پس گلاکن جب کبھی ہومر کے ستائش گروں سے ملاقات کرو جو تم سے کہیں کہ اس نے یونان کو تعلیم کیا ہے اور اس کو اختیار کرنا چاہیئے اور اس کو بہ نظر نظم ونسق اور ہدایت انسانی معاملات کے مطالعہ کرنا چاہیے اور چاہیے کہ انسان اپنی پوری زندگی کے مسلک کی درستی کے لیے اُس کی ہدایات سے مستفید ہو تمہارا فرض ہوگا کہ تم براہ محبت ان کے شکر گزار رہو وہ تا امکان خود نہایت لائق و فائق ہیں اور اس امر کو تسلیم کرنا چاہیئے کہ ہومر عظم انجام افسانوں کی تصنیف میں سب سے اول اور سب سے بڑا ہے مگر تم کو بھولنا نہ چاہیئے کہ باستثناء دیوتاؤں کی مناجاتوں کے اور نیکوں کی ثناخوانی کے نظم کو کسی ریاست میں دخل نہ دینا چاہیے کیونکہ اگر تم اعلیٰ درجہ کی شاعرانہ طبیعت کی سرستی تغزل اور رزمیہ شاعری کو دخل دوگے تو لذت اور الم کا اقتدار تمہاری ریاست میں کارفرما ہوگا عوض قانون اور دیگر اصول کے جو ہر عہد میں یہ اقرار عقلائے زمانہ عقل کے مطابق ہیں۔

یہ بالکل سچ ہے۔

مضمون شعر کی طرف پھر رجوع کر کے میں نے کہا۔ اس کا وقاع ثابت ہوگا کہ ہمارا سابق کا فیصلہ بالکل معقول ہے کہ ہم کو اپنی ریاست سے اس تلاش کو خارج کردینا چاہئیے جس میں ایسے رجحانات ہیں جن کو ہم نے بیان کیا ہے کیونکہ ایسا کرنا عقل کی متابعت ہے۔ مگر شاعری ہم پر کسی حد تک سخت اور خشن ہونے کا الزام نہ لگائے۔ چاہیئے کہ ہم اس کو مخاطب کر کے یہ کہنا چاہئیے کہ ایک قدیم مناقشہ فلسفہ اور شاعری چلا آتا ہے کیونکہ یہ اشعار

یہ بھونکنے والا کتے کا پلا جو اپنے مالک پر بھونکتا ہے۔

اور

وہ بہت قوی ہے لایعنی گفتار میں حمقا کی

اور

امیرانہ مجمع خدا یگانی جماعتوں کا۔

اور

غریب ہیں یہ نازک خیال اشخاص۔

اور ایسے ہزاروں اور نشانیاں ہیں ایک قدیم خصومت کی دونوں میں۔ مگر قطع نظر اس کے ہم کو تسلیم کرنا چاہیئے کہ اگر شاعری جس کا انجام خوش کرنا ہے اور نقل کوئی معقول وجوہ اس کے دے سکتے ہیں جس سے ثابت ہو کہ ان کو ایک عمدہ آئینی ریاست میں موجود ہونا چاہیئے تو انکا بڑی مسرت کے ساتھ دوبارہ خیر مقدم کر کے ان کو مان لیں گے۔ کیونکہ ہم کو اس کا شعور ہے کہ ہم خود ایسی شاعری سے مسحور ہو گئے تھے اگرچہ یہ معصیت ہے کہ حقیقت کے راز کو افشا کریں کیا اے میرے دوست میرا یہ خیال درست نہیں ہے کہ خود تم پر بھی شاعری کا جادو چل گیا تھا۔ خصوصاً جب تم اس پر ہومر کے زیر ہدایت غور کرتے ہو؟

ہاں میں بقوت مسحور ہو گیا تھا۔

تو کیا یہ عدالت نہیں ہے کہ فتویٰ جلاوطن کا شاعری پر نافذ رہے جب تک کہ وہ اپنا دفاع بصورت تغزل یا کسی اور وزن مناسب کیساتھ؟

یقیناً ایسا ہے۔

اور میں خیال کرتا ہوں کہ ہم بھی شاعری کے ان سرپرستوں کو جو اس پر شیدا ہیں مگر خود شاعر نہیں ہیں اجازت دیں گے کہ اس کی حمایت کریں نثر میں اس امر کو مان گے کہ وہ صرف مسرت بخش نہیں ہے بلکہ نافع اس تعلق کے لحاظ سے جو اس کو حکومتوں سے ہے اور انسان کی زندگی اور اس کی وکالت کو مہربان ہو کے سنیں گے کیونکہ ہم نفع میں رہیں گے بخیال خود اگر شاعری کی نسبت یہ ثابت ہو جائے کہ وہ نافع بھی ہے اور خوشگوار بھی۔

بلاشک ہم کو نفع ہو گا۔

اگر ایسا نہ ہو تو پھر اس صورت میں اے میرے عزیز دوست ہم کو کیوں سبق لینا چاہئے ایسے اشخاص سے جو ایک چیز پر مفتون ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں خواہش کے منکر ہیں بہر صورت اگر اسکو مضر خیال کریں کیونکہ اگرچہ محبت ایسی شاعری کی جس نے ہم میں ترقی کی ہے ہمارے قابل قدر آئین کے ماتحت رہ کے۔ ایسی شاعری کی ہم دل سے آرزو کریں گے کہ یہ نہایت عمدگی کیساتھ ظاہر ہو اور سچ ہو۔ اب بھی جب وہ اپنے دفاع پر قادر نہ ہو تو ہم اپنی حفاظت کریں گے اور جب اس کا دفاع سنیں گے تو باطن میں افسون کی طرح اس دلیل کو دہراتے رہیں گے جس کو ابھی ہم نے ختم کیا ہے اور اپنی حفاظت کریں گے کہیں ایسا تو نہ ہو کہ بچوں کی طرح نئے سر سے اس آرزو کے غار میں گر پڑیں جس کو اکثر لوگ تسلیم کرتے ہیں۔ بہرطور ہم نے سیکھا ہے کہ ہم کو ایسی شاعری کے پیچھے نہ پڑنا چاہئے اس اعتقاد سے کہ حقیقت اس میں داخل ہے اور یہ خوب ہے بخلاف اس کے سننے والا خطرہ کے اندیشے سے کہ وہ آئین جو اس کی ذات میں مضمر ہے کہیں شکست نہ ہو جائے اس پر فرض ہے کہ اس سے اپنی حفاظت کرے اور اس رائے کو اختیار کرے جو ہم نے اس مضمون پر ظاہر کی ہے۔

میں بالکل تمھارے ساتھ اتفاق کرتا ہوں۔

بیشک میرے عزیز گلاکن یہ انتخاب کہ اچھا آدمی ہونا چاہئے یا برا

اس میں بڑی جوکھوں ہے ہاں اُس جوکھوں سے زیادہ جو لوگ گمان کرتے ہیں۔ لہذا عدالت سے اور باقی ماندہ نیکیوں سے بے پروا ہونا غلطی ہے عزت یا دولت یا قوت یا خود شاعری کے ولولہ میں۔

ہماری تحقیق کے خاتمہ پر اس نے جواب دیا کہ میں تم سے اتفاق کرتا ہوں اور مجھے گمان ہے کہ میرے سوا اور جو ہوگا وہ بھی اتفاق کرے گا۔

میں نے کہا اور ہم نے ابھی تک نیکی کی اصل اجر پر بحث نہیں کی ہے اور اعظم انعام جو اس کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔

اگر اور انعامات ہوں جو ان سے بھی عظیم ہوں جن کا ذکر کیا ہے تو ان کی مقدار عجیب و غریب ہوگی۔

میں نے جواب دیا کیونکر کوئی شئے عظیم تھوڑے سے وقت میں سما سکتی ہے؟

اور تمام مقدار بچپن اور بڑھاپے میں بمقابلہ سرمد کے۔

بلکہ اس کو تو لاشئے محض کہو۔

پھر کیا تم خیال کرتے ہو کہ یہ فریضہ ایک غیر فانی شئے کا ہے کہ خود اس ناچیز فصل کے بارے میں تکلیف اُٹھائے نہ کہ سرمد کے باب میں۔

میرے خیال میں اس کو چاہئے کہ سرمد کے باب میں مصروف ہو مگر تم اس سے کیا مراد لیتے ہو۔

میں نے پوچھا کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا نفس لافانی ہے اور کبھی نہیں مرتا؟

اس نے مجھ کو دیکھا اور متعجب ہو کے کہا۔ نہیں درحقیقت مجھے نہیں معلوم مگر کیا تم اس مسئلہ کو ثابت کر سکتے ہو؟

میں نے جواب دیا ہاں چونکہ میں ایک ایماندار آدمی ہوں اور میں خیال کرتا ہوں کہ تم بھی کر سکتے ہو۔ ایسا کرنا نہایت آسان ہے۔

اس نے کہا میرے لئے نہیں میں تم سے اس کو سن کے خوش ہوں گا جو تمھارے حساب سے ایسا آسان ہے۔

مہربانی کر کے سنو۔

بہر طور بیان کر چلو۔

تم ایک چیز کو اچھا کہتے ہو اور دوسری چیز کو بُرا؟

میں ایسا کرتا ہوں۔

اور تم یہی رائے دونوں لفظوں کے معنی کے متعلق بھی رکھتے ہو؟

کیا رائے رکھتے ہو؟

تم کیا رائے رکھتے ہو؟

میں مانتا ہوں کہ لفظ بد میں شامل ہر ایسی چیز جو مفسد اور مخرب ہے اور نیک میں ہر چیز جو حفاظت کرتی ہے اور نفع پہنچاتی ہے۔

میں ایسا ہی کرتا ہوں۔

اور تم یہ بھی مانتے ہو کہ ہر چیز میں خاص بُرائی اور بھلائی ہے؟ تم کہتے ہو مثلاً کہ آنکھوں میں بُرائی آشوب چشم کی ہے۔ اور کل بدن میں استعداد مرض کی ہے اناج میں گروی لگ جانے کی جو بینہ میں گھن لگنے کی تانبے اور لوہے میں زنگ کی یا دوسری لفظوں میں تقریباً ہر چیز کے ساتھ کوئی پیدائشی خرابی ہے اور روگ لگا ہوا ہے؟

میں یہ مانتا ہوں۔

اور کیا یہ صورت نہیں ہے کہ جب کسی چیز کو ایسا کوئی مرض عارض ہوتا ہے تو وہ خراب ہو جاتی ہے اور بالآخر بالکل شکست ہو کر اس سے فاسد ہو جاتی ہے؟

بلاشبہ ایسا ہوتا ہے۔

لہٰذا ہر چیز اپنے پیدائشی روگ اور بدی سے خراب ہو جاتی ہے ورنہ اگر اس ہمزاد روگ سے تباہ نہ ہو تو کوئی ایسی شے نہیں ہے جو اسکو خراب کر سکے کیونکہ جو چیز نیک ہے وہ ہرگز کسی چیز کو تباہ نہ کریگی اور نہ وہ چیز جو نہ نیک ہے نہ بد۔

بیشک نہیں۔

پس اگر ہم اشیائے موجودہ میں ایسی کوئی چیز پا سکیں جو کسی خاص خرابی کی صلاحیت رکھتی ہے وہ بیشک اس کو ضرر پہنچائے گی لیکن شکست نہ کر سکے اور نہ تباہ کر سکے تو کیا ہم کو فوراً یقین نہ ہو جائے گا کہ جس چیز کی ایسی ترکیب ہے فنا نہیں ہو سکتی؟

یہ معقول نتیجہ ہو گا۔

تو کیا نفس ایسے عارضہ کی صلاحیت رکھتا ہے جو اس کو بد کر سکتا ہے؟

یقیناً ایسا ہے۔

وہ تمام چیزیں جن پر عنقریب بحث ہو رہی ہے تھی ——— ناانصافی و بے اعتدالی و بزدلی و جہالت ——— یہ نتیجہ پیدا کرتی ہیں جب یہ صورت ہے تو کیا ان میں سے کوئی چیز نفس کی خرابی یا فساد کی باعث ہو سکتی ہے؟ اس کو خوب اندیشہ کر لو۔ تاکہ ہم کو دھوکا نہ ہو کہ ہم یہ سمجھ لیں کہ جب کہ جرائم ظالم اور احمق آدمی کے پکڑے گئے تو وہ اپنے ظلم سے فنا ہو جائیگا جو کہ ایک رذیل حالت نفس کی ہے۔ نہیں اس مقدمہ پر اس طرح غور کرو۔ گری ہوئی حالت بدن کی یعنی بیماری ضائع کرتی ہے اور فنا کر دیتی ہے بدن کو اور اس حالت کو پہنچا دیتی ہے کہ وہ بدن نہیں باقی رہتا اور جملہ اشیاء جن کا ہم نے ابھی نام لیا ہے اپنی خاص بدی کو پہنچ جاتی ہیں جو خراب کرتی ہے ان کو بہ سبب اتصال یا ساتھ رہنے کے ایسی حالت کو جس میں اس کی ہستی موجود نہیں میں سچ کہتا ہوں یا نہیں؟

ہاں۔

پس اسی طریقہ پر نفس کا امتحان کرو۔ کیا یہ صحیح ہے کہ جب ظلم اور دوسری برائیاں نفس میں جاگزیں ہوتی ہیں تو وہ اپنے اتصال اور ہمسائگی سے اس کو خراب اور افسردہ کر دیتی ہیں یہاں تک کہ وہ اس کو موت کے قریب کر دیتی ہیں اور جسم سے اس کو جدا کر دیتی ہیں؟

یقیناً وہ یہ اثر نہیں پیدا کرتیں۔

اچھا اگر بجائے دیگر یہ فرض کرنا غیر معقول ہے کہ کوئی شے دوسری شے کی خرابی سے فنا ہو جاتی ہے اگرچہ وہ اپنی ذاتی خرابی سے فنا نہ ہو۔

ہاں یہ غیر معقول ہے۔

ہاں اے گلاکن یہ ہے کیونکہ تم کو ضرور یاد ہو گا کہ ہم نہیں خیال کرتے کہ بدن خاص خرابی سے غذا کی وہ جو کچھ ہو خواہ پھپوندی سے خواہ سڑ جانے سے یا اور کچھ۔ لیکن جب فساد خود غذا کا بدن میں بے انتظامی پیدا کرے جو بدن کے لئے مخصوص ہو تو ہم کہیں گے کہ بدن کی خرابی کی علت بعیدہ اس کی غذا ہے لیکن اس کی خاص برائی یا مرض بلا فصل علت ہے۔ اور ہم اس مفہوم سے دست بردار ہو جائیں گے کہ جسم خراب ہو سکتا ہے خرابی سے اپنی غذا کی جو ایک جداگانہ شے ہے بدن سے ـــــ یعنی یہ مفہوم کہ بدن خراب ہو سکتا ہے داخل ہونے سے ایک اجنبی بدی کے بغیر داخل ہونے اپنی ذاتی طبیعی بدی کے۔

تم بالکل صحیح کہتے ہو۔

میں نے کہا پس اسی استدلال کے موافق خرابی بدن کی نفس میں خرابی نفس کی پیدا کرے ہم یہ کبھی نہ مانیں گے کہ نفس فنا ہو سکتا ہے ایک بیگانہ بدی سے بغیر داخل ہونے اپنی ذاتی مرض کے۔ کیونکہ یہ ماننا پڑیگا کہ ایک شے فنا ہو سکتی ہے بدی سے دوسری شے کی۔

یہ بیان معقول ہے۔

اچھا پس ہم کو یا تو یہ مسئلہ رد کرنا چاہیے اور اپنی غلطی ظاہر کر دینا چاہیے ورنہ جب تک یہ مسئلہ بغیر تردید کے باقی رہے تو ہم کو ہرگز نہ کہنا چاہیئے کہ بخار یا کوئی اور مرض یا مہلک تشدد یا یہ کہ پورا بدن پرزے پرزے کر دیا جائے یہ افعال کوئی رجحان اس قسم کا رکھتے ہیں کہ نفس کو فنا کر دیں۔ جب تک کہ برہان سے ثابت نہ ہو کہ بطور نتیجہ بدن کے ساتھ اس سلوک کے نفس خود زیادہ ظالم یا زیادہ غیر مقدس ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جب تک کوئی شے کو مستثنیٰ ہے اپنی ذاتی بدی سے جبکہ ایک بدی جو اس سے مغایرت

رکھتی ہے اور وہ کسی اور موضوع میں ظاہر ہوتی ہے تو ہم یہ نہ کہنے دیں گے کہ یہ شے خواہ وہ نفس ہو یا کوئی اور شئے ہو فنا کے خطرے میں ہے۔

ہاں یقیناً کوئی شخص کبھی نہ ثابت کریگا کہ نفوس مرنے والوں کے زیادہ ظالم ہو جاتے ہیں موت کے باعث ہے۔

مگر درصورت اس امر کے کہ کوئی شخص جرأت کر کے اس حجت کا مقابلہ کرے اور کہے کہ مرنے والا انسان زیادہ رذیل ہو جاتا ہے اور ظالم تاکہ مجبوری سے اس کو یہ نہ تسلیم کرنا پڑے کہ نفس لافانی ہے۔ میں فرض کرتا ہوں کہ ہم کو یہ نتیجہ نکالنا پڑے کہ اگر معترض بجا کہتا ہے تو ظلم ایسا ہی مہلک ہے جیسے مرض صاحب مرض کے لئے اور ہم توقع کریں گے کہ جن لوگوں کو یہ بالخصوص مہلک مرض عارض ہوا اس کے فعل سے مر جائیں گے جلد یا دیر میں مطابق شدت اس کے حملے کے بالعوض اس کے ہم دیکھتے ہیں کہ ظالم قتل کئے جاتے ہیں یہ بسبب ظلم کے بذریعہ فعل دوسرے لوگوں کے جو ان کو ان کے جرموں کی پاداش میں تعذیر دیتے ہیں۔

پس اس نے کہا درحقیقت ظلم نہایت خطرناک چیز نہیں خیال کیا جاسکتا صاحب ظلم کے یہ مہلک ہے کیونکہ اس صورت میں برائیوں سے آزادی دیتا ہے۔ لیکن میں اس خیال پر مائل ہوں کہ بخلاف اس کے ہم کو معلوم ہوگا کہ یہ اور لوگوں کے قتل کا باعث ہوتا ہے تا امکان درحالیکہ یہ صاحب ظلم کو ایک خاص زندہ دلی عطا کرتا ہے اور زندہ دلی کے ساتھ بیخوابی بھی ۔ اس وسعت اور استقلال کے ساتھ یہ بحسب ظاہر ظالم کو تباہی کے رجحان سے دور رکھتا ہے۔

میں نے جواب دیا تم نے خوب کہا۔ کیونکہ یقیناً نفس قتل نہیں کیا جاسکتا نہ تباہ ہو سکتا ہے اپنی خرابی اور اپنی بدی کے سبب سے۔ بدی بدشواری جس کو ایک دوسری چیز کی تباہی سپرد کی گئی ہے تباہ کرے نفس کو یا کسی اور چیز کو ماورا اپنے مخصوص معروض کے۔

ہاں بدشواری : کم از کم یہ طبیعی نتیجہ ہے۔

لہذا اگر یہ بدی سے تباہ ہو جائے خواہ اس سے بیگانہ ہو خواہ ذاتی بدی ہو یہ صاف ظاہر ہے کہ نفس ہمیشہ موجود رہے گا فلہذا لافانی ہے۔

ضرور ہے۔

پس میں نے کہا اس صورت میں چاہیے کہ ہم اس کو مسلم خیال کریں۔ اور اگر ایسا ہو تو تم سمجھتے ہو کہ جو نفوس کہ موجود ہیں وہ ہمیشہ اسی حالت پر باقی رہیں گے۔ کیونکہ جب کوئی فنا نہ ہوگا تو وہ کم نہ ہونگے نہ زیادہ کیونکہ اگر لافانی کے طبقہ سے اگر کوئی شے تعداد میں زیادہ ہو جائے تو تم جانتے ہو کہ کسی شے فانی نے اس کی تعداد کے اضافے میں مدد دی ہوگی اس صورت میں ہر شے بالآخر لافانی ہو جائیگی۔

سچ ہے۔

لیکن عقل اس رائے کے اختیار کرنے کو منع کرتی ہے۔ لہذا ہم اس کو نہ تسلیم کریں گے۔ بجائے دیگر ہم نہ مانیں گے کہ نفس اپنے حد ذات میں اور خود نظر کر کے خیال کیا جا سکتا ہے کہ معمور ہو غیر مماثل اور غیر متوافق کثرت سے۔

تمھاری کیا مراد ہے؟

کوئی چیز سہولت کے ساتھ لافانی نہیں ہو سکتی جیسا کہ ہم نے نفس کو ثابت کیا ہے۔ اگر یہ مرکب ہو متعدد اجزا سے۔ اور اگر طریقہ ترکیب کا جو کام میں لایا گیا ہے بہترین نہیں ہے۔

غالباً ہو نہیں سکتا۔

ہمارے استدلال حاضرہ سے نفس کی لافانیت ایسی ثابت ہو چکی ہے کہ کسی شک وشبہ کی رسائی وہاں تک نہیں ہے اور اس پر اور براہین کا اضافہ ہو سکتا ہے: لیکن اس کی اصلی ماہیت کے سمجھنے کے لئے ہم کو اس پر نظر کرنا چاہیے، جیسے اب ہم نظر کرتے ہیں جبکہ اس کی ماہیت خراب ہو چکی ہے جسم کی ملازمت سے اور دوسری برائیوں سے۔ ہم کو چاہیے کہ بذریعہ استدلال کے اس پر غور کریں تاکہ اس کی غیر مشوش صرافت ظاہر ہو اسوقت

اس کا حسن کامل دریافت ہوگا اور ماہیت عدل اور ظلم کی جس پر بحث ہو چکی ہے من جمیع الوجوہ صراحتہً آشکارا ہو گی مگر ہم نے اس کی ایسی حالت پر نظر کی ہے جو مشابہ ہے سمندر کے دیوتا گلاد گوس سے جس کی اصلی ماہیت اب کسی طرح نظر سے معلوم نہیں ہو سکتی کیونکہ قدیم ارکان اس کے بدن کی یا تو شکست ہو گئے ہیں یا کچل گئے ہیں اور ہر طرح امواج بحر کے تلاطم سے خراب ہو گئے ہیں اور اس لئے کہ خارجی اشیاء جیسے گھونگھیاں اور سوار اور پتھروں کا اس پر کثرت کے ساتھ مجمع ہو گیا ہے اب اس کو قریبی مشابہت ہے کسی وحشی بہیمہ سے نہ اپنی اصلی ماہیت سے نفس جس پر ہم غور کر رہے ہیں اس کا بھی یہی حال ہے ہزاروں برائیوں میں آلودہ ہے۔ مگر ہم کو چاہیئے کہ اپنی توجہ اس کے ایک ہی جزء پر مبذول کریں اے گلاکن۔

کس جزء پر؟

اس کی عقل دوستی پر تا کہ ہم کو معلوم ہو کہ یہ کس جز سے ملصق ہے۔ اور کس چیز سے ممارست کا آرزومند ہے کیونکہ اس کو اتصال قریب ہے الٰہی غیر فانی اور قدیم سے۔ اور یہ کیا ہو جائے اگر اس نے الٰہی جوہر کا تعاقب کیا ہوتا اور اس تحریک سے جو وہاں سے ماخوذ ہے اس سمندر سے نکال لیا جائے جس میں اب غرق ہے اور پتھر اور گھونگھے اور سوار وغیرہ سے بدنما حجری مواد سے صاف و پاک کر دیا جائے جس کے ساتھ ازبسکہ مٹی اس کی خوراک رہی ہے اس پر اس کا ہجوم ہے جو کہ نتیجہ ہے ان ضیافتوں کا جس کو ہم عیش و نشاط کہتے ہیں۔ اور پھر ہم کو دیکھنا چاہیئے کہ درحقیقت وہ کثیر ہے یا وحدانی یا اس کی ساخت اور سے اور کیا ہے۔ مگر حالت موجودہ میں ہم اگر ہم غلطی پر نہ ہوں ہم نے بالفعل اس کے لوازم اور آثار سے انسانی حیات سے خوب بحث کی ہے۔

ہاں بلاشبہ ہم نے بحث کی ہے۔

اور میں نے کہا ہم نے اپنی ذات کو ثانوی خیالات سے اثنائے استدلال میں محروم کر دیا ہے اور بغیر داخل کرنے انعامات اور شہرت کے

جو کہ عدالت عطا کرتی ہے جیسا کہ تم نے کہا تھا کہ ہومرا ور ہرمیوڈیس پائی جاتی ہے کیا ہم نے اس عدالت کو بسیط اور خالص نہیں پایا یا وہ بہترین شے ہے نفس کے لئے خصوصاً وہ جو بذات خود مطلوب ہو اور نفس بذات خود عادلانہ افعال پر مجبور ہے خواہ انگشتری سلیمانی کی ہو خواہ نہ ہو اور اس کے ساتھ ہی خود ہیڈیس کا؟

یہ بالکل سچ ہے کہ ہم نے ایسا کیا۔

پس گلاکن ہم کو چاہئے کہ بغیر ناخوشی کے اُن انعامات کا حساب کریں جو بمقدار کثیر اور اعلیٰ درجے کے ہیں جس کو عدالت دوسرے فضائل کیساتھ انسانوں اور دیوتاؤں سے حاصل کرتی ہے نہ صرف انسان کی زندگی کے لئے بلکہ اس کے فوت ہونے کے بعد بھی؟

اُس نے جواب دیا ہاں بلاشبہ ہم کر سکتے ہیں۔

کیا تم مجھ کو واپس دوگے جو کہ تم نے استدلال کے وقت مستعار لیا تھا؟

مہربانی کر کے بتاؤ کیا میں نے مستعار لیا تھا؟

میں نے تم سے تسلیم کرایا تھا کہ عادل انسان شہرت غیر عادل ہونے کی حاصل کر سکتا ہے اور غیر عادل شہرت عادل ہونے کی۔ کیونکہ تمھاری یہ رائے تھی کہ اگر یہ غیر ممکن بھی ہو کہ سچی حالت مقدمہ کی چھپا ڈالی جائے انسانوں اور دیوتاؤں سے بھی تاہم استدلال کے لئے اس کو فرض کر لینا چاہئے کہ خالص عدالت کا مقابلہ خالص ظلم کے اندازہ سے کیا جائے۔ تم کو یاد ہے کیا یاد نہیں ہے؟

بیشک میرا قصور ہوگا اگر مجھ کو یاد نہ ہو۔

مگر اب ان کا فیصلہ ہو گیا میں بجائے خود عدالت کے بارے میں اس کا طالب ہوں کہ ہم اس اندازہ کو تسلیم کر لیں جو اس کے لئے مانا گیا ہے کہ وہ حقیقت میں کیا ہے دیوتاؤں میں اور انسانوں میں تا کہ اس کو انعامات فتحمندی کے وصول ہوں جس کو وہ اپنے خارجی ظہور سے اکتساب

کرتا ہے اور ان کو عطا کرتا ہے جو اس پر متصرف ہیں۔ اب چونکہ یہ ثابت ہو گیا کہ وہ برکتیں جو اس نے اکتساب کی ہیں درحقیقت عادل ہونے سے وہ بغیر کسی فریب کے عطا کرتا ان کو جو ایسے فی الواقع وصول کرتے ہیں۔

تمہارا مطلوبہ عادلانہ ہے۔

پس تو کیا تم مجھ کو اولاً واپس نہ دو گے یہ مسلمہ کہ دیوتا کم از کم غلطی پر نہیں ہیں عادل اور غیر عادل انسان کی اصلی صفت کے بارے میں؟

ہم ایسا کریں گے۔

جب یہ حالت ہے دیوتاؤں کی نظر میں ایک محبوب ہوگا اور دوسرا نفرت زدہ کیونکہ اولاً ہم نے بھی اس پر اتفاق کیا ہے۔

سچ ہے۔

اور کیا ہم اس پر اتفاق نہ کرینگے کہ جملہ اشیاء جو دیوتاؤں کی جانب سے آتی ہیں وہ بہترین صورت ممکنہ میں انسان کو پہنچتی ہیں وہ انسان جن سے وہ محبت کرتے ہیں ہاں اگر گزشتہ گناہ نے اس کو کسی خاص مقدار عقوبت میں مبتلا نہ کیا ہو؟

یقیناً وہ ایسا کرتے ہیں۔

لہٰذا عادل انسان کی صورت میں ہم کو مان لینا چاہیئے کہ خواہ مفلسی اس کی قسمت میں ہو یا بیماری یا کوئی اور مشہور بدی یہ سب اس کے انجام کی بہتری کے لیے ہوگا خواہ اس زندگی میں خواہ عقبیٰ میں۔ کیونکہ دیوتا ہرگز نہیں غفلت کرتے ایسے آدمی سے جو سنجیدگی کے ساتھ شوق سے عادل ہونے کی کوشش کرتا ہے اور نیکی کی مزاولت سے اتنی مشابہت خدا کے ساتھ پیدا کر سکے جسقدر انسان کو اجازت دی گئی ہے۔

نہیں ایسے انسان سے غالباً غفلت نہ کرے گا وہ (دیوتا) جس کے وہ مشابہ ہے۔ لیکن درصورت غیر عادل انسان کے کیا ہم مقابل کی رائے نہ اختیار کریں؟

یقیناً ہم کو کرنا چاہیئے۔

پس یہ انعامات ہوں گے جو دیوتاؤں کی جانب سے عادل انسانوں کو عطا کیئے جائیں گے۔

مجھ کو بہر طور ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔

مگر میں نے کہا انسان اس (عادل) کو کیا عطا کرتے ہیں؟ کیا صورت واقعہ اس طرح نہیں ہے اگر ہم حقیقت کو اسی طرح قائم کریں؟ کیا وہ چالاک غیر عادل انسان مثل ان دوڑنے والے آدمیوں کے ہوں گے جو دوڑ کے مبداء سے خوب دوڑتے ہیں موڑ کے ستون تک اور وہاں سے منزل مقصود تک جھنڈی گرا دیتے ہیں۔ وہ چلتے تو بڑی چالاکی کے ساتھ ہیں مگر انجام میں مسخرے بن جاتے ہیں اور بے کلغی اور تاج کے گم ہو جاتے ہیں مگر درحقیقت اچھے دوڑنے والے بالآخر دوڑ کے خاتمہ پر انعام پاتے ہیں اور ان کو تاج پہنایا جاتا ہے۔ کیا یہی صورت عادل کی نہیں ہے؟ ہر فعل کے انجام میں ہر معاشرتی لنسبت میں بلکہ خود زندگی کے آخر میں بھی کیا وہ ناموری نہیں حاصل کرتے اور اپنے بنی نوع کے ہاتھوں سے انعامات جیت لیجاتے ہیں؟

یقیناً وہ یہی کرتے ہیں۔

پس تم ان کے بارے میں بھی مجھ کو وہی کہنے دو جو کچھ تم نے غیر عادل کے بارے میں کہا تھا؟ میں اس امر کے اعلان کرنے میں پس و پیش نہ کرونگا کہ عادل جب طول عمر کو پہنچتے ہیں تو اگر وہ پسند کریں تو اپنے ہی شہر میں عہدے پر فائز ہوتے ہیں اور جن خاندانوں میں چاہیں شادی کر سکتے ہیں اور اپنی لڑکیوں کو جس سے چاہیں بیاہ سکتے ہیں۔ المختصر جو کچھ تم نے غیر عادل کے باب میں کہا وہی میں عادل کے بارے میں کہوں گا۔ بجائے دیگر میں اسی طرح غیر عادل کے بارے میں کہوں گا کہ ان میں سے ایک تعداد کثیر اگرچہ جوانی میں ان کی گرفت نہ ہو سکے شناخت کر لیئے جاتے ہیں اور ان کا استہزا کیا جاتا ہے جب ان کے لصاب کی مدت ختم ہو جاتی ہے اور یہ کہ جب وہ مسن ہو جاتے ہیں تو ان کی بدبختی پر اجنبی بھی ان کی تحقیر کرتے ہیں اور ان کے اہل شہر بھی اور

اور ان کو تازیانہ کی تعذیر برداشت کرنا پڑتی ہے اور بالآخر شکنجے اور گرم لوہے سے داغنے جلانے پر جس کے بارے میں تم نے درست کہا کہ وحشیانہ سلوک ہے تم خود فرض کرو کہ میں نے تم سے کہا تھا کہ وہ یہ جملہ عقوبات برداشت کرتے ہیں۔ اور اب جیسے میں نے کہا غور کرو کہ آیا تم مجھ کو اس طور سے کلام کرنے دو گے۔

اس نے جواب دیا بلاشک میں کہوں گا کیونکہ تمہارا بیان عادلانہ ہے۔

میں نے کہا پس یہ قدر و قیمت اور انعامات اور عطیات بطور صلہ بخشے جائیں گے عادل انسان کو اس زندگی میں دیوتاؤں اور انسانوں کی طرف سے ماورا ان اچھی چیزوں کے جس کو خود عدالت نے اس کے تصرف میں دے دیا ہے۔

اس نے جواب دیا ہاں اور وہ عظیم الشان ہیں اور یقینی بھی۔

بہر طور وہ بمقابلہ اس صلہ کے جو عادل اور غیر عادل کے لئے بعد موت کے مقدر ہے نہ بلحاظ عدد نہ مقدار۔ اور ضرور ہے کہ یہ بیان کیا جائے تاکہ ہم ہر ایک کو مکافات کی تہنیت دے سکیں جس کو حجت لامحالہ پیش کرے گی۔

کہے جاؤ بہت ہی کم ایسی چیزیں ہیں جن کو میں زیادہ مسرت کیساتھ سنوں گا۔

اچھا میں اب تم سے ایک قصہ کہوں گا نہ ایسا جو کہ اودی سس نے السی نوس[1] سے بلکہ وہ جو ایک بہادر ار پر گزرا جو ارمینیوس کا لڑکا تھا اور پیمفیلیہ کا رہنے والا تھا قصہ میں یہ بیان ہے کہ وہ لڑائی میں قتل ہوا۔ جب لاشیں مقتولین کی بعد دس دن کے دفن کے لئے اٹھائی گئیں تو وہ خراب ہو چکی تھیں مگر ار کی لاش اسی طرح سے جیسے ابھی قتل ہوا ہے اسکو گھر پر لے گئے اور دفن کرنے ہی کو تھے کہ بارھویں دن بعد موت کے جب

---

[1] شارحین نے لکھا ہے کہ یہ کوئی طولانی داستان نہیں ہے۔

اُس کو چتا پر رکھا تو وہ دوبارا زندہ ہوگیا اور اس نے جو کچھ اُس عالم میں دیکھا تھا بیان کرنے لگا اس کا بیان یہ تھا کہ جب روح اس کے جسم سے نکل گئی تو وہ بہت سی روحوں کے ساتھ سفر کیا جب یہ سب روحیں ایک مخفی مقام تک پہنچیں جس میں دو درے تھے ایک دوسرے سے متصل زمین میں اور دو درے انھیں کے مقابل آسمان پر ان دونوں دروں کے درمیان قاضیوں کا اجلاس تھا جن کے فتوے دینے کے بعد عادل کو حکم دیا جاتا تھا کہ داہنے طرف کی راہ سے آسمان پر جاؤ اور ان کے آگے ایک نشان ہوتا تھا جس سے فیصلہ کا پتا چلتا تھا جو ہوا تھا اور غیر عادل کو بائیں طرف پستی کی جانب اور ان کے پیچھے نشان ہوتا تھا جس سے ان کے اعمال بد کی شہادت ملتی تھی جب وہ خود اس مقام پر پہنچا تو اس سے کہا گیا کہ تم کو آدمیوں کے پاس اطلاع اس عالم کی عمل درآمد کی لیجانا ہوگی اور اس کو ہدایت کی گئی کہ سنو اور ہر چیز کو جو وہاں گزرے دیکھو۔ پس اس نے دیکھا اور ملاحظہ کیا ان روحوں کو جو ایک طرف کہ وہ روانہ ہوئیں ایک درے میں آسمان کے اور اسی کے مطابق جو درہ زمین میں تھا جب ان کو فتویٰ مل چکا درحالیکہ دوسرے دو دروں میں وہ پہنچیں میلی کچیلی اور گرد آلودہ ہو کے یا پاک و درخشاں جیسے ہی ایک نے زمین سے آسمان کو صعود کیا کہ دوسرے (غول) نے آسمان سے زمین پر نزول کیا ہر ایک روح جب وہ پہنچی آثار سفر کے ظاہر تھے اور خوش خوش سبزہ زار میں اور دیہیں مقام کیا جیسے لوگ عیدگاہ میں قیام کرتے ہیں جب کوئی بڑی عید ہونے والی ہوتی ہے جو آپس میں شناسا تھے وہ ایک دوسرے کو مبارک باد دے رہے تھے اور جو آسمان سے نیچے اترے تھے ان سے پوچھتے تھے آسمانوں کے متعلق وہ لوگ جو زمین سے اوپر جاتے تھے اور یہ دوسرے اگلوں سے زمین کے بارے میں سوال کرتے تھے۔ جو زمین سے آئے تھے وہ اپنا افسانہ نوحہ وزاری کے ساتھ بیان کرتے تھے اور روتے جاتے تھے جیسے جیسے ان کو وہ خوفناک چیزیں یاد آتی تھیں جو انھوں نے دیکھیں تھیں یا جو مصائب اُن پر اس زیر زمینی سفر میں پڑے تھے ان کا بیان ہے کہ اس سفر میں ایک ہزار سال گزرے درحالیکہ وہ جو

آسمان پر سے آئے تھے انھوں نے وہ مسرتیں اور عجیب وغریب مناظر حسن کو بیان کیا۔ گلاکن ان کے افسانوں کی تفصیل بیان کرنے میں بہت وقت صرف ہوگا لیکن آر کے بیان سے خاص امور یہ تھے منجملہ جرائم ہر ایک کیلیے اور ہر ایک شخصی ضرر کے لئے جن کے وہ مرتکب ہوئے تھے ان کو دس گنی مکافات برداشت کرنا پڑی جب ان کی باری آئی۔ دور تعذیر کا ہر صدی میں ازسر نو شروع ہوا کیونکہ انسانی زندگی کا تخمینہ سو برس کا تھا۔ مقصود یہ تھا کہ ہر جرم کے لئے دس مرتبہ بھگتنا پڑا۔ مثلاً جو لوگ ایک تعداد قتل کے مرتکب ہوئے یا شہروں اور فوجوں سے دغا کی یا ان کی غلامی کے باعث ہوئے یا کسی اور بدمعاشی میں شریک ہوئے ان پر دس بار عقوبت جملہ جرائم کے لئے کی گئی۔ دوسری جانب جن لوگوں نے کوئی کام خیرات کا کیا اور اپنے آپ کو عادل اور مقدس ثابت کیا گزشتہ اصل سے اپنا واجبی انعام وصول کیا۔ ان لوگوں کے لئے جن کی موت ان کی ولادت کے بعد معاً واقع ہوئی بعض امور اس نے بیان کئے جن کا اندراج ضروری نہیں ہے۔ اس کے افسانے کی بنا پر تعذیر بیدینی نافرمانی والدین اور قتل عزیز قریب کی غیر معمولی طور سے نہایت سخت تھی اور انعام دینداری اور اطاعت کا غیر معمولی طور سے زیادہ تھا۔ اس کی بات سنائی دیتی تھی جب اس نے کہا جب ایک روح نے دوسری سے دریافت کیا کہ آرڈیوس اعظم کہاں ہے۔ یہ آرڈیوس شہر پیمفیلیہ میں بادشاہ رہ چکا تھا اس عہد سے ایک ہزار برس پہلے اور اسنے اپنے بوڑھے باپ اور بڑے بھائی کو قتل کیا تھا اس کے علاوہ وہ اور بہت سے بد افعال کا مرتکب ہوا تھا۔ وہ روح جس سے یہ سوال کیا گیا تھا جواب دیا وہ نہیں آیا اور نہ غالباً یہاں آئے گا۔ تم کو جاننا چاہئے کہ یہ نہایت خوفناک منظر تھا جو ہم نے دیکھا۔ جب ہم روزن کے قریب تھے اور بعد جملہ دیگر مصائب برداشت کرنے کے قریب تھا کہ صعود کریں ہم اچانک آرڈیوس کے پیش نظر ہوگئے" اور دوسرے جن میں اکثر میرے نزدیک خود مختار بادشاہ تھے اگرچہ یہ سچ ہے کہ چند ان میں سے خانہ نشین اشخاص تھے جو ایک بار سنگین

مجرموں میں شمار کر لیے گئے تھے۔ ان لوگوں نے جب یہ خیال کیا کہ وہ فوراً اوپر کی جانب صعود کر سکتے ہیں روزنوں کے پاس سے مسترد کر دئیے گئے۔ روزن سے خوفناک آواز آئی جب کبھی ان ناقابل علاج مجرموں نے یا کسی اور نے جس نے اپنے گناہوں کا بھگتان نہیں بھگتا تھا اوپر جانے کی کوشش کی۔ اس موقع پر بعض وحشی شعلہ رو انسانوں نے جو حاضر تھے اور اس مہیب آواز کے مفہوم سمجھتے تھے اوپر چڑھنے کی کوشش کی ان میں سے بعض کی کمر پکڑی اور اوپر چڑھالے گئے مگر آرڈیوس اور دوسروں کے ہاتھ پاؤں اور سر بندھے ہوئے تھے اور نیچے پھینک دئیے گئے کوڑوں کے مارے ان کی کھال کھینچ لی گئی تھی اور سڑک پر کھینچ کے ڈال دئیے گئے تھے اور اون کی طرح خاردار جھاڑیوں پر دھنک ڈالے گئے تھے اور جو لوگ اس وقت راہ سے گزر رہے تھے ان کو اطلاع دی جاتی تھی کہ وہ کون ہیں جن پر ایسا عذاب کیا گیا تھا اور یہ کہ ان کو سلئے لئے جاتے ہیں کہ ان کو ٹارٹارس میں پھینک دیں۔ ہم پر طرح طرح کے اندیشے گزر چکے تھے مگر کوئی اس خطرے کے برابر نہ تھا جو اس وقت ہم پر مسلط تھا کہ ایسا نہ ہو وہ آواز آئے جب ہم میں سے کوئی بالاروی کی کوشش کرے اور ہم سب بہت خوش تھے جب ہم چڑھنے لگے اور یہ آواز نہیں سنی گئی۔ اس سے خیال عقوبات اور شکنجوں کا پیدا ہوا درحالیکہ انعامات ٹھیک اس کے مقابل تھے۔ جب سبزہ زار میں ارواح کو آئے ہوئے سات دن گزر چکے وہ اس جگہ کے چھوڑنے پر مجبور کی گئیں جب ان کا وقت آیا اور آٹھویں دن وہ آگے بڑھے اور تین دن سفر کیا یہاں تک کہ چوتھے دن وہ ایک جگہ پہنچے جہاں سے انھوں نے دیکھا کہ سمت تحت میں ایک مستقیم ستون روشنی کا دیکھا جو زمین اور آسمان میں اس طرف سے اس طرف تک پھیلا ہوا تھا جو سب سے زیادہ قوس قزح سے مشابہ تھا البتہ اس میں درخشانی اور صفائی زیادہ تھی۔ اس کے پاس وہ پہنچ گئے جب ایک دن کی راہ انھوں نے طے کرلی اور روشنی کے مرکز میں پہنچ کے انھوں نے دیکھا کہ اس کے سرے زنجیروں سے آسمان کے ساتھ جکڑے ہوئے تھے۔ کیونکہ یہ روشنی آسمان کو پیوستہ کئے

ہوئے ہے جس طرح رسے ڈانڈ والے جہاز کو اور اس طرح کل گردش کرنے والے عالم کو روکے ہوئے ہے۔ سروں پر ضرورت کا تکلہ (محور) جڑا ہوا ہے جس کے ذریعہ سے جملہ حرکات عالم کے برقرار رکھے جاتے ہیں شہتیر اور قلابہ اس محور کا فولاد کا بنا ہوا ہے گردہ ایک مرکب فولاد اور دوسرے مادوں کا ہے گھیرے کی ماہیت یوں بیان ہو سکتی ہے۔ صورت میں یہ مثل معمولی گھیرے کے ہے لیکن اس کے بیان سے ہم اس کی تصویر اپنے دل میں بنائیں گے شکل اس کی ایک بہت بڑے مجوف گروے کی ہے جو کرچھے کی صورت پر بنایا گیا ہے جس میں ایک مشابہ مگر چھوٹا گروہ عمدگی سے داخل کیا گیا ہے مثل ان صندوقچوں کے جو ایک دوسرے میں جڑے جاتے ہیں اسی طرح ایک تیسرا گروہ دوسرے میں داخل کیا گیا ہے ایک چوتھا تیسرے میں اور ایسے چار اور جڑے ہوئے ہیں۔ کیونکہ جملہ آٹھ گھیرے ہیں جو ایک دوسرے میں داخل ہیں — ہر مرکز دائرہ اپنا کنارا اپنے بعد والے کے اوپر دکھاتا ہے اور سب مل کے ایک مجسم پورا جس میں شہتیر داخل ہے جو ٹھیک آٹھویں کے مرکز میں گزرتا ہے کہ پہلا جو سب سے خارجی گروا جس کا سب سے وسیع کنارا ہے چھٹا اس کے بعد نسبتاً وسیع تر ہے اس کے بعد چوتھا آتا ہے پھر آٹھواں پھر ساتواں پھر پانچواں پھر تیسرا اور دوسرے کا سب سے تنگ کنارا ہے۔ کنارا سب سے بڑے گھیرے کا مختلف رنگ ظاہر کرتا ہے ساتویں کا بہت درخشاں ہے آٹھویں کا اپنا رنگ منعکس روشنی سے ساتویں کے اخذ کرتا ہے۔ دوسرے اور پانچویں کا مشابہ ہے لیکن بہ نسبت دوسروں کے گہرا رنگ ہے تیسرے کا بہت زرد رنگ ہے چوتھے کا سرخ ہے اور چھٹا قریباً ویسا ہی زرد ہے جیسا تیسرا۔ پس محور بالکلیہ گرد گھومتا ہے متشابہ رفتار کے ساتھ لیکن جبکہ مجموع دورا کرتا ہے سات اندرونی دائرے بطی حرکت کرتے ہیں خلاف توالی اور ان میں سے آٹھواں بہت سریع حرکت کرتا ہے اور اس کے بعد ساتواں چھٹا اور پانچواں جو ایک ساتھ حرکت کرتے ہیں چوتھا جیسا کہ ان کو معلوم ہوا اپنا دورہ بطی رفتار سے جو موخر الذکر سے

بلی ہے تیسرے کا رفتار میں چوتھا مرتبہ ہے اور دوسرے کا پانچواں مرتبہ ہے محور حرکت دوری کرتا ہے ضرورت کے زانوؤں پر اس کے ہر دائرے پر ایک بنت البحر استادہ ہے جو دائرہ کے ساتھ گرداگرد سفر کرتی ہے اور ایک سر ایک صدا میں اداکرتی ہے اور آٹھوں سروں سے ایک نالی پیدا ہوتی ہے مساوی فاصلوں پر گرداگرد تین اور شخصیتیں بیٹھی ہوئی ہیں ہر ایک ایک تخت پر جلوس کرتا ہے - یہ ضرورت کی بیٹیاں ہیں جن کو تقدیریں کہتے ہیں لیخی سس وکلوتو وایٹروپس سفید لباس سے ملبس ہیں اور ان کے سروں پر تاج ہیں - وہ بنات البحر کے ساتھ گاتی ہیں لیخی سس کے ساتھ حوادث ماضی کلوتو کے ساتھ موجودہ کے ایٹروپس کے ساتھ آیندہ کے - کلوتوا اپنے دہنے ہاتھ سے سب سے خارجی کنارے کو محور کے گرفت کئے ہوئے ہے اور وقتاً فوقتاً چکر دیتا ہے اور ایٹروپس اپنے بائیں ہاتھ سے اندرونی دائروں کو اسی طرح چکر دیتا ہے درحالیکہ لیخی سس دونوں کو باری باری سے گرفت کرتا ہے دونوں کو ہر ہاتھ سے - روحیں وہاں پہنچنے پر فوراً لیخی سس کے پاس بھیجی گئیں ایک مترجم نے اولاً ان کو ترتیب سے روانہ کیا اور پھر لیخی سس کی گرد سے ایک تعداد کی زندگی کے قسمتوں اور منصوبوں کی اٹھا کے ایک بلند منبر پر چڑھ گیا اور اس طرح کلام کیا ضرورت کی دوشیزہ لڑکی لیخی سس نے یہ کہا ہے اے کم جینے والی روحوں ایک جدید نسل انسانوں کی یہاں ایک دورہ اپنی فانی ہستی کا شروع کرنے والی ہے - تمھاری قسمت تم کو بخشی نہیں جائیگی بلکہ تم خود اپنے لئے اس کو انتخاب کروگے جو شخص پہلا حصہ لیتا ہے وہی پہلا شخص ہوگا جو ایک زندگی کو انتخاب کرے وہ اسی کی ہوگی بلاتردید نیکی کسی آقا کو نہیں تسلیم کرتی جو شخص اس کی زیادہ عزت کرتا ہے اس کو زیادہ ملتی ہے اور جو اس کی تحقیر کرتا ہے اس کو کمتر ملتی ہے ذمہ داری انتخاب کرنے والے پر ہے آسمان کی کوئی خطا نہیں ہے - یہ کہہ کے اس نے مجمع عام پر چٹھیوں کو پھینک دیا اور ہر روح نے وہ اٹھائی جو اس کے پاس گری سوا خود ار کے جس کو اس کی ممانعت کی گئی تھی ہر ایک نے جب اپنی چھٹی اٹھائی دیکھا کہ کونسا عدد اس نے

اٹھایا ہے۔ جب یہ ہو گیا زندگی کے منصوبے جن کا شمار روحوں سے بہت زیادہ ہے جو وہاں موجود تھیں اُن کے سامنے زمین پر رکھدئے گئے وہ ہر قسم کے تھے۔ جملہ جاندار چیزوں کی اور ان میں ہر قسم کی انسانی حیات بھی شامل تھی ان میں بادشاہتیں شامل تھیں جن میں سے بعض مستقل تھیں اور بعض اچانک ختم ہونے والی تھیں جن کا انجام افلاس جلاوطنی اور گداگری تھا۔ ان میں زندگیاں مشہور آدمیوں کی شامل تھیں جو حسن صورت اور ناک نقشے کے لئے مشہور تھے یا جسمانی قوت کے لئے یا جو ورزشی کھیلوں کے لئے نمودار تھے یا نجابت یا آباؤ اجداد کی لیاقت کے لئے اسی طرح ان میں زندگیاں بے امتیاز آدمیوں کی اور اسی طرح زندگیاں مشہور اور غیر مشہور عورتوں کی بھی۔ مگر کوئی معینہ خصلت نفس کی ان میں شامل نہ تھی کیونکہ زندگی کی تبدیلی سے روح بھی لامحالہ بدل جاتی ہے۔ لیکن اور جملہ اعتبارات سے مادے مختلف اطوار سے مرکب کئے گئے ہیں۔ یہاں دولت کا ظہور تھا وہاں افلاس کا یہاں بیماری وہاں صحت اور پھر یہاں افراط و تفریط کے مابین اعتدال۔ یہ اے میرے عزیز گلاکن ظاہرا وہ لمحہ ہے جس میں ہر چیز انسان کے لئے خطرے میں ہے اور اس سبب سے اور سب سے بڑھ کے ہم میں سے ہر شخص کا فرض ہے کہ ہوشیاری کیساتھ تحقیق اور مطالعہ کریں۔ اور مضامین کو ترک کر کے اس علم کا جس سے انسان سیکھے اور دریافت کر سکے جس سے یہ استعداد بہم ہو کہ انسان نیک اور بد حیات میں تمیز کر سکے اور اپنے مقدور کے موافق ہمیشہ اور ہر جگہ اس بہتر زندگی کو ہوشیاری سے اُس اثر کا اندازہ کر کے جو کہ اشیاء مذکورہ حالت اتصال و افتراق میں حقیقی خوبی پر حیات کی رکھتے ہیں اور جو اس کو یہ سمجھنا سکھلائے گی کہ کیا برائی یا بھلائی پیدا ہوتی ہے جب حسن ملجاتا ہے افلاس یا دولت کے ساتھ اور اس نتیجہ پر نفس کی حالت سے کیا اثر پڑتا جب وہ ترکیب میں داخل ہوتی ہے اور کیا نتیجہ ہے ان اجزا کے ضم کرنے کا مثلاً پیدائش کی بلندی یا پستی نجی کی زندگی یا علی روس الاشہاد جسمانی قوت یا ضعف زودفہمی یا دیرفہمی اور دیگر اشیاء اسی قسم کے جو طبعاً نفس سے تعلق

رکھتے ہیں یا عارضی طور سے تا کہ ان جملہ مقدمات کو ملا کے ایک فیصلہ کیا جائے اور نفس کی ماہیت پر غائر نظر ہو تا کہ نیک اور بد زندگی میں انتخاب کیا جائے بد اس زندگی کو کہا جائے جو نفس کو غیر عادل بنا دے اور نیک اس زندگی کو کہا جائے جو عدالت کی جانب رہنمائی کرے اور دوسرے خیالات کو خیرباد کہیئے - کیونکہ ہم نے دیکھا کہ حیات اور ممات میں بہتر ہے کہ اس طرح انتخاب کیا جائے لوہے سے زیادہ سخت ارادے کے ساتھ اس رائے کو مضبوط پکڑا ہو جبکہ آیندہ کی زندگی میں داخل ہو کیونکہ یہاں بھی اور وہاں بھی دولت اس کی نگاہ کو خیرہ نکر دے اور ایسی ہی اور برائیوں سے محفوظ رہے اور غضب کے دریا میں غوطہ نہ کھائے اور ایسے ہی دیگر متعلقہ افعال ہے جن سے دوسروں کو ضرر پہنچے اور اپنے آپ کو زیادہ بھاری مصیبت لیکن یہ جان سکے کہ اس زندگی کا کیونکر انتخاب کیا جائے جو درمیانی راستہ یقینی ہے درمیان ایسے طرفین کے اور زیادتی کو حتی المقدور دونوں جانب چھوڑ دیتے ہیں نہ صرف اسی دنیا میں بلکہ اس عالم میں جو آیندہ ہے - کیونکہ اگر یہ عمل کرے گا تو یقین ہے کہ سعید ترین انسان ہو جائیگا -

اس سے رجوع کر کے دوسرے عالم سے جو پیغامبر آیا تھا اس نے اطلاع دی کہ اسی موقعہ پر ترجمان نے یہ بیان کیا - سب کے آخر میں آنیوالا اگر دانائی پسند کرے اور سرگرمی سے زندگی بسر کرے تو وہ اپنے لیے ایسی حیات کا ذخیرہ پائیگا جو کسی طرح بری نہیں ہے جس سے وہ بخوبی راضی ہوگا - یہ نہ ہو کہ پہلا غفلت سے انتخاب کرے اور اخیر محروم رہے - جوں ہی وہ یہ الفاظ کہہ چکا تو وہ جس نے پہلا حصہ لیا تھا آگے بڑھا تو اس نے انتہا کی شخصی حکومت کا انتخاب کیا جو اس کو مل سکے مگر وہ ایسا غافل تھا اور لالچی کہ اس نے ہوشیاری سے ہر نقطہ پر غور نہ کر لیا قبل انتخاب کے اس حد تک کہ وہ اس کے ملاحظے میں ناکام رہا کہ اس کی قسمت میں تھا منجملہ مصائب ــــ یہ کہ خود اپنے بچوں کو نگلے - لہذا جب اس نے وقت فرصت اس کو ملاحظہ کیا تو اپنا سینہ کوٹنے لگا اور اپنے انتخاب پر نوحہ و زاری کرنے لگا اور

اور ترجمان کی اگلی نصیحتوں پر توجہ نہ کی اور اپنے آپ کو الزام نہ دیا قسمت اور تقدیر کی شکایت کرنے لگا اور سوا اپنے اور جس کو چاہا ملزم ٹھہرایا۔ یہ ان میں سے ایک تھا جو آسمان سے آئے تھے اور اپنی پچھلی زندگی ایک عمدہ آئینی حکومت میں بسر کی تھی لہٰذا ایک بہرہ نیکی کا اس کو ملا تھا عادت کے اثر سے نہ فلسفہ کی اعانت سے بے شک اگر کے حساب سے آدھے سے زیادہ وہ لوگ جن کو ایسا ہی دھوکا ہوا تھا آسمان سے آئے تھے جس کی توضیح اس واقعہ سے کہ ان پر محنت کی تربیت کا اثر نہ لیا تھا۔ لیکن اکثر وہ لوگ کہ جو زمین سے آئے تھے انھوں اپنا انتخاب اس غفلت سے نہ کیا تھا کیونکہ وہ خود مصیبت سے واقف تھے اور دوسروں میں ملاحظہ کی تھی۔ اس وجہ سے اور اپنے حصہ کے اتفاقات سے اکثر روحوں نے بری قسمت کو اچھی سے یا اچھی کو بری سے تبادلہ کر لیا تھا لیکن کسی انسان نے ہمیشہ صحت سے حکمت کا مطالعہ کیا جب اس نے زمین پر اپنی زندگی کا آغاز کیا اور اس کی قسمت کا یہ مقتضی تھا کہ کسی جگہ انتخاب کرے مگر سب کے آخر میں تو ظن غالب ہے کہ وہ اس حساب سے فیصلہ کرے جو وہ دوسرے عالم سے لایا تھا کہ وہ جب زمین پر ہو تو صرف سعید ہی نہ ہو گا بلکہ وہ یہاں سے سفر کرے دوسرے عالم میں اور پھر واپس آئے دشوار گزار زیر زمینی راستہ سے نہیں بلکہ ایک صاف اور آسمانی سڑک سے۔ اس نے کہا یہ بیشک ایک عجیب نظارہ تھا کہ کس طرح دیکھو کہ ہر روح نے اپنی زندگی کا انتخاب کیا۔ ایسا نظارہ جو معاً الم ناک اور مضحک تھا اور عجیب بھی۔ ان کی پہلی زندگی کے تجربے نے عموماً انتخاب میں راہنمائی کی۔ چنانچہ اس نے دیکھا کہ وہ روح جو ایک وقت میں آرفیوس کی تھی جس نے ایک قاز کی جان کا انتخاب کیا تھا کیونکہ اس کو عورتوں نے قتل کیا تھا وہ ان کی نسل سے اسقدر بیزار تھا کہ وہ اس پر راضی نہ ہوا کہ عورت حاملہ ہو اور اس سے وہ پیدا ہو۔ اور اس نے دیکھا کہ تھامیراس کی روح نے بلبل کی زندگی کو پسند کیا۔ اس نے یہ بھی دیکھا کہ ایک قاز نے اپنی ماہیت کو بدلا اور ایک انسان کی زندگی کا انتخاب کیا اور اس کی مثال دوسرے

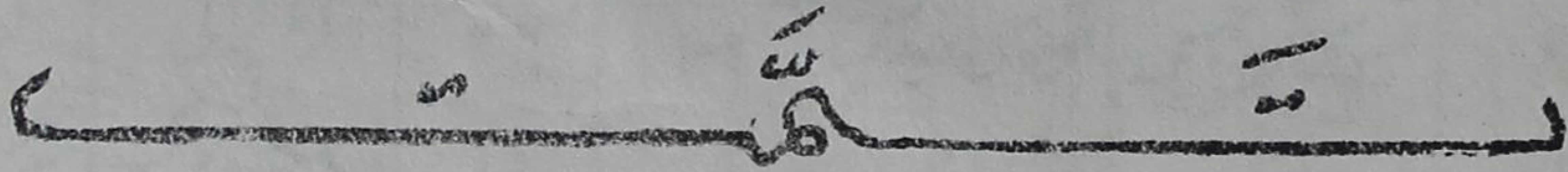
گانے والے جانوروں نے اختیار کی۔ وہ روح جس نے بیسویں چٹھی نکالی اس نے شیر کی زندگی کا انتخاب کیا یہ روح اجیکس پسر تیلامن کی تھی جو انسان ہونے سے جھجکتا تھا کیونکہ اس کو وہ فیصلہ یاد تھا جو اجیکس کے اسلحہ کا ہوا تھا اگامنن کی روح نے اس کی پیروی کی اس کے مصائب نے اس کو انسان سے نفرت کرنے کا سبق دیا تھا اس تلخی کے ساتھ کہ اس نے تبادلہ میں عقاب کی زندگی کو اختیار کیا۔ اٹلانٹہ کی روح نے درمیانی چٹھیوں سے ایک چٹھی نکالی تھی اس نے دیکھا کہ ورزشی کی حیات کا بہت احترام ہوا وہ اس کے اختیار کرنے سے نہ باز رہا۔ پھر اس نے اپیوس بن پینوپیوس کی روح کو دیکھا جس نے ایک ہنرمند کاریگر عورت کی ماہیت کو قبول کیا۔ اور فاصلہ پر اخیر والوں میں اس نے ایک مسخرے ٹھرسیٹس کی روح کو دیکھا جس نے لنگور کی ظاہری صورت لی تھی۔ یہ اتفاق ہوا کہ اودی سس کی روح نے سب سے آخر کی چٹھی نکالی۔ جب وہ انتخاب کرنے لگا تو اس کی گزشتہ مصائب کی یاد نے اس کے حوصلے کو ایسا پست کیا کہ وہ بڑی دیر تک، خاموش خلوت نشینی کی حیات کو تلاش کرتا رہا جس کو اس نے بڑی مشکل سے وہاں پڑا ہوا پایا جس کو حقارت کے ساتھ دوسروں نے دور پھینک دیا تھا جوں ہی اس نے اس کو دیکھا اس نے خوشی سے اس کو انتخاب کرلیا اور کہا اگر میں پہلی چٹھی نکالتا تو بھی یہی کرتا۔ اسی طریقے سے اور بعض جانوروں نے بھی انسان کا قالب اختیار کیا اور ایک دوسرے کا بھی۔ ظالم جنگلی جانوروں میں داخل ہوئے اور عادل اہلی جانوروں میں اور اور ہر طرح کا امتیاز واقع ہوا۔

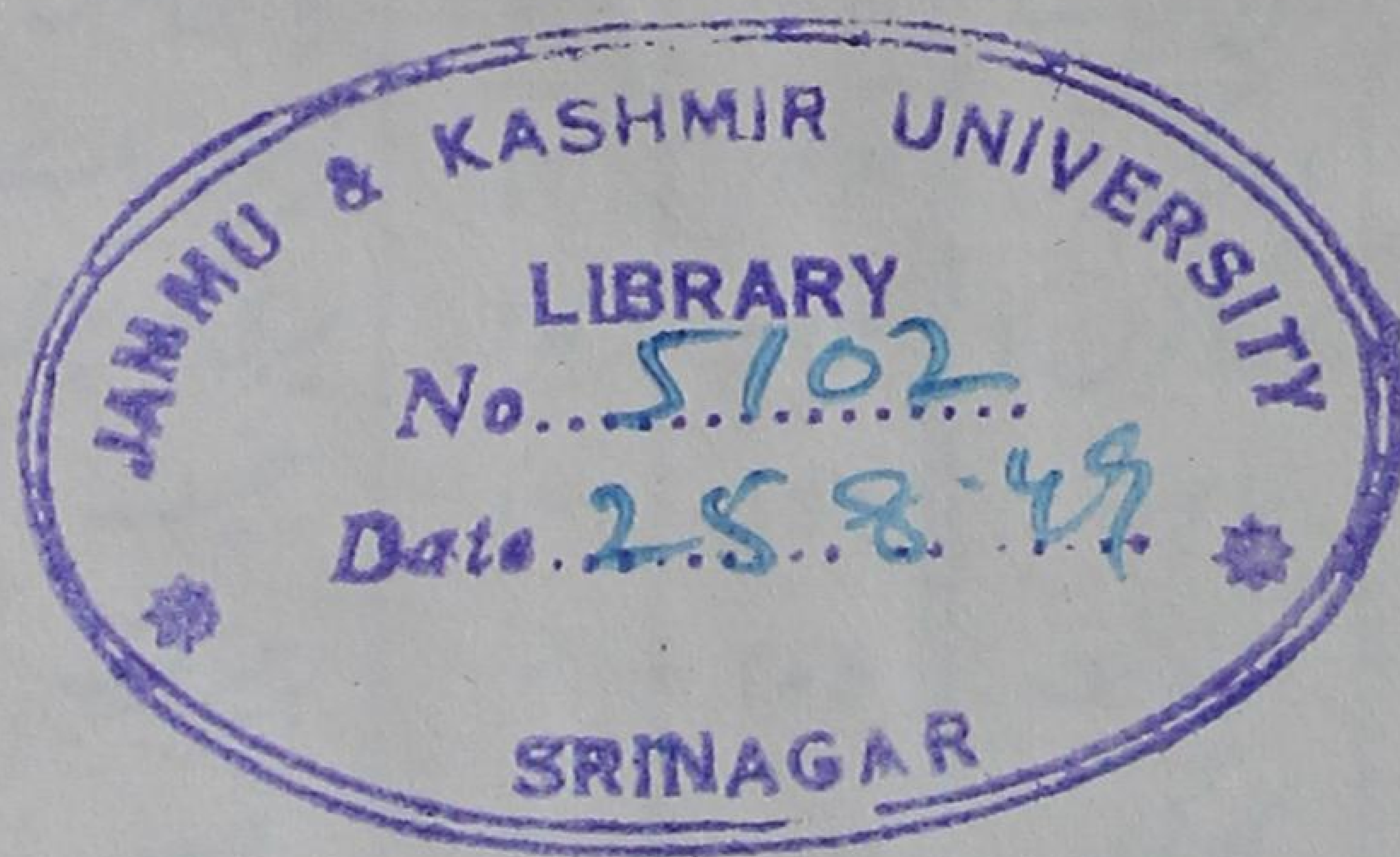
پس جب تمام روحوں نے اپنی زندگیوں کا انتخاب کرلیا۔ (قرعہ) چٹھیوں کی ترتیب سے تو وہ اپنی باری میں لیخی سیس کی طرف بڑھے جس نے ایک کے ساتھ اس قسمت کو جس کا اس نے انتخاب کیا تھا روانہ کیا تاکہ اسکی زندگی میں رہنمائی کرے اور اس کی پسندیدگی کو پورا کرے۔ اس قسمت نے پہلے اس کی روح کو کلوتھو کی جانب رہنمائی کی ایسے طریقے سے

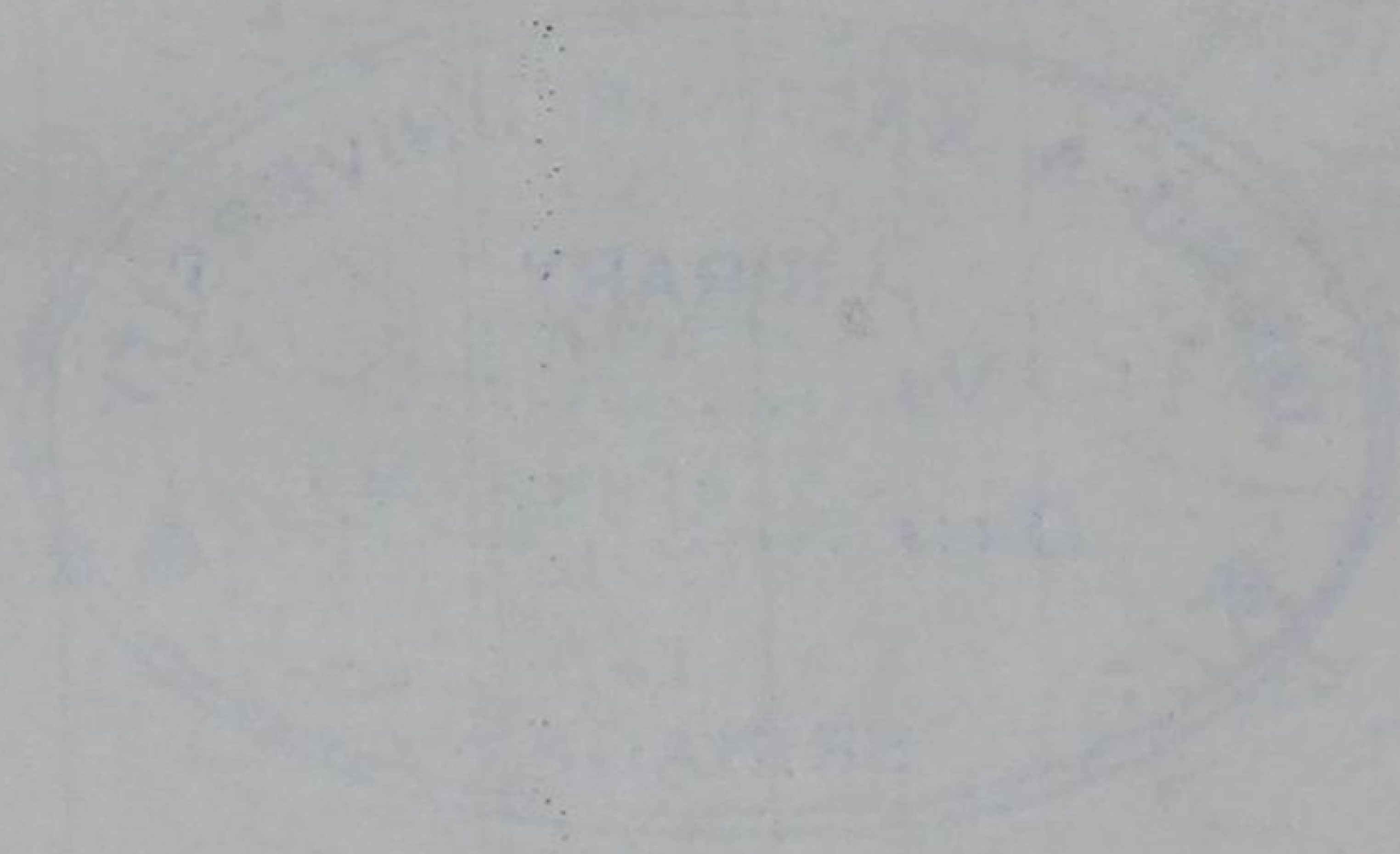
کہ اس کے ہاتھ کے نیچے اور محور کی دوری حرکت کے تحت ہیں گزرے اور اس طرح تقدیر کو مضبوط کیا جس کو ہر ایک ترتیب وار قدامت کے لحاظ سے پسند کیا تھا۔ اس کے مس کرنے کے بعد اسی قسمت نے روح کی اٹروپس کے چکر کے بعد راہنمائی کی اور اس طرح کلوتو کی تقدیر ناقابل انقلاب بنا دیا۔ وہاں سے روح آگے بڑھتی ہوئی بخط مستقیم ضرورت کے تخت کے نیچے سے گزری جب باقی روحیں بھی یہاں سے گزر چکیں ار خود بھی وہیں سے گزرا اور یہ سب کی سب سفر کرتی ہوئی میدان فراموشی میں گئیں راہ میں نفس تنگی کرتا تھا گرمی بشدت تھی اس سرزمین پر درخت بلکہ جملہ نباتات کا نام نہ تھا۔ جب شام ہونے لگی تو انھوں بے پروائی کے دریا کے کنارے مقام کیا اس دریا کا پانی کسی ظرف میں نہ سماتا تھا۔ جملہ اشخاص اس کا تھوڑا پانی پینے پر مجبور تھے لیکن دانائی نے جن کی حفاظت نہ کی تھی وہ مقدار سے زیادہ پی گئے اور جب کوئی یہ پانی پیتا ہے سب کچھ بھول جاتا ہے جب وہ آرام کرنے گئے یہ آدھی رات کا وقت تھا ایک تڑاقا کڑک اور زلزلے کا ہوا اور ایک لمحہ کے بعد روحیں ولادت کے محل پر منتقل کی گئیں ادھر ادھر سے مثل تاروں کے ٹوٹنے کے ار کو پانی پینے سے ممانعت کی گئی لیکن کیونکر اور کس سڑک سے وہ اپنے بدن کے پاس پہنچا اس کو معلوم نہ ہوا اس کو صرف یہ معلوم ہوا کہ اس نے اچانک سحر کے وقت آنکھیں کھولیں اور اس نے اپنے آپ کو چتا پر پایا۔

گلاکن اس طرح یہ قصہ محفوظ رکھا گیا اور فنا نہیں ہوا اور اگر ہم اس کی تنبیہوں کو سنیں تو یہ ہم کو بھی محفوظ رکھے۔ اس صورت میں ہم کامیابی کے ساتھ دریائے لیتھی سے عبور کر جائیں گے اور اپنی روحوں کو ملوث نہ کرینگے۔ بلاشک اگر تم میری نصیحت کو سنو اور روح کو لافانی سمجھو اور جملہ بدی اور نیکی پر تصرف کرنے کی قوت رکھتے ہوں تو ہم ہمیشہ اعلیٰ کی طرف جو سڑک جاتی ہے اس پر قائم رہیں اور فرلیفتگی کے ساتھ عدالت کی مزاولت کریں حکمت کے ساتھ ترکیب دیکھیے تاکہ ہم ایک

دوسرے سے محبت کریں اور دیوتا بھی ہم سے محبت کریں نہ صرف اُس زمانے میں جب ہم زمین پر بود و باش رکھتے ہوں بلکہ اس وقت میں بھی جب ہم مثل فاتحوں کے جو کھیلوں میں دور رہتے ہیں تحفے اور بدلے قدردانوں کے وصول کرکے ہم انعامات نیکی کے پاتے ہیں اور اس غرض سے کہ حین حیات اور اس ہزار برس کے سفر میں بھی جس کا ہم نے ذکر کیا ہے ہم ہر زمانے میں کامیاب رہیں۔







صحت نامہ

جمہوریۂ افلاطون

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۲	تھیوسی دیدس	تھیوسی دیدیس	۱۰۶	۲۳	گرڈپڑتی	گرپڑتی
۴	۲۵	جاتا	جانا	۱۱۴	۱۶	ہیبست ناک	ہیبت ناک
۲۷	۴	کرنیکے	کرینگے	۱۱۵	۵	دورے	دور
۳۶	۷	مپلاکچیلا	میلاکچیلا	۱۲۴	۲	نتنفر	متنفر
۳۸	۱۱	کہ	کب	۱۳۴	۱۳	داع	داغ
۴۰	۲۵	مان کیا ہے	مان لیا ہے	۱۴۲	۳	باطنی حوض	باطنی خوض
۵۲	۱۷	کیا کئے ہو	کہا کئے ہو	۱۴۴	۱۳	مگرجوراے	نگرجوراے
۵۴	۱۳	اورکانوں کی	اورکانوں کا	۱۶۳	۲۵	میری کاریگری	نری کاریگری
۵۸	۳	مادرا	ماورا	۱۶۶	۱۷	حفیف	خفیف
۶۰	۱۱	مراولت	مزاولت	۱۸۵	۸	چیزویں	چیزوں
۶۳	۲۲	گلوکن	گلاکن	۲۰۵	۵	قصید	قصد
۹۲	۱	چھوٹی ہوتی	جھوٹی ہوتی	۲۱۲	۵	ہاں ہیں بھی	ہاں میں نے بھی
۹۲	۲۵	افسانوں	افسانوں	۲۱۳	۹	حصہ کام	حصہ کا کام
۹۳	۱	بڑوں کو	بڑوں	۲۴۱	۲۴	گیی	گئی
۱۰۲	۷	شوریدگی دورے	شوریدگی کے دورے	۲۴۸	۳	یونانی شہروں	یونانی شہریوں
〃	۹	تاکے	تاکہ	۲۶۵	۱۴	استدلال ہے	استدلال سے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۶۸	۲۲	تم کو مجھکو	تم مجھکو
۲۷۰	۳	عدالت بذاتہا	عدالت بذاتہا اور
۲۷۹	۲۴	اپنے آپ کو	وہ ہر ایسے شخص کو
۲۷۹/۲۸۰	۲۵/۱	کوئی ملاح جو ان کی جگہ ہشیاری سے کام کرے	کوئی ملاح جو ان کی تائید کرے۔
۲۸۹	۸	اساتذہ کامل	اساتذۂ کامل
۳۰۵	۲۳	عمدہ حافظ	عمدہ حافظہ
۳۱۶	۲۴	جو انہی	جو انہیں
۳۱۷	۱۰	ہوا ہوے	ہوا ہے
۳۱۹	۱۲	دوسرے حز	دوسرے جز
۳۳۹	۵	دینے	دیتے
〃	۱۴	متناقص	متناقض
۳۴۵	۴	تمام علوم	تمام علوم میں
۳۴۷	۴	روح تکمیل	روح کو تکمیل
۳۵۱	۱	ما	یا
〃	۵	پستی کی دیکھتا	پستی کی طرف دیکھتا
۳۵۴	۲۴	خیال	خیال کا
۳۵۸	۱۲	مکر	مگر
۳۶۸	۳ و ۴	کرنے ہیں	کرنے ہیں
۳۷۰	۱۰		
۴۷۴	۸	اولی گارگی	اولی گارکی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۷۶	۱۰	دکھیے کیونکر	کہیے کہ کیونکر
۳۷۹	۷	اس واقعہ کے	بوجہ اس کے کہ
〃	۱۶ و ۱۷	دیکھئے	دبکئے
۳۸۵	۱۳	المتخصر	المختصر
۳۸۶	۱۸	کو وہ	کہ وہ
۳۸۹	۲	یہ یا کچھ اسی طرح کی	یہ یا اسی طرح کی حالت
۳۹۵	۱۳	اعتبار	اعتبار سے
۳۹۶	۲۱	قیام	قیام کو
۳۹۷	۱۵	پھوں	پھول
۴۰۸	۲۵	تاکہ اپنی جانب سے تاکہ	تاکہ اپنی جانب سے
۴۱۲	۳	وہ کیسی وہ کیسی ہے	وہ کیسی ہے
۴۲۴	۹ و ۱۰	کرتے ہیں	کرتے ہو
۴۲۵	۸	کامل آزادی کی۔	کے کامل آزادی کے لئے۔
〃	۲۴	بیان کرسکے	بیان کرسکتے ہو
۴۳۳	۳	جالے	جائے
۴۴۶	۱۵	نجات پاتا	نجات پانا
۴۴۷	۱۸	کرسکتا	کرسکتے
۴۵۰	۸	مثل روئی	مثل روٹی
۴۵۷	۸	تینوں ہیں	تینوں ہیں

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۶۰	۳	سب اچھا	سب سے اچھا	۴۸۴	۸	کام بڑا ہے	کام پڑا ہے
۴۶۴	۳	تنظیم جو	تنظیم کے جو	۴۸۵	۳	پہنچا سکتی	پہنچا سکتا ہے
۴۶۵	۸	تعلید	تقلید	〃	۱۷	ہے جو	جو
۴۷۱	۱۰	ہم سے کہ	ہم سے کہے کہ	۴۹۶	۱۷	منی	مٹی
		مجھ سے	مجھ سے	〃	۲۰	اور سے اور	اور ہے اور
۴۷۴	۱۵	فیثا غورس	فیثا غورث			کیا ہے	کیا ہے
		آبدار رہنے والا	آبدار ا کا رہنے والا	〃	۲۱	ہم اگر ہم	اگر ہم
۴۷۶	۱۷	سوار سمجھتا ہے	سوار سمجھتا ہے	〃	۵	مشخیتین	شخصیتیں
۴۷۷	۱۲	برہمی نے نے کے	برہمی نے کے	۵۱۱	۳	ہدے	ہدیے